بعون خلاق زمین و زمان و بفضل صناعِ مکین و مکان سبحانہٗ تعالیٰ

نسخۂ ہذا از تصانیف شاعرِ نازک خیال شیرین سخن منشی کیول کشن صاحب موسوم بہ

دیوان فرخ

جونی پیرد

حسب فرمائش جناب محامد اکتساب منشی رکھندن لعل صاحب متوطن سکندرآباد ضلع بلندشہر

سنہ ۱۸۷۶ء

در مطبع کوہ نور لاہور باہتمام محمد ... کارپرداز مطبع طبع شد

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U76816
۷۶۸۱۶
CHECKED 2008
19 AUG 1980

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

کہون تعریف تیری حوصلہ اتنا کہان میرا — بڑی ہی بات یارب اور یہی چہوٹا دہان میرا
الٰہی تجھکو ہے معلوم سب راز نہان میرا — نہین آتا ہجوم غم سے مطلب تا زبان میرا
ترے بخشش کے آگے کیا حقیقت میرے عصیان کی — گناہون کو جو دیکہون تو ٹہکانا ہے کہان میرا
نہین ہے کثرت عصیان سے ڈر نار جہنم کا — بہروسا تیری رحمت کا ہے یارب حرز جان میرا
ترے فضل و کرم پر رہتی ہے ہر دم نظر اپنی — نہین تیرے سوا کوئی خدائے دو جہان میرا
کرم پر ہے توکل اور نظر ہے تیری رحمت پر — مجہے کیا غم ہے گر دشمن ہوا ہے آسمان میرا

دعا فصیح یہہ ہر دم ہے جناب کبریائی مین
کہ ہو دیوان قبول خاطر اہل زبان میرا

الٰہی بے طرح دشمن ہوا ہے باغبان اپنا — کہان لیجائین سر پر ہم اوٹہا کر آشیان اپنا
زبان سے شعلے نکلین گر کرین قصہ بیان اپنا — نہین ہے قابل اظہار یہہ سوز نہان اپنا
نہین ہی کچہہ ہمین کہتے ہین عالم مین کامل ہین — ہوا پہر مفت کیون دشمن عزیزو آسمان میرا
بتفصیل لاغری ہم ہین غائب سبکی نظرون سے — برنگ نکہت گل ہے یہہ جسم ناتوان میرا

عوض تجھسے مقرر لیگا چرخ پیر یہ اکدن
زمین کو شق کریگا گر ہوا نالہ جوان اپنا

گئے ہین آہ و نالہ بسکہ ہمنے ہجر مہرو مین
بہ ہمچو چرخ ہے جگر مین آہون کا دہوان اپنا

یہ سر حاضر ہے بسم اللہ کیجے وار خنجر کا
ہوا ہے قتل ہی پر گر ارادہ امتحان اپنا

بجا ہے حضرت ناصح جو کچھ ارشاد فرمائین
ولے قابو نہین چلتا ہے دلپر مہربان اپنا

ہوا ہے اب اوڑائین پرزہ پرزہ جیب و دامان کے
گریبان ہو چکا ہے آنکھون سے دہجیان اپنا

کبھی ہے کوچہ گردی اور کبھی سیر بیابان ہے
بتائین عالم وحشت مین کیا تمکو مکان اپنا

دہان یار سے کرنا سمجھکر ہمسری پہلے
ذرا اے غنچۂ گل صاف توکرلے دہان اپنا

خدایا روز محشر سب سے پہلے میری پرسش ہو
قیامت ورنہ سر پر لائیگا شور فغان اپنا

جلایا آتش فرقت نے فرخ اسقدر ہمکو
پگہلتا ہے بہ رنگ شمع ہر اک استخوان اپنا

حوصلہ دل سے نکال آج جفا جو اپنا
سر کے دینے مین نہین عذر ہمیں ہو اپنا

آئینہ رکھتے ہو کیون آٹھ پہر پیش نظر
دیکھو اولٹے نہ کہین تم پہ یہ جادو اپنا

رات دن لینے کے دینے ہی پڑے رہتے ہین
موت آجائے تو ہو فیصلہ یکسو اپنا

ناصحا آپکا فرمانا بجا ہے لیکن
دل کمبخت پہ کب چلتا ہے قابو اپنا

شرم سے شرق کو اولٹا ہی سدہارے خورشید
اوٹھے برقع جو کبھو رخسے وہ مہرو اپنا

اونکا ہم پہلو ہوا جیسے رقیب بدکیش
درد پہلو نہین جاتا کسی پہلو اپنا

جان و دل دینے مین اصلاً نہ ہوا عذر کبھی
ہائے اسپر بھی ستمگر نہ ہوا تو اپنا

دل مضطر کا اگر ڈہنگ یہی ہے فرخ
پہنک دینگے اسے چیر کے پہلو اپنا

غیر سے مل کر خفا وہ جانِ جاں ہو جائیگا
کیا خبر تھی مہرباں نامہرباں ہو جائیگا

غیر اچھا ہم برے جانے ہی وہ جھگڑا ہی کیا
بات کیا ہے چار دن میں امتحاں ہو جائیگا

ضبط گر یوں ہی رہا سینہ میں اپنے سوزِ دل
شمع روشن اپنا ہر اک استخواں ہو جائیگا

آگئی جب دم ہمارے لب پہ آہِ شعلہ بار
پھنکیاں فی النار جلکر آسماں ہو جائیگا

آئے تھے تنہا نہ جائینگے اکیلے یاں سے ہم
حسرتوں کا ساتھ اپنے کارواں ہو جائیگا

سیر پہ گلشن کو اوٹھایا ہے عبث نادلنشیں چپ
عندلیبِ زار دشمن باغباں ہو جائیگا

ہمسے ہی باتیں بنائے جاتا ہے ناصحا
سامنے اوس شوخ کے تو بے زباں ہو جائیگا

بس چلیگا کیا رقیبِ روسیہ شیطان کا
میرے اوس بت کے خدا جب درمیاں ہو جائیگا

گر یوں ہی ہر دم کا رونا ہے ترا بیہوش
رازِ دل اے چشمِ تر سب پر عیاں ہو جائیگا

یہاں امیدِ وصل ہی پر تھا مدارِ زندگی
کیا خبر تھی یوں ہی دشمن آسماں ہو جائیگا

دلکو سمجھاتے ہیں یوں ہم انقلابِ دہر میں
آج ہے نامہرباں کل مہرباں ہو جائیگا

تجھکو تالاش کر دہی ہی فتح فایدہ
وصل میں خود منکشف رازِ نہاں ہو جائیگا

عالم گریہ ہمارا دمبدم افزوں ہوا
روتے روتے بہ گئے آنکھوں سے جاری جیحوں ہوا

پانی پانی ہو گیا ایک زمیں سے تا فلک
پر نہ کم جوشِ سرشکِ دیدہ پر خوں ہوا

بعد مردن بھی رہا باقی وہی جوشِ جنون
خاک سے میرے بگولا جو بنا مجنوں ہوا

دور تو نے بارِ سر گردن سے میرے کر دیا
آج اے شمشیرِ قاتل میں ترا ممنون ہوا

آنکھ بھر کر سوئے جنت بھی نہ دیکھونگا کبھی
زاہدا کوچہ میں اوسکے میں اگر مدفون ہوا

عشق کے مکتب کا میں اوستاد ہوں اے ہمدمو
سب میرے شاگرد ہیں وامق ہوا مجنوں ہوا

پان کی سرخی نہین لعلِ لبِ جان بخش پر
چشمۂ حیوان پہ اسکے دل یہ کیسا خون ہوا

مصرعِ قسمت شا وکب ثانی ہے قامت کا تیرے
جو برابر کا نہ ہو مصرع وہ کب موزون ہوا

جامِ عشرت سب کو قسّامِ ازل تو نے دیے
اور یہ قسمت کا ہمارے طالعِ وارون ہوا

ایک بھی حسرت میرے دل سے نہین نکلی ہنوز
پھر الٰہی کس لیے دشمن یہ اگردون ہوا

ہے دعا نبی مرگ کی ہر دم تنگ ہو کر زیست سے
جیسے ای فرخ کسی پہ اپنا دل مفتون ہوا

[illegible]

آہ کر نکلے کبھو اپنے جگر سے دیکھنا
پہونک ہی دیگی فلک بہکو شرر سے دیکھنا

تب چڑہ آئیگی یقین ہے آفتابِ حشر کو
گر مقابل ہو گیا داغِ جگر سے دیکھنا

دل کی جا سینہ مین ہے اپنی پہیا ہی چارہ گر
کھینچنا ہرگز نہ پیکان کو جگر سے دیکھنا

دیدۂ خون بار گر تعلیمِ گریہ سے اوسے
سخت دل پر سا کرینگے ابرِ تر سے دیکھنا

خوابِ راحت کے عوض آیا ہے پیغامِ اجل
کیا دعا کو ضعف ہوئی اپنے اثر سے دیکھنا

کھولنا اچھا نہین ہے کاکلِ خمدار کا
بال او بجھینگے میان تیری کمر سے دیکھنا

اپنی آہِ گرم سے نخلِ شکیبا ہے جا پروطن فا
آگ کے شعلے سے اوٹھتے ہین کدہر سے دیکھنا

کیا شکایت ہے عدو کی کیا رقیبون کا گلہ
دیکھا جو قسمت مین تہا اوس فتنہ گر سے دیکھنا

خط مین شوقِ وصل لکہنے کو تو لکہا ہے مگر
خوب ہی بگڑے گی اوسکی نامہ بر سے دیکھنا

قتل کو فرخ کے کیا تیغ و سنان درکار ہے
بس کفایت ہے ترا ترچھی نظر سے دیکھنا

ناز سے گاہی گہے ترچھی نظر سے دیکھنا
خوب رو بیٹھے مین دل کس کس ہنر سے دیکھنا

ہے سراپا صانعِ عالم کی قدرت کا ظہور
زاہدا اوس بت کو وحدت کی نظر سے دیکھنا

چھُٹتے ہی غم سفرِ دنیا سے رخصت ہوئے
ہم ہی پہلے چلدے اونکے سفر سے دیکھنا

اوس خرامِ ناز نے برپا کیا ہی روزِ حشر
اب طلوعِ مہر ہوتا ہے کدہر سے دیکھنا

دن کو خورشیدِ جہان اور شب کو ماہِ چاردہ
کیا ہی شرمندہ ہین اوس شکلِ قمر سے دیکھنا

گر رقیبون پر کرم یون ہی رہیگی آپکی
ہم گذر جاینگے اکدن اپنے سر سے دیکھنا

مژدہ اسے شوقِ شہادت آج شوخِ فتنہ گر
باندھکے شمشیر نکلا ہے کمر سے دیکھنا

کل تلک واللہ اعلم کیا سے کیا صورت بنے
آج اک طوفان بپا ہے چشمِ تر سے دیکھنا

خون ہوکر بہہ چلا دل تیرا فرخ لے جگر
لختِ دل گرتے ہین ہر دم چشمِ تر سے دیکھنا

چھیڑنا اچھا نہین ہر دم کا نادان دیکھنا
کاٹ ہی کہائیگا مارِ زلفِ پیچان دیکھنا

تہا نصیبِ غیر ای دل کوئی جانان دیکھنا
اور مقدر مین میرے کوہ و بیابان دیکھنا

ہے اگر رونا یہی اوٹھیگی طوفان دیکھنا
غرق ہو جائیگا عالم چشمِ گریان دیکھنا

کیا ہی فارغ ہو کے بیٹھے ہین جنون کے ہاتھ سے
پرزہ پرزہ کر کے ہم جیب و گریبان دیکھنا

یاس و حسرت اضطراب و دردِ فرقت رنج و غم
کیسے کیسے خانۂ دل مین ہین مہمان دیکھنا

جوشِ وحشت مین ہماری گرمیٔ رفتار سے
خاک جلکر ہو گئے خارِ بیابان دیکھنا

تیرے بسمل کی تمنا ایک نگاہِ ناز ہے
پہر نظر پہر خدا پہر اوسکو بیجان دیکھنا

بالیقین اے چرخ تو ہو جائیگا خاکِ سیاہ
لب تلک آنے جو اپنی آہِ سوزان دیکھنا

کر دیا خاکِ سیاہ اغیار کو اک آہ سے
ہو گیا ہے ہم سے کیا کارِ نمایان دیکھنا

قتل کر کے کہتے ہین غم سے ہوئی تجھکو نجات
اور اولٹا مجھپہ رکھتے ہین وہ احسان دیکھنا

جورِ گردون سے ہی فرخ اپنا سینہ داغ داغ

خاک مین کیا کیا ملائے اسنے انسان دیکھنا

آنکھ اوٹھا کر جو سوئے عالمِ بالا دیکھا
ایک ہی آہ سے عالم تہ و بالا دیکھا

آج اک بام پہ وہ چاند سا مکھڑا دیکھا
اپنی طور پہ کیا حضرتِ موسے دیکھا

لامکان تک نہین ملتا ہے پتا گردون کا
آہ و نالہ مین اثر ہمنے بلا کا دیکھا

الامان شدتِ گریۂ شبِ تنہائی مین
آنکھ سے اشک گرا گرتے ہی دریا دیکھا

فاتحہ پڑھ کے لگے رونے مسیحا آخر
جب نہ بیمارِ تپِ عشق کا چارا دیکھا

چشمِ خونبار سے کیا ابر مقابل ہوگا
کبھی خوناب بھی بادل سے برستا دیکھا

نہ زمانہ کی شکایت نہ فلک کا شکوہ
میری تقدیر نے جو مجھکو دکھایا دیکھا

نیم نظارہ نے بیمار بنایا مجھکو
دیکھنا یار کا اسے نرگسِ شہلا دیکھا

مین نہ کہتا تھا تجھے ان نہ مانا آخر
دل لگانے کا مزا او دلِ شیدا دیکھا

عشق مین جان بھی چلی ساتھ ہی لگی ٹھوکر
نہ کسی کو بھی برے وقت مین اپنا دیکھا

ایک ٹھوکر سے کیئے زندہ ہزارون مردے
شورِ محشر تیری رفتار مین برپا دیکھا

فرقتِ یار مین پیغامِ اجل باقی ہے
اور سب کچھ جو دیکھا تھا خدایا دیکھا

دل مین کیا تیرے سمائی بتا کافر بتلا
دیکھ کر میری طرف کسلئے تیغا دیکھا

جور سہتا ہے تو ان سنگدلون سے کیا کیا
ہمنے فرخ تیرا پتھر کا کلیجا دیکھا

کوہ دیکھا کبھی دریا کبھی صحرا دیکھا
وحشتِ دل تیرے اقبال سے کیا کیا دیکھا

دونو زلفون مین جو اوسکا رخِ زیبا دیکھا
صبح او شام کے ملنے کا تماشا دیکھا

تاب کیا تھی مرے نالون سے مقابل ہوتا
ایک ہی آہ مین گردون تہ و بالا دیکھا

مبتلائے مرض عشق سے گھبراتے ہو
حوصلہ آپکا بس رنگ کا سیکھا دیکھا

غیر سے سر پیر اگھواتے ہو واللہ باللہ
یہہ نیا ظلم کا انداز تمہارا دیکھا

واعظو خانۂ دل مین اوسے تلاش کرو
کیا ہوا تمنے جو بتکدہ و دیر نا دیکھا

کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے ٹہیرا نہ کوئی
دار فانی مین عجب ہمنے یہہ میلا دیکھا

ضعف سے ہوگئے مجبور پری رویون کے
دل اوٹھانے کا نہ جب ہمنے سہارا دیکھا

چشم تر آہ بلب ہی تجھے پایا فرخ
عمر بہر ہمنے نہ تجھکو کبھی ہنستا دیکھا

ارض سے لیکے تا سما دیکھا
لیک تجھسا نہ بے وفا دیکھا

کون ہوگا کسی کا دنیا مین
سب کو مطلب کا آشنا دیکھا

غیر کو بوسہ اور ہمین گالی
آپ کا بس یہہ چوچلا دیکھا

ہنسکے کہتے ہین مجھکو دیکھ حزین
دل لگانے کا کچھ مزا دیکھا

ایک بوسہ پہ گالیان لاکھون
واہ واہ خوب حوصلا دیکھا

خاک اپنی نہ اوس تلک پہونچی
چل ہوا ہو تجھے صبا دیکھا

آہ پہونچی ہے چرخ چارم تک
بارہا ہمنے آزما دیکھا

عمر ساری مصیبتون مین کٹی
ہمنے دنیا مین آکے کیا دیکھا

یاد حق ہی نہ بھول کر بھی کبھی
ایسا فرخ جہان مین کیا دیکھا

بھول کر چشم دل جدا بہ دیکھا
تیرا ہی جلوہ جلوہ گر دیکھا

نالہ و آہ و گریہ و زاری
ہم سے جو ہو سکا سو کر دیکھا

پہل گیا سینہ داغِ سوزان سے / نخلِ الفت کا یہ ثمر دیکھا

کم ہین داغون سے انجمِ گردون / شبِ ہجران شمار کر دیکھا

ق

عرض کی سینے او بتِ کافر / مجہسا جان باز ہی بشر دیکھا

تو لگے کہنے عشق اور احسان / ہمنے تم ہی مین یہ ہنر دیکھا

فرخ اب فکرِ عاقبت کیجے
اور سب کچہہ تو عمر بہر دیکھا

ہین نامہ جو اوس نے کاغذِ کشمیر پر لکہا / اشارہ سرد مہری ہے سو کس تقصیر پر لکہا

ہین صدقہ کاتبِ قدرت کی کیا ہی خط جوہر مین / ہمارے قتل کا مضمون تیری شمشیر پر لکہا

نہ نقشہ کہنچ سکا مانی سے جب اس جسمِ لاغر کا / تو ہمنے نام ہی بس کاغذِ تصویر پر لکہا

لکہی تہی بس تمنائے ملاقات اوسکو ای قاصد / جواب خط نہ اوس نے کون سی تقصیر پر لکہا

مقدم سے موخر کا نشان ای جانِ جان ہمنے / تیری خاکِ قدم سے نسخۂ اکسیر پر لکہا

نہین چہینٹے لہو کے ہین یہ تیری تیغ پر قاتل / ہے محضر خون کا میرے تیری شمشیر پر لکہا

نہین ہے کہکشان کا خط ہماری آہِ سوزان نے / الف اک آہ کا ہے لوحِ چرخِ پیر پر لکہا

نہ تا امکان شکیبائی کو دینا ناتہہ ہی فرخ
کہ ہوگا وہ جو کچہہ ہے صفحۂ تقدیر پر لکہا

جور ہر روز نئے ظلم ہے ہر آن نیا / عاشقِ زار وہی ہون نہین انسان نیا

تیغِ ابرو کبہی کہینچی کبہی تیرِ مژگان / قتل پر میرے ہے ظالم تیرا سامان نیا

مصحفِ رخ پہ نہین خال تمہارے کوئی / کہئے بے نقط یہ نازل ہوا قرآن نیا

ہچکیان آتی ہین لگا ہی گہٹے دم ہوٹہون پہ / تیرے بیمار کا اب حال ہے ہر آن نیا

غرق عالم نہ ہو ڈرتا ہون خدا خیر کرے
روز آنکھ دیدہ تر اوٹھتا ہے طوفان نیا

دیکہہ کر خاک مری اوڑتی ہوا پر لے
دیکھو پیدا ہوا مر کر یہہ سلیمان نیا

بس کر اسے جوش جنون زور کہا انسی لادن
روز سلوا کے پہنتا ہون گریبان نیا

حسرت و رشک کبھی اور کبھی درد فرقت
اک نہ اک دل مین میرے رہتا ہے مہمان نیا

مصحف رخ کی تلاوت مین ہی مشغول مدام
زلف ہندو تیری لائی ہے یہہ ایمان نیا

وادی قیس مین دل اپنا بہلتا ہی نہین
جوش وحشت کوئی دکہلائے بیابان نیا

دیکھیے کیسے رسائی ہو در جانان تک
روز ہم پاتے ہین دروازہ پہ دربان نیا

تو ہی بتلا کہ نہو کسطرح سودا فرخ
روز نظرون سے گذرتا ہے پرستان نیا

رہے جان نہ دل دو کہا کسی کا
ہے کچھ بہی بہروسا زندگی کا

معلوم نہین کہان ہون کیا ہون
عالم ہے یہہ اپنی بیخودی کا

لو جان بہی چلی ہے ہجر مین ہاے
ساتھی نہین کوئی بیکسی کا

اے چرخ تیرے ستم سے ڈر کر
لیتے نہین نام ہی خوشی کا

آنکھون مین ہماری روتے روتے
باقی نہین نام ہی تری کا

بادل مین چمک رہی ہے بجلی
موباف نہین ہے یہہ زری کا

کہتے ہین کہ آج [illegible] پیا
مہمان ہے ایک دو گہڑی کا

آسکتی نہین ہے بات لب تک
کیا حال سناؤن لاغری کا

کہتا ہون مین ہان تجہسے فرخ
اچہا نہین نام عاشقی کا

ہے مجھے جفا ماہ لقا ہو گیا
جی میرا جینے سے خفا ہو گیا

درد ہے پہلو میں میرے جای دل
دل میرے پہلو سے جدا ہو گیا

شکر خدا آئی اجل ہجر میں
وعدہ جو تھا اپنا وفا ہو گیا

بار بلا سر سے میرے تیغ یار
خون میرا تجھکو روا ہو گیا

فصل گل آتی ہے میرا اے جنون
زخم کہن تھا سو ہرا ہو گیا

کاٹ کے سر میرا کہا ناز سے
حق محبت لو ادا ہو گیا

باندھے ہیں تو نے میرے قاتل کے ہاتھ
کام برا تجھسے حنا ہو گیا

کچھ نہیں کھلتا ہے خدا ے کریم
بیٹھے بٹھائے سے مجھے کیا ہو گیا

کر دیا ہے چرخ کو خاک سیاہ
نالہ میرا برق بلا ہو گیا

کٹ کے تیرا ناخن پا شک مہ
چرخ پہ انگشت نما ہو گیا

مردے نکل آئے ہیں قبروں سے یار
چال سے اک حشر بپا ہو گیا

خوب تو لائی تھی صبا بوئے زلف
دم بھی تیرے ساتھ ہوا ہو گیا

فایدہ نسخہ نے پہنچا طبیب
درد دل اور اس سے سوا ہو گیا

زلف سنواری تھی جو اوس شوخ نے
پھر میں گرفتار بلا ہو گیا

لیگئے اوس کوچہ میں اپنا غبار
تیرا یہ احسان صبا ہو گیا

اوس نے نہ بھیجا میرے خط کا جواب
تھا جو نوشتہ میں لکھا ہو گیا

دیتا ہے دل اوس بت کو خدا کا نام لو
خیر ہے فرخ تجھے کیا ہو گیا

نہ ہو مضطر کبھی کو اک نہیں برق تپاں ہوگا
ہماری آہ آتشبار سے سارا جہاں ہو گا

کہاں تک ضبط سینہ میں کریں اب کیا رہا باقی
جگر کو دل کو تو نے سوختہ سوز نہاں ہو گا

پھری الٹی قضا بالین سے صورت ہی نہ پہچانی — میری آہون نے ایسا میرا جسم ناتوان ہوگا
چڑا کے مونہہ ہزارون گالیان دیتے ہو کیون ہمکو — رقیبون نے تمہارے کان مین کیا مہربان ہوگا
ہمین تو بس جلایا اے لب سرای سوز دل تونے — زمین پہونچی نہ گا ہی اور نہ گاہے آسمان ہوگا
الہی کسطرح مین تفتہ جان جنت مین جاونگا — دو دہائی دینگے سوز دل سے سب اہل جہان ہوگا

قیامت مین جو فرخ داغ دل اپنے دکہا دینگے
پکا رینگا یہ ہی خورشید محشر الامان ہوگا

بسکہ سینہ مین شب ہجر کا دہڑکا ٹہیرا — وصل مین بھی نہ کسی طرح دل اپنا ٹہیرا
ہوگیا کیون میرے لاشہ پہ رقیبون کا ہجوم — میرا مرنا نہ ہوا ایک تماشا ٹہیرا
کچھ ہنسی کہیل سمجھتا ہے تو آنا دل کا — دل کا آنا نہ ہوا ناصحا ٹہٹہا ٹہیرا
آکے اب حسرت دیدار مین تیرے اپنا — دم کوئی دم کے لئے رشک مسیحا ٹہیرا
پہینکدیونگا اسے چیر کے پہلو سے نکال — جب کسیطرح نہ اپنا دل شیدا ٹہیرا
گالیان دیتے ہو بدذات کے بہکانے سے — ہم برے ٹہیرے رقیب آپکو اچھا ٹہیرا
طفل اشک اپنا یہ طوفان اوٹہانے والا — چین سے ایک گہڑی بہر بھی نہ نچلا ٹہیرا
درد و غم رنج و الم رشک عدو سے بکشش — خانہ دل مین میرے آکے نہ کیا کیا ٹہیرا
سنگدل کہتا ہے سن سن کے میرا درد جگر — اپنا حال نہ ٹہیرا کوئی قصا ٹہیرا

لیلو سستا ہے بہت مول نہین ہے جبتک
اک نگہ پر دل فرخ کا ہے سودا ٹہیرا

یون دیدۂ تر اشک بہانا نہین اچھا — ہر روز کا طوفان اوٹہانا نہین اچھا
جادو ہی نگاہون مین نہ اوسکے کہین دیکھو — آئینہ سے آنکھون کا لڑانا نہین اچھا

گر قتل اگر جی مین ہے ابروئی ولدار
ہر بار کا تلوار و کہانا نہین اچھا

طوفان اوٹھائینگے میرے دیدۂ پر آب
محفل مین رقیبون کے بیٹھانا نہین اچھا

بہانہ محبت کی عیادت کے لئے شوخ
مہندی کے لگانے کا بہانا نہین اچھا

ہم چاہین تو اک آہ مین ویران ہو کیا فلک کو
لیکن ہمین لب تک اوسے لانا نہین اچھا

تم ہنستے ہو غیرون سے جلاتا ہی مجھے رشک
جلتون کو یہی جان جلانا نہین اچھا

ڈرتا ہون نہ دم میرا نکلجائے دل کر
اس طرح شب ہجر ڈرانا نہین اچھا

گمراہ کرینگے تجھے بہکا کے یہہ شیطان
غیرون کا تیرے کوچہ مین آنا نہین اچھا

یہہ دار فنا ہی نہین اکدم کا بسیرا
فرخ تمہین یہان دل کا لگانا نہین اچھا

ہر روز کا یارب یہہ خلل جائے تو اچھا
پہلو سے یہہ دل اپنے نکلجائے تو اچھا

یون خوب نہین آٹھ پہر دل کا سلگنا
اکبار تب عشق یہہ جل جائے تو اچھا

نالہ مین اثر دیکھا نہ تاثیر فغان مین
دل اور کسیطرح بہلجائے تو اچھا

اٹھتا ہی نہین ضعف سے سر تیرے قدم سے
قاتل تیری شمشیر اوگل جائے تو اچھا

ہے دہوم کہ آئینگے عیادت کے لئے آج
یہہ جان لب آمادہ نکل جائے تو اچھا

باز آتا نہین چرخ دنی جور و ستم سے
ہان آہ شرر بار یہہ چلجائے تو اچھا

بے جلوۂ دیدار ذرہ چین نہین ہے
یہہ ڈہنگ طبیعت کا بدل جائے تو اچھا

کیون مفت مین دل کہو کے پچہتاؤگے فرخ
اب بہی یہہ سنبہالو سے سنبہلجائی تو اچھا

مہربان کس روز مجھ پہ شوخ پر فن ہو گیا
اے فلک کس بات پر تو میرا دشمن ہو گیا

فرطِ گریہ اب تو بس کر کیا ہوئیگا سبھے | سیلِ اشکِ دیدۂ تر تا بگردن ہوگیا
ہو گیا ناسور دل میں جلوہ دیدار سے | جھانکنے کے واسطے کیا خوب روزن ہو گیا
عالمِ وحشت میں کیا بتلائیں ہم گھر کا پتا | گر پڑے جس جا پہ تھک کر وہ ہی مسکن ہو گیا
تار ہی باقی نہیں ہے پیرہن میں اے جنون | پرزہ پرزہ جیب سے لے تا بدامن ہو گیا
سیرِ گلشن کی نہیں خواہش ہمیں اے ہمدمو | کثرتِ داغِ جگر سے سینہ گلشن ہو گیا
آہ کیا شعلے نکلتے ہیں زبان سے دمبدم | سوزشِ پنہان سے سینہ اپنا گلخن ہو گیا
عارضی ہے حسن غرہ کس لئے اے ماہ رو | چار دن میں آپکا مہمان جوبن ہو گیا
ہائے کیا ضد ہے جو میں کافر ہوا اسلام چھوڑ | داخلِ اسلام وہ طفلِ برہمن ہو گیا
گر کے بجلی آسمان سے خوف ہی کردو نہ خاک | حسرتوں سے تج دل میں اپنے خرمن ہو گیا

دیدہ بازی کے سوا کچھ اور ہی کرتا تو لو
رہ کے ارتمہ میں فصیحؔ تو تو کودن ہو گیا

دلا باور نہ کیجیو بے وفائی آشنائی کا | وہ کافر ایک جویا ہے چھپا ساری خدائی کا
تمہارے حسن روز افزون سے سایا تا ہابان | مہ نو آسمان پر ہے صنم کاسہ گدائی کا
عیان ہے واہ کیا ابرو بہار و برق کا عالم | تمہاری آنکھ میں ایجان پنجۂ طلائی کا
نہ کیوں جراح میرے زخم سے ہو خون جدا آسے | میں زخمی ہوں کسی کے پنجۂ دستِ حنائی کا
بسانِ قوتِ دل پیچ کے گہر کیا دل میں | ہوا ہوں دل سے قائل اوسکی پیکان کی صفائی کا
پھنسا ہے کاکلِ پرخم میں اوسکے اپنا دل یا رب | نظر آتا نہیں سامان اب کوئی رہائی کا
فراقِ یار میں ہر دم یہی رو رو کے کہتا ہوں | نہو یارب نصیبِ دشمنان صدمہ جدائی کا
صنم بادِ صبا کو ساتھ آئیں خاک ہو کر ہم | یہی ہے موقع تیرے در تک ابھی رسائی کا

شنا ہی ہاتہ باندہی ہین جفائی شوخ پرفن کے
دلا کیا خوب ہو موقع ملے گر ہاتہا پائی کا

جفا و جور کی ہے دہوم ہر کوچہ و برزن مین
جہان مین ہوگیا شہرہ تمہاری بیوفائی کا

ہین فرخ آشنا دنیا مین سارے اپنے مطلب کے
بہروسا کیجیو نادان نہ بیٹے کا نہ بہائی کا

رخ زیبا کو تیرے ماہ سو سمجہا
نقطۂ خال ابہو دیکہا اوسے اختر سمجہا

قدرت صانع جبار نے کو بنایا شیشہ
ہونگے مغرور حسین یہہ نہ سکندر سمجہا

ترک الفت کا یہہ نادان تقاضا ہے عبث
ناصحا اپنا بہلا کب دل مضطر سمجہا

جان و دل دیدئے تیرہی نہ ہمکو اپنا
ہائے افسوس ہے وہ شوخ ستمگر سمجہا

ایک دم بہی کہین باہر نہین جاتا شاید
غم فرقت دل محزون کو میرے گہر سمجہا

قافلے صبر و شکیبائی کے لوٹے لاکہون
رہزن چشم کو تو اسنے ستمگر سمجہا

توبہ مے سے کہین جنت بہی ملتا ہے
زاہدا گر یہہ ہی سمجہا ہے تو پتہر سمجہا

فرقت یار مین آنکہون مین بہر آیا جو لہو
مین اوسے جام اوسے بادۂ احمر سمجہا

سوزش دل سے نکلتے ہی مین شرارہ کیا کیا
جو گرا آنکہہ سے قطرہ اوسے اخگر سمجہا

فرخ اب دہوم ہے آنکہ عیادت کو وہ شوخ
جان بلب آمدہ کو اوسنے بہی دم بہر سمجہا

آہ سوزان سے میری دریا بہی صحرا ہوگیا
سیل اشک چشم سے صحرا بہی دریا ہوگیا

ترش رو ہو کر وہ کیا گالیان دیتا ہے آہ
تلخ ہوکر وہ شکر لب کیا ہی روکہا ہوگیا

کہودیا طرز خرام ناز نے محشر کا ڈر
آج رفتار صنم سے کار فردا ہوگیا

چہیڑنا اچہا نہین ہے صبدم کا ناصحا
دل تیری باتون سے میرا اپکا پہوڑا ہوگیا

نعش پر میرے ہوا ہے کیون رقیبون کا ہجوم
میرا مرنا ہا نتے اورون کا تماشا ہو گیا

مرگ کو سُنکر میرے رشکِ مسیح کہنے لگا
لو مبارک ہو مریضِ عشق اچھا ہو گیا

بے مروت بیوفا بیداد گر نا آشنا
جو کہا تجھکو ستمگر وہ ہی زیبا ہو گیا

زندگی سے تلخ بے حاصل ہوئی ایجانِ جان
بوسہ لب کا تیرے کیا ہمکو ٹپکا ہو گیا

مر چلا تھا پیاس سے قاتل وہ دیتا ہی گیا
تیر اِلبسمل پی کے آب تیغ ٹھنڈا ہو گیا

بہاگتا ہون کس لئے اوٹھ اوٹھ کے صحرا کیطرف
بیٹھے بیٹھے ہائے الٰہی کیا یہہ سودا ہو گیا

خیر ہے دل تو نہین سمجھے دیا فرخ کہین
وہ ہی دن مین کیا سے کیا نقشہ تمہارا ہو گیا

غمِ جدائی سے تیرے مقابلہ دل کا
مدام رہتا ہے اندر سے حوصلہ دل کا

ہون تنگ زیست سے جلدی سی دم نکل جائے
خدا چکائے کہین جلد فیصلہ دل کا

خدایا یہہ دلِ محزون نہین ہین ور کا رہ
کہینگے شکر جو کر دے تبادلہ دل کا

ہمیشہ کہتے ہو اکدن کرینگے قتل تجھے
نکالو ہی کہین اسے جان یہہ جو چلا دل کا

ہین پاس دل سے اگر جائیے وگرنہ صنم
ہزار کوس ہین ہووے جو فاصلہ دل کا

چلے گئے جو مجھے آپ چھوڑ کر تنہا
سوائے رونے کے قابو نہ کچہہ چلا دل کا

نگاہ ناز نے غمزہ نے اور ادا نے تیرے
ہمارا لوٹا ہے ایجان قافلہ دل کا

پہرایا کوہ و بیابان ابہی خدا جانے
کہان کہان مجھے لیجائے ولولہ دل کا

تیری جدائی مین اے ساقی پری پیکر
سمجہتا شیشہ سے کو ہون آبلہ دل کا

یہہ ہی دعا ہے خدائی کریم سے فرخ
پڑے کسی سے نہ اپنا معاملہ دل کا

آج میری قتل کا پھر ہو کے ساماں رہ گیا
وائے قسمت دل کا دل ہی میں اپنے ارمان رہ گیا

زخم اوچھے پن پہ تیرے اپنا خنداں رہ گیا
تسمہ گردن میں لگا کیوں تیغ برّان رہ گیا

خیر گذری ضبط گریہ کر لیا ہمنے فلک
اوہٹتے اوہٹتے چشم تر سے اپنے طوفان رہ گیا

تشنگی میری بجھا لی کیا کیا کار ثواب
آب خنجر کا تیرے قاتل یہ احسان رہ گیا

جوش کیا تھا بے بیابان گئے جب ہم تو مین
جیب نہ کچھ تھا تو چلا ناکام گریبان رہ گیا

بل بے تاب حسن اسکے رشک قمر سے حضور
شرم سے منہہ لیکے اپنا ماہ کنعان رہ گیا

میکدہ میں رہ گیا سے ہم کیسکے وستار تک
زاہدا اک جام پر اب اپنا ایمان رہ گیا

غیرت شمشاد گلشن ہو گیا تو شرم سے
پا بہ گل سکتہ میں بس سرو گلستان رہ گیا

گر نہ پا سکتے وہ میرے آبلون کی آبیاری
کیون پکڑ دامن ہر اک خار مغیلان رہ گیا

ہاں کوئی فرخ سناوے اور تازہ سی غزل
محفل احباب میں تو ہی غزلخوان رہ گیا

خنجر قاتل سے بچی وہ بس ہر دم آہ کا
مکتب غم میں ہے پہلا زور بسم اللہ کا

وصف ابرو کے لئے ہے یہ واعظ عشق کی درگاہ کا
اسے جگہہ رتبہ مساوی ہے گدا و شاہ کا

جان کے لالے پڑے ہیں دین و دنیا ہو لکہ
ہے یہی انجام اسے نادان بتون کی چاہ کا

رنگ فق ہے جسطرح کوئی مریض عشق ہو
روئے روشن کے مقابل منہہ تو دیکھو ماہ کا

ساتھ اپنے کیوں اڑا لے چلی ہی باد نسیم
ضعف سے شاید گمان ہے مجھپہ برگ کاہ کا

عاقبت کیواسطے سمجھا ہے بادہ کو حرام
ساقیا اللہ بلی زاہد گمراہ کا

حاملان عرش کیوں ہیں منتظر شاید کہ اب
ہے گذر عرش معلے پہ ہماری آہ کا

ہو لا ہوں یاد خدا اور دین و دنیا یکقلم

جب سے فرخ شیفتہ ہون اک بت بدخواہ کا

جیتے جی شامِ جدائی کا نہ دہڑکا جائے گا — وصل مین بھی ہجر کا دل سے نہ کھٹکا جائے گا

ناتوانی روز افزون ہے اگر یون ہی مدام — کسطرح سے ہمسے پہر دنیا مین اوٹھا جائے گا

گہر کے جانے کا نہ لیجے نام از بہر خدا — جا بینگے ہم جان سے بس آپکا کیا جائے گا

قتل سے خوش ہون ولے ارمان ہے فرطِ ضعف سے — تیغ قاتل کے تلے کسطرح تڑپا جائے گا

غیر پر کرتے ہو دکہلا کر یہ لطف و کرم — رشک سے مر جاوینگا مجھسے نہ دیکہا جائے گا

کیون مقابل کرتے ہم دلکو ہجوم یاس کے — جانتے گر مفت اس بلوہ مین مارا جائے گا

گوہرِ دندان کی الفت مین موا ہون دوستو — آب گوہر مین میرا مردہ نہلایا جائے گا

رد کئے سے اور ہوتے ہین گلے کے ہار یہ — طفل اشکون کو نہ اپنے ہمسے روکا جائے گا

داغ دل دکہلائینگے روزِ قیامت مین اگر — ہے یقین خورشید محشر اس سے شرما جائے گا

تیغ قاتل کے تلے دم توڑنا اچھا نہین — ہے ابہی نامِ خدا نادان گہبرا جائے گا

وہ مریضِ عشق ہون فرخ مسیحا بھی اگر
آیا بالین پہ میرے ہنستا تو روتا جائے گا

عذر دل دینے مین اصلا نہ کیا — ہمنے کچھ اپنا پرایا نہ کیا

کس لئے جور و ستم ہے صاحب — دل دیا آپ کو بیجا نہ کیا

بکت تہا ایک نگہ پر دل و دین — کس لئے آپ نے سودا نہ کیا

یہ ہی ہین ہین بتِ کافر تیرے — کبھی بیداد کا شکوہ نہ کیا

نام ہی کو ہین مسیحا لب ناز — مرضِ عشق کا چارہ نہ کیا

چشم فتان نے تمہارے چہوڑا — کونسا فتنہ جو برپا نہ کیا

رنج ہماے ہین سلسلہ ... لاہون　　عشق مین ہمنے ہی کیا کیا نہ کیا

بے گنہ قتل کیا فرخ کو
مہربان آپ نے اچھا نہ کیا

مستی جو تھی سو تھی پہ غضب پان ہوگیا　　شبخون کا میرے واسطے سامان ہوگیا
ماہی سے لیکے ماہ تلک غرق آب ہین　　سیلاب اشک نوح کا طوفان ہوگیا
ہر اک سے پوچھتا ہی کہ مارا ہے کس نے آہ　　کیا قتل کرکے مجھکو وہ انجان ہوگیا
جان دیکے ہوگئی ہے غم ہجر سے نجات　　دشوار کام تھا وہ لے آسان ہوگیا
مطلب نہ دین سے ہے نہ ایمان سے غرض　　جام شراب اپنا تو ایمان ہوگیا
آئی ہے بیکسی مین کرین کیون نہ جان نثار　　اے موت ہمپہ یہہ تیرا احسان ہوگیا
اے چرخ کیا یہہ ہی ہے تیرا انقلاب تو　　ہمپر نیا ستم تیرا ہر آن ہوگیا
کب چھوڑتا ہے خانہ دل کو غم فراق　　مالک سے بھی زیادہ یہہ مہمان ہوگیا

ان بیوفاؤن سے ہو امید وفا ہمے
فرخ تو جان بوجھ کے نادان ہوگیا

اگر یہہ جانتا عاشق رخ پر نور کیون ہوتا　　تپ غم سے بھلے چنگے بھلا رنجور کیون ہوتا
اگر قابو کا اپنے ناصح نادان دل ہوتا　　تو پھر یون بے اجل مرنا مجھے منظور کیون ہوتا
تو مست نشہ حسن سے گروہ بت کافر　　تو اپنا شیشہ دل اوسکے ہاتھون چور کیون ہوتا
اگر اوچھی نہ پڑتی تیغ ابرو اوس ستمگر کی　　تو شمشیر اجل کا منت مین مشکور کیون ہوتا
ہر اک شے لازم و ملزوم خالق نے کری پیدا　　نہوتی چشم گر بینا جہان مین نور کیون ہوتا
جو اوسکو روزن دیوار سے جھانکا کرتے ہم　　تو اپنے زخم سینہ مین نہان ناسور کیون ہوتا

الٰہی کیون بنایا آئینہ دستِ سکندر نے
ہوا حسن سے واقف تو وہ مغرور کیون ہوتا

کہٹکتی گر نہ چشمِ چرخ بدبین مین شبِ صولت
بلا کا سامنا جیسے شبِ دیجور کیون ہوتا

اگر دیتا نہ مین دل اوس بتِ ہرجائی کو فرخ
تو افسانہ مرا یہ کوبکو مشہور کیون ہوتا

اے صنم تو بہی دکہا جلوہ رخِ پر نور کا
جا بجا مشہور افسانہ ہے شمعِ طور کا

مفلسی مین مصرعۂ سودا ہے یہ ناخن بدل
دل نہ اٹکائے کہین اللہ بے مقدور کا

ہون وہ میکش پانی بہر آئے دہانِ زخم مین
نام سن پاؤن اگر جراح سے انگور کا

عین کعبہ مین ہے روشن دیکہہ لو قندیلِ نور
ابروؤن مین اوسکے کب ٹیکا ہی یہ سیندور کا

تیری اے جراح اپنے داغِ سوزان کے حضور
آب ہووے دم مین زہرہ مرہم کافور کا

ناتوانی مین نہ تو نے بہی خبر لی اے اجل
کب کوئی ہوتا ہے پرسانِ حال بے مقدور کا

ہے دمِ آخر ذرہ تو بہی تو چل کر دیکہہ لے
اور ہی نقشہ ہوا اب تو تیرے رنجور کا

لیکے نقدِ دل بہی اک بوسہ نہ دو پہر کیا غضب
مفت محنت کام ہے بیگار کے مزدور کا

اوسکے سودے سر مین کب یہ مانگ کی ہے روشن
نورِ صبح سے ہے شق سینہ شبِ دیجور کا

نالۂ جان سوز کو اپنے جو لکہا ہے رسا
واہ وا فرخ نیا مضمون باندہا دور کا

واعظا کرتا ہے کس سے ذکر شمعِ طور کا
ہے صنم نامِ خدا اپنا بہی پتلا نور کا

مین نہین سنتا کسی کو آسمان پر ہے دماغ
ناصحا عاشق ہون جب سے اک بتِ مغرور کا

کوچۂ جانان ترک جیسے زاہدا ممکن نہین
مین نہین مشتاقِ جنت اور جمالِ حور کا

ناتوانی سے ہوئی ہے سانس لینی بہی محال
ہو گیا دشوار جینا اب تیرے رنجور کا

صاحب دولت کی ہین کیا کیا خوشامد ہائی ہاے
درد دل پوچھا کسی نے بھی نہ بے مقدور کا

جھانکنے کو جلوۂ جانان کے اپنے سینہ مین
واہ کیا رخنہ بنا روزن ہر اک ناسور کا

ہجر ساقی مین بقول استاد سودا آہ آہ
زخم نے دیکھا نہ میرے منھہ کبھی انگور کا

کیا ساتھ کرے باد صبا خاک تمھارا
ہے برق بلا توسن چالاک تمھارا

ٹپہ اونکو خیال اور نہ بجز جور نہین ہے
انداز جفا سیکھے ہین افلاک تمھارا

از بہر خدا جلد خبر لیجیے صاحب
مرتا ہے کوئی عاشق غمناک تمھارا

اک دم مین ہلا ڈالے زمین اور زمان کو
جان دادہ جو مضطر ہو تہ خاک تمھارا

دل لیکے مکر جاتے ہو بوسہ نہین دیتے
باور کرے وعدہ کا کوئی خاک تمھارا

حالت مین بُری ہم ہین گرفتار کہ تم ہو
ناصح میرا سینہ ہے کہ صد چاک تمھارا

اللہ سے مجھے یاد کرینگے یہ رقیبو
کیون رام ہوا ہے بت بیباک تمھارا

کیون پرزے کئے جیب و گریبان کو اس نے
ہے گل ہی کہین عاشق پوشاک تمھارا

بتلاؤ کہ کیا خبط جنون سوجھا ہے فرخ
بے طرح گریبان ہے جو صد چاک تمھارا

معذور نے سمجھے عاشق کیا کس شوخ قاتل کا
تماشا دیکھتا ہے شوق سے جو نیم بسمل کا

بلا سے کٹ گیا سر غم نہین اسکا ہمین اصلا
وہ لے باقی رہا احسان سر پر تیغ قاتل کا

لگے تارے بدلنے رنگ اپنا اس تماشا مین
نہ آیا ہاتھ جب مضمون ہمارے یار کے تل کا

ملا دیکھے تو پہلے روئے تابان آپ کے ماہ و ان
مقابل روئے جانان سے کہان منہ ماہ کامل کا

سوال بوسہ لب پہ جواب تیغ دیتے ہو
ذرا سوچو تو کب دل توڑنا واجب ہے سائل کا

ہوئی بادہ پرستی مین کمال آخر ہماری عمر
بنانا بعد مُردن کا سبو سے تو میری گِل کا

ابھی گھبرا گیا فرخ گذرنا جان سے باقی ہے
طریقِ عشق ہے آسان نہین قطع منازل کا

کچھ بھی حساب ہے ستم بے شمار کا
کافر خدا کا خوف نہ روزِ شمار کا

طفلی سے عشق ہے مجھے ابروی یار کا
تھا شیر دایہ مین مزہ خنجر کی دہار کا

رکھیو لیجیو آبرو میری اے چشم اشکبار
دریپش ہے مقابلہ ابرِ بہار کا

غیرون کا کیا قصور رقیبون کی کیا خطا
ہے سب قصور اپنے دلِ بیقرار کا

چند ڈھونڈا موت نے پایا نہ پر کہین
یہہ حال ضعف سے ہے میرے جسم زار کا

گُل کو ہزار جان سے بلبل کرے نثار
اوٹھے نقاب رخ سے جو اوس گلعذار کا

سر کو اوٹھا کے پٹّی سے پٹکا کیا ہون مین
کیا ماجرا سناؤن شبِ انتظار کا

اتنی رسائی خاک کو میرے بھلا کہان
کیونکر گذر ہوا ترے دل مین غبار کا

ناکردہ کار زلفون مین بیچارہ پھنس گیا
سمجھین قصور آپ دلِ بیقرار کا

فرخ بھولایا یادِ بتان مین خدا کو بھی
کیا تجھکو خوف کچھ نہین روزِ شمار کا

دور جب اوس صنم نے رخ سے گھونگٹ کر دیا
سب غرور مہجبینان دم مین چوپٹ کر دیا

ایک بھی کہنا میرا تو نے نہ مانا ہاے حیف
اور کہا غیرون نے جو کچھ تو وہ جھٹ کر دیا

جس نے آئینہ بنایا ہو گرفتارِ عذاب
حسن سے آگاہ کر کے اوسکو نٹ کھٹ کر دیا

واہ ری قدرت ملا ہے ایک کو فرشِ زمین
ایک کی قسمت مین سونے کا چھپرکھٹ کر دیا

روز مرتے ہین وہان دو چار مشتاقِ وصال
عاشقون نے کوچۂ جانان کو مرگھٹ کر دیا

اک نظر بھی دیکھنے پائے نہ قاتل کی طرف / قتل تیغ تیز نے کیون ایسے جھٹ پٹ کردیا

اوس نے پھوڑا سنگ سے ہمنے درِ دلدار سے / ہمنے سر بڑہ کردیا فرہاد نے گہٹ کردیا

رنگ بدلا کیون رقیب روسیہ کا مجھکو دیکھ / اے فلک انسان سے تو نے اوسکو گرگٹ کردیا

ہم نہ کہتے تھے کہ مرض عشق فرخ ہے برا / دیکھ دو ہی دن مین تجھکو کیسا چٹ پٹ کردیا

ردیف باے موحدہ

دے چکی ہے زندگی کب کا جواب / نامہ بر اب تک نہ کچھ لایا جواب

ہوگیا ثابت دہن معدوم ہے / مانگ کر بوسہ نہ جب پایا جواب

دل نہ قابو مین رہے تو کیا کرے / پوچھتا ہون ناصحا اسکا جواب

باغ مین اوسکے دہن کے روبرو / غنچۂ گل کو نہ کچھ آیا جواب

ہے کمر کا سا تیری یہہ جسم زار / کون سی شے ہے نہین جسکا جواب

ہوگئے چپ سن کے وہ میرا سوال / کیا دیا ہے واہ در پردا جواب

تجھسے فرخ پوچھا گر روز حساب / پھر بتا کمبخت کیا دیگا جواب

ہون غیر وصل یار سے دلشاد یا نصیب / اور ہون ہمارے واسطے بیداد یا نصیب

سو سو پیام غیرون کو آتے ہین آپکے / بھولے سے بھی نہ ہمکو کرو یاد یا نصیب

آنے کا وعدہ بھول گئے وہ تو غم نہین / کرتی نہین اجل بھی ہمین یاد یا نصیب

اک دم بھی دیکھنے نہ دیا اوسکو وقت قتل / تہا اسکے تیرِ خنجر فولاد یا نصیب

یارب نہ کم تھی آفت قید قفس جو ہمیں
نا مہرباں ہے اُس پہ وہ صیاد بانصیب

غیروں کو بوسۂ لب لعلیں سے ہو نصیب
ہمکو ملے ہیں سیر لب فریاد بانصیب

قسمت میں تھا یہی ترے فرخ لکھا ہوا
پہلے ہی سے یہ بگڑی تھی افتاد بانصیب

اوسکا مکھڑا ہے چاند سا کیا خوب
زلفِ شب گوں کی پھر گھٹا کیا خوب

او بھی کھنچ گیا وہ بت ہمسے
جذب دل کا اثر ہوا کیا خوب

عوضِ بوسہ گالیاں شاباش
سیکھے ہو تم نئی ادا کیا خوب

ہمپہ رستا تھا مغبچوں کے رہے
اب ہوئے آپ پارسا کیا خوب

ساقیا لا شتاب جام شراب
ٹھنڈی ٹھنڈی چلی ہوا کیا خوب

حال دل سنکے وہ بتِ کافر
سنکے کہتا ہے واہ وا کیا خوب

رام کرنا بتوں کو دل دیکر
سیکھا فرخ ہنر نیا کیا خوب

نت ستاتا ہمیں بھلا صاحب
ہیں بندہ کا کیا خدا صاحب

ایک بوسہ پہ گالیاں لاکھوں
دل میں تو سوچیے ذرا صاحب

کیجیے کیا گلہ رقیبوں کا
اپنی تقدیر کا لکھا صاحب

حالِ غم سنکے سنکے کہتے ہیں
ہاں ذرا پھر کہے کیا کہا صاحب

غیر جانے بھی دو ہے کیا تکرار
تم ہی اچھے ہو میں برا صاحب

لیکے دل قصدِ جان کرتے ہو
آپ کا ہے یہ حوصلہ صاحب

دل دیا تمکو کی خطا ہمنے
کہو جو کچھ وہ ہے بجا صاحب

سر تسلیم خم ہے بیان تہہ تیغ
آ گئے ہو اگر رضا صاحب

بات کیا ہے وہ مدعا کیا ہے
کس لئے ہو گئے خفا صاحب

ذوق ہے قتل کیجیے کا مجھے
ہان یہہ ہی ہے میری سزا صاحب

کیا کیا مینے کیون بگڑتے ہو
کچھہ بیان کیجیے ماجرا صاحب

جسکو پی جائے وہ سہاگن ہے
غیر ایسے ہین مین برا صاحب

دو شنتے ہے کیسے ڈراتے ہو
تم نہین ہو میرے خدا صاحب

کھو کے دل تمنے پایا کیا فرخ
مین کہتا تہا بارہا صاحب

درد دل سے یہہ حال ہے صاحب
زندگی اب وبال ہے صاحب

دل کا دینا نہین ہے نا صح
جان دینی کمال ہے صاحب

خط کے آنے سے ہو گیا اندھیر
حسن کو اب زوال ہے صاحب

دور سے گالیان سناتے ہو
یہہ کوئی بول چال ہے صاحب

دل عشاق صید کرتی ہے
زلف ہے یا کہ جال ہے صاحب

زلف ناگن کو دام کون کہے
لام لفظ جمال ہے صاحب

جان دیدین تمہارے قدمون پر
رات دن یہہ خیال ہے صاحب

چھوڑ دو اب ہی کہتا ہون فرخ
عشق کار محال ہے صاحب

جور ستم اوٹہائین یہہ طاقت کہان اپنے
بیطاقتی سے نازبتان بہی گران ہے اب

ایکدل تہا اپنے پاس سو وہ بہی نہین رہا
در پے ہمارے مفت مین کیون آسمان ہے اب

ہم کوئے یار چھوڑتے ہیں زاہدا کہیں
دوزخ سے زیادہ نظر و میں باغ جنان ہے اب

کس سے کرون میں گردشِ ایام کا گلہ
جو مہربان تھا اپنا سو نامہربان ہے اب

دیکھیں تو کیسے کھینچکے لاتا ہے شوخ کو
اے جذبِ دل اثر کا تیری امتحان ہے اب

راتون کو چین سے کوئی سوتا نہیں ہے شب
نالون سے اپنے عام یہہ شور و فغان ہے اب

کیا کیا ملے ہیں خاک میں ذیشان و ذی کرم
باقی کسی کا کچھ نہ نام و نشان ہے اب

اتنا کوئی یہہ جشید اوس سے جا کہے
بیمار درد ہجر ترا نیم جان ہے اب

جا کے وہ سے نہیں فرح اگر دل گیا گیا
کیون مبتلا سے شیخ جی کا زیان ہے اب

ردیف باے فارسی

کس کے سایہ کا ہوا ہم پہ اثر آپسے آپ
ہوش آتا نہیں کیون دو دو پہر آپسے آپ

ہان ذرا جذبہ دل کچھ تو اثر دکھلا دے
آئیں وہ شوق سے دوڑے میری گھر آپسے آپ

او مسیحا تیرے بیمار کا حافظ ہے خدا
آج بیطرح اوٹھا درد جگر آپسے آپ

ہاتھ کیا آئیگا تیرے غم ہجران بتلا
تنگ ہے جان سے یہہ شوریدہ سر آپسے آپ

[illegible] عشق میں جان کے خواہان فرح
شوق سے دیتے ہیں عشاق مگر آپسے آپ

کہتے ہیں میرے قتل کو کچھ منتظر آپ
کیا ہوگا قیامت میں اگر جائیں مکر آپ

کہتے ہو کہ باندھی ہے کسی شخص پہ تیرے
کیا باندھی ہے دکھلائیے پہلو تو کمر آپ

بیمار تپ ہجر ہون بچ جاؤں یقین ہے
اے رشک مسیح آئیں عیادت کو اگر آپ

اوس وقت سنتا نہ میرا معلوم صاحب | میری طرح دل دیکھے ہوں مفتون اگر آپ
کیا جانتے تھے لوگ میرا سوز نہانی | طوفان اوٹھاتے ہیں میری دیدہ تر آپ
آتے نہیں بہکانے سے غیروں کی مری یاں | دکھلا نہ دیا جذب محبت کا اثر آپ

فرخ نہیں معلوم نہیں لگ گیا کیا روگ
سینہ میں سلگتا ہے جگر دود ہو ہر آپ

شیدا ہے یار ہو کے دل ناصبور آپ | بیٹھے بٹھائے تو نے اوٹھایا فتور آپ
نادم ہے تیرے رخ سے تجلی طور آپ | وہ ایک روشنی تھی سراپا ہیں نور آپ
پہچان جائیں غیر برے ہیں کہ ہم برے | منصف اگر ہوں دل میں ذرا بھی حضور آپ
عاشق ہوں جن نہیں جو جھپٹ جاؤنگا نہیں | رہتے ہیں کسلئے مری جان دور دور آپ
دکھلا دیا جو آئینہ میں تمہارا دوسرا | جاتا رہیگا آپکا سارا غرور آپ
بوسہ کے بدلے گالیاں ٹک دلمیں سوچئے | فرمائیے کہ کسکا ہے پہلے قصور آپ

دینے کو دل تو دیدیا اوس شوخ کو ولے
پچھتائیگا حضرت فرخ ضرور آپ

نہ نہ زیادہ مجھے ترسائیے آپ | ہنسکے مکھڑا ذرا دکھلائیے آپ
سر بھی موجود ہے جان بھی حاضر | جو کچھ ارشاد ہو فرمائیے آپ
دم کوئی دم کا ہے مہمان اپنا | مہربان وقت ہے گر آئیے آپ
حضرت ناصح نہ دل بہلے گا | چاہیں جس طرح سے سمجھائیے آپ
ڈال لیجئے رخ روشن پہ نقاب | مہر رخشاں کو نہ شرمائیے آپ
سنکے تھامے ہے مرا درد فراق | کوئی دن اور بھی غم کھائیے آپ

لب سے شہد ٹپکتے ہین جان آپکا ہم	بوسہ دینا ہے تو دلوائیے آپ
ہو رہیگا یہان ہونا ہے جو کچھہ	ذوق سے جانا ہے گر جائیے آپ
نہ رہیگا یہہ زمانہ یکسان	کیجیے شکر نہ گھبرائیے آپ

در پے قتل ہو کیون فرخ کے
کہین ایسا نہ ہو پچھتاتے ہے آپ

ردیف تائے مثناۃ

تجھہ بن یہہ دل نے دہوم مچائی تمام رات	پہر دن ہی جان تن مین نہ آئی تمام رات
شام فراق ہاتھہ سے تیرے دل حزین	دیتا رہا خدا کی دوہائی تمام رات
ہم بوسہ مانگتے تھے وہ دیتے نہ تھے ہمین	تکرار یہہ رہی کہ گنوائی تمام رات
خنجر گلے پہ پہیرتے یا زہر کہاتے	تجھہ بن نہ دل مین کیا کیا سمائی تمام رات
غدر و جفا کے شکوہ شکایت کہان تلک	اب باتین کیجیے صلح کی آئی تمام رات
وڈرکے سے روز ہجر کے میری شب وصال	اوڑتی رہی ہین منہہ پہ ہوائی تمام رات
نالہ کیا کبھی کبھی اختر شماریان	القصہ یون ہی نیند نہ آئی تمام رات

فرخ تو کیسی نیند مین سویا ہی سمجھہ
افسوس تو نے مفت گنوائی تمام رات

رہی تجھہ بن یہہ بیقراری رات	زندگی ہو گئی تھی بھاری رات
دل کے داغون کا جب حساب کیا	تارے گنتا رہا ہون ساری رات
ہم بغل ہو کے سوئین یار کے ساتھہ	ایسی دکھلا فلک پیاری رات

شب نہ آئے تو صبح کہنے لگے
ق کس طرح کٹ گئی تمہاری رات
عرض کی سینے دل ہی جانے ہے
گذری جس طرح سے ہماری رات
غم و رنج و تعب نے لطف کیا
حال محزون پہ باری باری رات
ماہ پرتا حباب کا وہو کا
اسقدر کی تھی اشکباری رات
سنکے کہنے لگے کہ جھوٹ ہے سب
یون گذاری تو کیا گذاری رات
غم فرقت مین جان دیتے تھے
گور سے کرتی ہمکناری رات

ایک مونس ہی تھی فرقت مین
جان فرخ بھی لو سدھاری رات

کل جو ہم تجھکو ہوئے چھوڑ کے گریان رخصت
روح قالب سے ہوئی آج مری جان رخصت
ایک کردیوینگا تو چرخ و زمین کو دم مین
دو دن اگر تجھکو ذرا نالہ سوزان رخصت
عمر بھر رنج و مصیبت سے اوٹھائی ہمنے
عیش و عشرت کی بھی دی گردش دوران رخصت
یاد آئینگی تیری ہمکو وفا مین کیا کیا
لے ہوئے دنیا سے ہم اے شب ہجران رخصت
زیادہ ہوتی ہے سر شام تجلی ہے کی
خط سے کیون ہو گیا حسن رخ خوبان رخصت
نکہت گل سے دماغ اوسکا پریشان ہو
نار کی دیتی نہین تا بہ گلستان رخصت
وحشت کا شور یہہ کیون تو نے مچایا ناصح
چل پرے چل دور ہو شیطان ابے نادان رخصت

توشۂ راہ لیا ہمنے نہ فرخ کچھ بھی
حیف دنیا سے ہوئے بے سروسامان رخصت

سیلاب کا شکوہ کہین طوفان کی شکایت
ہر ہو ہے میرے دیدۂ گریان کی شکایت
تو اپنے ہی دل پیچ زمانہ آگیا نادان
ایدل ہے عبث کاکل پیچان کی شکایت

تیزی نہ ملی دیکھنے جلوہ نہ دم قتل
باقی ہے یہی خنجر برّاں کی شکایت

سلکے سے پڑا سینہ میں دل پکڑی ہے چٹکی
کس سے میں کروں سوزش پنہاں کی شکایت

تھمتی ہی نہیں آنکھ جھڑی بارہ مہینے
برسات کو ہے دیدۂ گریاں کی شکایت

ہم ہو گئے ہیں خاک وہ لے بار نہ پایا
محشر میں کرینگے تیرے دربان کی شکایت

گردوں کا گلہ ہے نہ قضا کا ہے شکوہ
ہے ہمکو فقط اس دل نادان کی شکایت

کیوں آپ برا مانتے ہیں میرے گلہ سے
انسان کیا کرتے ہیں انسان کی شکایت

چھوڑیں نہ پسند ہی نہ گیا کرتے ہیں فتح
بیجا ہے تجھے رنجش جاناں کی شکایت

ہے نہیں تیرے بستان سے دشتاں کو دوست
تا ہیں کیا دیکھو بہار ہو ہر لحظہ جو الدم ہو دوست

بعد مردن خلد میں کیونکر لگیگا اپنا دل
ہوتے ہو ستے جو تنہا وہو نگا کہیں ہی کو دوست

اور کچھ اسکے سوا اپنی تمنا ہی نہیں
رات دن پیش نظر ہو اپنے یار ہی دوست

لطف تجھ سے اپنا اسقدر کب تھا بھلا
اے رقیب روسیہ تو نے بگاڑی ہے دوست

وائے ناکامی کہ وقت قتل خنجر تیز تھا
دیکھنے پائے نہ بھر کر اک نظر ہم روئے دوست

تاب رفتن ناتوانی نے نہ چھوڑی پاؤں میں
اے صبا تجھ سے جو لا کوئی خبر ہو کوئے دوست

تا سر بالین نہیں فتح کریں اسکا علاج
کاش مرغ روح ہو اپنا روانہ سوئے دوست

جو آسمان کی پوچھوں تو کہے زمین کی بات
اٹھو کبھی یار وہ ہے اوس ناز سے چین کی بات

صریح ذکر میرا سے وہ لے جو میں پوچھوں
وہ ٹال دیتے ہیں کہہ کہہ کے تھی کہیں کی بات

ہزار بار مزاج رقیب پوچھے ہو
کبھی نہ آپ نے پوچھی دل حزیں کی بات

اپنی صفت مین دشمن ہوا فلک اپنا
مین اب تلک تو کوئی اس سی ہی بین کی بات

پرائے نام کو اپنا جب گہدا تا ہے
پسند ہمکو ہی فرخ یہ بس گہین کی بات

دل لیتا ہے پہلو مین میری جان پہ کٹ کٹ
یارب کہین محبوس بلا ہووے یہ نٹ کھٹ

جس طرح ملاتے ہین سے تند مین پانی
ہم خون جگر آنسوؤن مین کرتے ہین غٹ پٹ

پانی سے کئی دوڑتے ہین آگ لگا کر
اللہ رے کیا طفل سرشک اپنے مین نٹ کھٹ

کیونکر نہ بھلا رشک سے دم اپنا فنا ہو
رہتی ہے سدا غیرون سے اوس شوخ کی سٹ پٹ

اے ابر ذرا دیکھ تو اشکون کا میرے تار
کیا نام خدا موتی برستے ہین یہ پٹ پٹ

آیا نہ عیادت کو میرے رشک مسیحا
آ موت کہین تو ہی خدا کے لئے جھٹ پٹ

کسطرح نہ گردش ہو بھلا اوسکو شب و روز
رہتی ہے سدا آہ میری چرخ سے کھٹ پٹ

مرنا ہے تو پھر ڈرنا ہی کیا آئیگا جب دم
قاتل کو لگا لیوینگے ہم چھاتی سے جھٹ پٹ

فرخ تمہین کیا ہو گیا کچھ منہ سے تو بولو
دل دیتے ہی دو روز مین کیا ہو گئے چٹاپٹ

پہونچی کب اوسکو خنجر و تیر و تبر کی چوٹ
اے دل بڑی ہی یار کی ترچھی نظر کی چوٹ

کچھ درد سا کلیجہ مین اوٹھتا ہی بار بار
بتلاؤن اوسکو مین نادان کدہر کی چوٹ

سوزش فزون ہے داغون کی سینہ مین چارہ گر
ہم آپ سینک لیوینگے اپنے جگر کی چوٹ

وہ بات کر کہ شاد ہو دل ورنہ ناصحا
پتہر سے ہی سوا ہی کلام بشر کی چوٹ

اوڑ جائینگے دہوئین تیرے اکدم مین دیکھنا
کب سہ سکیگا چرخ تو آہ جگر کی چوٹ

فصل بہار آئی ہے پھر کچھ کسک سی ہے
لا ساقیا شراب کہ سینکین جگر کی چوٹ

پوچھا نہ اکدن بھی بتِ سنگدل نے آہ
فرخ بتا کہ جو کہتی ہے تیری کدہر کی چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہائے ہمسے ہو گئی رخصت دل و جان الغیاث
سخت دشمن ہو گیا ہے چرخ گردان الغیاث

زلف مشکین کی محبت مین دیا اسلام چھوڑ
کیا ہی پچھتاتے ہین کھو کر دین ایمان الغیاث

جان و دل سب پھنک چکے اب ضبط کا یارا نہین
جلگیا سینہ میرا ہی سوزِ پنہان الغیاث

بس کرا نہ بہرِ خدا غل کر رہے ہین چرخ پر
حاملانِ عرش اب تو آہِ سوزان الغیاث

نام کو فرخ ہے لیکن تنگ ہون جینے سے مین
دم لبون پر ہے میری آ شامِ ہجران الغیاث

ہر دم کی آہ و زاری دل زار ہے عبث
بہتا ہمیشہ چشم گہربار ہے عبث

اک بوسہ دہن پہ شش و پنج اسقدر
اے جان ہیچ چیز ہے تکرار ہے عبث

پہر کیا کرو جو دیکھین تصور سے ہم تمہین
ہمسے حجاب آپکو اے یار ہے عبث

افشاے عشق زیب نہین ہر ایک سے
اس دردِ دل کا عام سے تکرار ہے عبث

جیتا رہا ہون ہجر مین ہو نہین وہ سخت جان
گردون تو میرے درپے آزار ہے عبث

قسمت کی نارسائی کسی کا قصور کیا
گلۂ رقیب و طعنۂ اغیار ہے عبث

صیاد ہے جو محبت سے بیخبر
ناحق کا شورِ بلبلِ گلزار ہے عبث

حاضر ہین سر کے دینے مین گر شوقِ قتل ہے
جب دل دیا تو جان سے انکار ہے عبث

بولے سے ہی نہ تیری عیادت کو آئینگے

فیض تو جگ کے واسطے پیا ہے عبث

بولیا یار جفا کب یا باعث
اے دل زار بیت کیا باعث

کوئی تقصیر تو ہے تیری
کیوں ہوئے تجھ سے خفا کیا باعث

چشم تیغ سے کیا سوچی ہے
پھر پر طوفان اوٹھا کیا باعث

اصحا اتنا بتا دے سب کو
دل بہنے کی تجھے وفا کیا باعث

تجھے دل اپنا دیا تھا جس کو
درد دل تو نے دیا کیا باعث

کیا دلو ٹیکی جب کہ اس سے چشم
ہوشیار تجھے بیت کیا باعث

فیض اب سب ہیچ دل ہیں
آج پھر درد اوٹھا کیا باعث

بادہ گلرنگ پینا ہے شب
تجھ بن سبی یا جینا ہے عبث

آج فصل بہار ہے پیا
چاک پیراہن کا سینا ہے عبث

گر نہیں آتا عیادت کو وہ شوخ
چارہ گر پھر اب جینا ہے عبث

یار جب نظروں سے پوشیدہ رہا
واعظا پر چشم بینا ہے عبث

سمجھ تو سمجھی تھی واجب مہربان
آپ سے دل تجھ سے چھینا ہے عبث

ایک دل تھا پاس اپنے ای فیاکنہ
کیوں چھپا اب تیرا کینا ہے عبث

الفت خوبان من اے فیض نہیں
خون دل ہر وقت پینا ہے عبث

ردیف جیم

خالق نے بنایا ہے خلق کو طوفان پر سے آج
سیلاب سیا اشک سا موج نہیں کچھ بھی ہے آج

کہلو مریضِ عشق کی کچھ بھی خبر ہے آج
عیسےٰ بھی اوسکے بالین پہ نوحہ گر ہے آج

مہمان ہین کوئی دم کے تو ارمان نکال چک
شامِ فراق صبح تک اپنا سفر ہے آج

ڈرتا ہون جان جائے نہ اپنی کہین نکل
کچھ بے طرح سے دردِ جگر بیشتر ہے آج

کس بیگنہ کی قتل کا سامان ہے سنگدل
خنجر یہہ کس کے واسطے زیبِ کمر ہے آج

ہو ہو ہو چکا نبٹیگے یہہ قصہ روز کا
قاتل کی تیغ تیز ہے اور اپنا سر ہے آج

اے حاملانِ عرش سنبھلنے کا وقت ہے
بالائے بام کوٹھے پہ وہ جلوہ گر ہے آج

کل تک پتا ملیگا نہ تیرا افلاک کہین
مت جانیو کہ نالہ میرا بے اثر ہے آج

کہاینگے زہر تھوڑا سا منگا کر ضرور ہم
قصہ شبِ طویل کا بس مختصر ہے آج

رہتا تھا یا تصورِ جانان کا یہہ مقام
یان رنج و غم نے دل مین کیا اپنا گھر ہے آج

بیٹھے بٹھائے حضرتِ **فرخ** یہہ کیا ہوا
کیون آہِ سرد لب پہ ہے اور چشم تر ہے آج

جور و ستم کا بدلہ ہے چرخِ کہن سے آج
پھیر لیے وعدہ وصل اوس گلبدن سے آج

سوزِ جگر بدو کہ ہوا ہے مقابلہ
اس آہ شعلہ بار کا چرخِ کہن سے آج

دیکھینگے کیا ثبات مدرو سکے ہم قدم
دکھلا کے ہاتھ پوچھینگے یہہ برہمن سے آج

وعدہ پہ اوسکے کھینچے ہین کیا رنجِ انتظار
اے دل ضرور بگڑے گی پیمان شکن سے آج

اے بیکسی تو ہمکو اکیلا نہ چھوڑنا
رخصت ہوئے ہین اپنے ہم اہلِ وطن سے آج

خنجر برہنہ دیکہی ہے قاتل کے ہاتھ مین
باہر ہین شوق قتل مین ہم پیرہن سے آج

فریاد سے نہ شور نہ نالہ ہے سنگدل
ناحق اوٹھاتے ہین مجھے کیون انجمن سے آج

ہوا و تماشے سیر کی کیا کیجیے نہ باغ مین
غنچہ کو ہم ملائینگے تیری دہن سے آج

فرخ علیل طبع تپ عشق سے ہے ملہ
شعلہ سے کیون نکلتے ہین تیری بدن سے آج

ہوتی ہے جیسے ماہ کو اختر کی احتیاج / ہے اوس جبین نور کو جوہر کی احتیاج

گہنے سے چاند ہوتا ہے معیوب و بدنما / جو ہی حسین نہین اوسے زیور کی احتیاج

دیکہا جدہر کو قتل کیا دم کے دم اوسے / ایسجان انکو نہین خنجر کی احتیاج

ساقی لگا لون موہنہ سے اوٹہا کے خم شراب / کم ظرف مین نہین جو ہو ساغر کی احتیاج

گہبرا گیا ہون خانہ زنجیر دیکہکر / جوش جنون مین کب ہی مجہے گہر کی احتیاج

کیونکر نکالین سفینہ سے داغون کے ہم درم / وہ کون ہے کہ جسکو نہین زر کی احتیاج

دیوے خدا فدائی ہی لیوین نہ ہم وسلے / ہے ایک ہمکو کوچہ دلبر کی احتیاج

گرد ملال کافی ہے رکنے کیواسطے / دل مین نہین ہے سد سکندر کی احتیاج

نام کوئی اونکا ہے فرخ سدا بلند
کرتے ہین رفع جو کہ برادر کی احتیاج

ردیف جیم فارسی

خورشید قیامت ہی میری داغ سے کہ ہیچ / محشر کا تیرے چال سے ہی خوف و خطر ہیچ

کس خوبی پہ اترائی ہو مبتلا و تو صاحب / کیا بات ہے خوبی کی دہن ہیچ کمر ہیچ

کیون سر پہ عبث اپنے اوٹہاتی ہی فلک کو / بس دیکہ لیا ہمنے تیرا آہ اثر ہیچ

کیا لیگی ڈبو کر تو بلا دار فنا کو / مشہور ہے یہہ آپ ہی ای دیدہ تر ہیچ

دیکہو تو سہی اوس رخ روشن کے مقابل / کیا ہوتی ہے معلوم بری روی قمر ہیچ

فرح نہیں جہان دل کا ٹکانا نہیں ہے اب
اس ہستی کو کہتے ہین سبھی اہل خرد ہیچ

ردیف حائے حطی

کچہہ مضطرب ہے آج دلِ زار بے طرح
آتی ہے لب پہ آہ شرربار بے طرح

کرتی ہے موت یاد اوسے یا گور جو
لیتا ہے ہچکیان تیرا بیمار بے طرح

خالق بچائے خلق کو اوٹہا ہے ابکی پہر
سیلاب اشک چشم گہربار بے طرح

کس بیگنہ کی قتل کا ہے عزم جان جان
زیبِ کمر ہے آج جو تلوار بے طرح

لب آشنائے خندہ نہین ہوتی غوطے
پیچہے پڑا ہے چرخِ ستمگار بے طرح

کیونکر بچےگی جان الٰہی کہ دور سے
کرتی ہے وار ابروے خمدار بے طرح

چہپتی ہے بزم غیر کی بادہ کشی کہین
ہین چشم مست آپکی سرشار بے طرح

گر ہو غذاب گور گوارا ہے اے اجل
لیکن بلا ہے جان ہے شب تار بے طرح

آتی ہے کیا ہی اوس دہن تنگ کے حضور
بو تیرے موہنہ سے غنچۂ گلزار بے طرح

کیا اعتبار عرض کا اپنے ہوئے اگر
بہکانے والے آپکے اغیار بے طرح

جان بر ہوا نہ کوئی بہی فرح مریضِ عشق
ہے دشمنِ حیات یہہ آزار بے طرح

ردیف خائے معجمہ

جیسے لب لعلین ہین تیرے غنچہ دہن سرخ
ہوتے ہین کہان ایسے بہلا لعلِ یمن سرخ

جان دادہ ہی دست حنائی کا ہون یارب
ہو بعد فنا بہر نشان اپنا کفن سرخ

خون سے جو چہرا او سکے شہیدان ستم کا
کب رنگ شفق سے ہے ولا چرخ کہن سرخ

گلدہ تیری الفت مین یہہ گل کہائی ہین ہمنے
ہے کثرت داغون سے یہان سارا بدن سرخ

کب سرخی گلہائے چمن ہوتی ہے ایسی
ہے آتش فریاد سے بلبل کے چمن سرخ

جسطرح کہ فانوس مین ہو شمع روشن
یون داغ دل اپنے ہین عیان زیر کفن سرخ

فرخ نہین معلوم ہوا کیسے چلے تیر
کیون رنگ یہہ لائے ہین یہ زخم کہن سرخ

ردیف دال مہملہ

آتی آتی ہجر مین رستہ مین سو جاتی ہے نیند
اے صنم تجہسے زیادہ مجہکو ترسالی ہے نیند

خواب راحت کے عوض آنکہون مین دم آیا مرا
اے پری رو کیا یہہ ہے فرقت مین کہلاتی ہے نیند

یاد قامت مین نہین لگتی پلک سے کیون پلک
یون تو کہتے ہین کہ سولی پر بہی آجاتی ہے نیند

وصل مین اکرات ترسایا تہا آنے سے اسی
فرقت دلدار ہے اب ہمکو ترساتی ہے نیند

موت کا آنا تو مشکل ہے شب فرقت مین آہ
خفتگی بخت برگشتہ سے بہر جاتی ہے نیند

وصل مین کس شوق سے آنکہون مین جاتی تہی ہم
کیون خدایا ہجر مین اب ہمسے شرماتی ہے نیند

سیکہی ہین شرم و حجاب یار کی انداز کیا
آتے ہی بس آنکہ کے پردہ مین چہپ جاتی ہے نیند

آنکہین پہرائی ہین وعدے پر تیرے غفلت شعار
تو نہ آیا ہی ظالم او نہ اب آتی ہے نیند

دیدہ بیدار ہون کیونکہ مشتاق وصال
سو طرح کے ناز معشوقانہ دکہلاتی ہے نیند

ہجر مین سونے نہین دیتا یہہ درد دل مجہے
اے صنم فرقت مین کس کا ذکر اب بہاتی ہے نیند

بل بے سو ہجر الٹھون ہین جو آتین اتنا کرم
صورت سیماب بنکر صاف اوڑ جاتی ہے نیند

ہو کے فرح دل تہین سے خواب راحت کی طلب
جسکا کچھ کہو یا گیا ہو اوسکو کب آتی ہے نیند

بہول جاؤگے یہہ سب جور و جفا میرے بعد
کس پہ بیداد و ستم ہونگے بہلا میرے بعد

قتل کیون کرتے ہو پچھتاؤگے دیکہو اسیان
کسکو دکہلاؤگے پہر ناز و ادا میرے بعد

ای شب ہجر غنیمت ہی سمجہہ دم اپنا
پہر ستائیگی بہلا کسکو سدا میرے بعد

مرگیا مین تو ہوئی چین سے خلقت آباد
چشم تر کوئی نہ طوفان اوٹہا میرے بعد

گور دل دادہ رخ پارندیدہ ہے یہہ
میری تربت پہ لکہا نا یہہ پتا میرے بعد

اتنو کچہہ قدر نہین کرتے ہو صاحب لیکن
یاد آئیگی تمہین میری وفا میرے بعد

انتظاری مین مری جان لبون پر آئی
اب نہین آتے ہو تم آؤگے کیا میرے بعد

جیتے جی بہول گئے اپنے رفیق و مونس
یاد لائیگا تجہے کون ولا میرے بعد

یہی تقدیر مین لکہا تہا یہہ فرح سب کچہہ
مرض عشق کسیکو نہ ہوا میرے بعد

نجیب کہ آپ سنین اپنے مہربان فریاد
تمہین کہو کہ کہین جاکے پہر کہان فریاد

عبث اوٹہایا ہے نالون سے سر گلشن کو
سنے ہے کون تیری مرغ بوستان فریاد

مین تنگ آیا ہون جینے سے تیرے ہاتہون سے
بروز حشر مچاؤنگا آسمان فریاد

ہوا ہے ضعف سے یہہ حال تیری فرقت مین
کہ سینہ سے نہین آتی ہے تا زبان فریاد

پہنچیا اسکو اثر تک ہوا ہے کالے کوس
ہوئی ہے ضعف سے از بسکہ ناتوان فریاد

ہوا ہو سانس بہی لینا جسے صنم دشوار
تو لاے خاک زبان تک وہ نیم

بنایا اس دل محزون کو اس نے کہ شاید
نہان ہے سینہ مین میرے جو ہر زمان فریاد

بیہ اپنا سوز دل اللہ رے دم تحریر
زبان خامہ سے نکلے ہے الامان فریاد

یقین ہے سوز جگر سے زبان پہ لا سکے
عوض صریر ہے میرا خامہ دو زبان فریاد

تیرا ہٹکا نالے کا نہ لامکان تک پہنچ
کبہی جو ہوسکے آئی بہی تازبان فریاد

ستم سے یار کے نالان نہین ہو کر فرخ
زبان پہ آتی ہے کیون ہر گہڑی فغان فریاد

چاک کرنے کو جنون پہر پیرہن آتا ہے یاد
جوش وحشت پہر وہی دیوانہ پن آتا ہے یاد

وصل مین بہی اسے فرقت کا [illegible] ہجر کا
شادمان خاطر کہان رنج و محن آتا ہے یاد

اے صحرا نورد [illegible]
جوش وحشت مین بہلا کسکو وطن آتا ہے یاد

خوف ہے ظالم تہ مرقد بہی [illegible]
بعد مردن بہی ہمین چرخ کہن آتا ہے یاد

دوسرا [illegible] دل [illegible]
آپ پیکر آب شیرین کوہکن آتا ہے یاد

جا مین کیا سیر چمن کو [illegible]
غنچہ گل دیکہکر غنچہ دہن آتا ہے یاد

چاندنی سے کیا غرض [illegible] ماہ مین
چادر مہتاب سے ہمکو کفن آتا ہے یاد

دیکہکر ہوتے ہین تازہ زخم دل سے ماہ نو
تیغ ابرو تیرا کیسے بانکپن آتا ہے یاد

[illegible] مین دیوان ناسخ [illegible]
جب کبہی [illegible] شعر تیرا ہمکو سخن آتا ہے یاد

ردیف ذال منقوطہ

بہیجا رقعہ کبہی پہ نہ دلبر کا کاغذ
پہچ کہو گیا نہ ہوا انکو میسر کا غذ

اپنی بیتابی دل کا مین لکہون حال اگر
لوٹے جون طایر بسمل ابہی مضطر کاغذ

ضعف سے جسم مین یون ہڈیان ظاہر ہین ہیگی
جسطرح ہوتا ہے منقوش بہ مسطر کاغذ

ہمدمو خاک لکہون شورش دل کا احوال
سوز دل سے مرے جل اوٹہتا اگر کاغذ

ہوبرا دیدۂ تر کا کہ تپ ہجر سے نامہ کا
آنکہہ سے نہ لگانے دیا دم بہر کاغذ

دم تحریر یہہ الفت سے ملاقاتکا شوق
کسطرح شوق مین اوڑتا ہے ہوا پر کاغذ

دہوم ہے خلق مین بیدادگری کی تیری
بیوفائی کے تیری پہونچے ہین گہر گہر کاغذ

غیر چٹکی مین اوڑاتے ہین اوسے وائے نصیبا
لیگیا شوق کا اپنے جو کبوتر کاغذ

کیا پڑہا ہے خدا جانے رقیبون نے اوسی
چاک کرتا ہے میرا دور سے ٹہسک کا کاغذ

نیک و بد کا ہے مقدر کی نوشتہ پہ مدار
ہم بہی دکہلا دینگے فرخ دم محشر کاغذ

ردیف راے مہملہ

شمس و قمر فدا ہین ترے گلعذار پر
الله رے آج کل ہے یہہ جوبن بہار پر

دل لیتے ہی مکرتے ہین خوبان بیوفا
دل انکو کوئی دیوے تو کس اعتبار پر

الله رے ضعف نظرون سے ناپید ہون نزار
نکہت کا ہے گمان مرے جسم زار پر

جوروجفا تو آپکے سب دیکہہ چکے مگر
نظر کرم بہی چاہیے کچہہ خاکسار پر

سب کچہہ بجا ہے حضرت ناصح مگر بتا
چلتا ہے کسکا قابو دل بیقرار پر

الله رے نازکی نہین اوٹہہ سکتا ہے قدم
رنگ حنا کا بار ہے پائے نگار پر

مرنے کے بعد اپنی وصیت ہے دوستو
لکہوانا تم یہہ شعر ہماری مزار پر

ناوان ہین وہ جو دارِ فنا مین لگاتے ہین دل — کیا اعتبار ہستیِ ناپایدار کا
طوطیِ حسن عازمِ پرواز ہے مگر — یا خطِ سبز نکلا ہے رخسارِ یار پر
ہمکو جلایا غیرون نے مرنے کے بعد بھی — لاتے ہین اونکو ساتھہ ہماری مزار پر

فرخ ہوا سنے سرو سے آہون کی بعد مرگ
جلتا نہین چراغ ہماری مزار پر

تیغ کیون کھینچتے ہو آگ بگولا ہوکر — کام جلاد کا کرتے ہو مسیحا ہوکر
دل پہ ہوتا ہے کہین ناصحِ مشفق قابو — کیسے ناوان ہے جاتے ہو دانا ہوکر
اللہ اللہ رے میری آہِ رسا کی تاثیر — رہ گیا عالمِ بالا تہ و بالا ہوکر
دل وہین مفت گئے کچھہ نہ لگا ہاتھہ اپنے — ہائے پچھتاتے ہین کیا آپکے شیدا ہوکر
گرمیِ داغ سے جراح سبا واستیرا — جل اوٹھے زخم کا فور فتیلا ہوکر
اٹھو ستے ہی سپر اپنا کیا ہے سینہ — دل مین جو آرزو ہے ہو خود آرا ہوکر
بزمِ رندان مین جو بیٹھے سی بہی جاتی ہین کہین — تیغِ ابرو رقص کرین آپ جھومرا ہوکر
گرمیِ عشق نے پھونکی یہہ جگر مین آتش — دل بیتاب جو تھا اوڑگیا پارہ ہوکر

یو ونا بود مساوی ہی تمہارا فرخ
کونسا کام کیا آپ نے پیدا ہوکر

نہین شکوہ جفا کر یا وفا کر — صنم راضی ہین ہم جو تیری رضا کر
جو پوچھا قتل کو خنجر اوٹھا کر — کیا تسلیم ہمنے سر جھکا کر
یہہ مشتِ خاک اوس کوچہ مین لیجا — خدارا ہمپہ احسان یہہ صبا کر
ہمارا دیکھکر یہہ حالِ مضطر — گری بجلی فلک سے تلملا کر
چرا کر نقدِ دل میرا ستمگر — چلا ہے اب کہان موہنہ کو چھپا کر

غریقِ بحرِ غم عالم ہے اے چشم
نہ رو کر اسطرح طوفان بپا کر

اوٹھایا تو نے فتنہ بیٹھے بیٹھے
ابھی غیرون کی محفل مین بٹھا کر

نکالے گا تیرا بل آمد خط
کوئی دن پیچ تو زلف دوتا کر

چڑھائی ہین بجاے گل ہی تیوری
ہماری قبر پر ظالم نے آکر

قرار و صبر و دل ہوش و خرد ہم
ہوے بے خانمان سب کچھ لٹا کر

اوڑا مت تو پر مشت خاک اپنے
نہ بربادی مری باد صبا کر

کیا طرفہ تماشا شمع رو نے
پتنگ و شمع کو باہم لڑا کر

غضب ہوتا ہے مرض عشق فرخ
دوا کر اپنی او نادان دوا کر

نہین ہے خال یہ اے جان تمہارے روی انور پہ
تماشا کر لیا ہم نے ماہ منور پہ

نہین ہے نقطۂ خال سیہ روی مخطط پہ
ہوا ہے نقطۂ قرآن واہ کیا نازل پیمبر پہ

ازل سے اضطراب دل مری قسمت مین لکھا تھا
نہین تھا چین طفلی مین بھی مجھکو دوش مادر پہ

خدا کے واسطے قاتل بجھا دے تشنگی میری
پیاسا دوڑ کر آیا ہون تیری آب خنجر پہ

ہوے ہین یار ہیچ اور عدم ایسی سبکی بلا تشبیہ
گمان تیری کمر کا ہے جہان [illegible] لاغر پہ

خط شبرا دیں اب جان بخش پر نکلا نہین صاحب
مقرر [illegible] گرد [illegible] مین حضرت خضر [illegible] پہ

تصور مین ترے دندان کے روتے رہتے اب [illegible]
ہوا ہے [illegible] اشکون کو تفوق سلک گوہر پہ

نہ مطلب دیر سے رکھتے نہین کعبہ سے غرض اصلا
لگا بیٹھے ہین ہم اپنا ایمان اک بت کافر پہ

جلایا رشک سے غیرون نے کیا کیا اے صنم مجکو
یہ دعوی [illegible] [illegible] [illegible]

ترے لاغر کی قصہ [illegible] پہ [illegible]
[illegible] ہوگا مین [illegible]

عبث تلاش بیہودہ ہے تجھکو فائدہ فرخ
قناعت کر کے اکیلا بیٹھ رہ اپنے مقدر پر

اوڑیگا دیکہنا تو جیب پہر اکدن دہوان ہو کر
عوض لیگا ستم کا اپنے ہی نالہ جوان ہو کر

نہین اک تار بہی باقی ہمارے جیب و دامان مین
دو ٹکڑا ہے پیرہن اپنا یونہین سب دہجیان ہو کر

نکالین کس طرح سینہ سے اپنے اوسکو ہم اے جان
ہمارے دل مین بستا ہے تمہارا تیر جان ہو کر

پھنسا ہین رنج و الم مین ناصح ناداں رہنے دے
فلک کو کیون ستاتین اپنا دشمن شادمان ہو کر

کبھی کے دل مین گہر کس طور سے یارب کرینگے ہم
پہری ہے آہ بے تاثیر اپنی لامکان ہو کر

رقیب بدگہر تو یاد رکہنا رشک سے گر ہم
ملے ہی خاک مین تو رنج دینگے آسمان ہو کر

تمہارے جہوٹے وعدے پہ بہلا تسکین کہان ممکن
عبث باتین بناتے ہو صنم تم بے دہان ہو کر

بہلا کہین تو ہم سہتے ہین یا غیر سہتے ہین
تمہین معلوم اپنی قدر ہوگی امتحان ہو کر

طفیل لاغری اوسکو دکہلائی نہین دیتے
تیرے کوچہ مین یون رہنے لگے ہم ناتوان ہو کر

ستمگر پہر اوسی دل کے مضطر اور پریشان ہین
ہراسیمہ و سرگشتہ ہوئے بے خانمان ہو کر

مرے پہ یون غم وحشت اے بہی ہولے سے گر گا ہی
وہ اگر تا لب اپنے نکلتی ہے فغان ہو کر

کبہی پہر دوستا تیر ہدف تاثیر ہوتی تہی
میری فریاد پہر خالی ہے اب تو تا زبان ہو کر

خدا کے واسطے بس کر نہ یادہ مت ستا اوسکو
تیرے کیا کیا ستم سہتا ہے فرخ خستہ جان ہو کر

لیا اک تیر ان اے جہد بتان بسکہ
ہوئے آباد بہت کنج غریبان بسکہ

کیا ٹہیگی ... روئے سے تیر و زلفا
ہوئے طوفان بارید گریبان بسکہ

... نہ ہو جائے خفا اٹہتا ہون
اسقدر شور فغان بلبل نالان بسکہ

نہ روکے گا نہ روکے گا دل شیدا اپنا
نغز کیون کہا ہے او ناصح ناداں بسکہ

ایسے کیون تابہ کے یہہ دست درازی تیری
ہو چکے پرزہ بہت جیب و گریبان بسکہ

روز یون کس کو ستائیگی جو مر جاؤنگا مین
جان آئی ہے لبون پر شب ہجران بسکہ

یون ہی مضطر تری قسمت مین سدا رہنا تہا
کیون زمین سر پہ اوٹہائی دل نالان بسکہ

ایک جا رہنے نہ دیگی مجہے یہہ وحشت دل
پاؤن پر کر نہ بہٹا خار بیابان بسکہ

ہو کے مائل بت ہرجائی پہ تو نے ہمکو
خوب رسوا کیا اب تو دل ناداں بسکہ

ہو گیا ناک مین دم چالون سے تیرے اپنا
اب نہین تاب ستم گنبد گردان بسکہ

کیا بہروسا کرین اس دار فنا کا فرح
چار دن ہم بھی یہان ہو گئے مہمان بسکہ

اب ڈہونڈکے دل دینگے کوئی رشک قمر اور
دل مین کسی محبوب کے کر لیونگے گہر اور

سر کٹتے ہی والدین لذتین کیا کیا
تہا لطف برا ہوتے جو دو چار ہی سر اور

ہر پارۂ دل اپنا ہے کیون دست تمنا
قاتل سے طلب کرتے ہین کیا زخم جگر اور

اوس شوخ کے وعدہ کا ہے انداز نرالا
گر شام ہے کچہہ اور تو ہے وقت سحر اور

ہون آپ ہی ڈوبا ہوا مین بحر الم مین
کیون مجہکو ڈبوتے ہین مرے دیدۂ تر اور

تو ہوگی نہ مین صبح تلک زندہ رہونگا
اے شب فرقت تو ستم تا بہ سحر اور

مین جاتا ہون دنیا سے جو تو مجہسے جدا ہو
تیرا ہے سفر اور صنم میرا سفر اور

کہنے سے ترے باز رہین عشق سے ناداں
ناصح وہ کوئی ہونگے ناداں بشر اور

دل جلکے ہوا خاک سیہ سینہ مین پیدا
پہر کے نہ آئی یہہ کہین سوز جگر اور

ہو جائینگے افلاک و زمین سب تہ و بالا
دو چار یون ہی سہنے کے نالہ اگر اور

مر رہے کے وہ دل کی بچا آئی سکے موہنہ سے
پہونچے نہ خدا جان پہ فرخ کے ضرر اور

دہڑی ہی آہی ہوپ ہے لب جان بخش جانان پر ۔ کہنا یہ دہوم سے جالی ہوئی ہے آب حیوان پر
ہوا لیجاتے تا کہچیں اوسکے سیل اشک اپنا ۔ بہروسا ہے ہمین کیا کیا نہ اپنی چشم گریان پر
قیامت ہو اگر پیدا ہو اوبہاون زخم سینہ سے ۔ ابہی خورشید محشر کا گمان ہو داغ سوزان پر
ہوا جوش جنون پہر تازہ شاید فصل گل آئے ۔ الٰہی ہاتہ کیون جانے لگا اپنے گریبان پر
نمود خط سے تیرا مصحف رخ رشک گلشن ہے ۔ گلستان کو تفوق ان لبون اے جان ہے قرآن پر
شبان ہے کہی ہولی تہی پیاس سے پانی پلایا ہے ۔ ہے احسان آبلون کا اپنے لب خار بیابان پر
لب جو پشتہ کہینچے سیر پہ ارمان ہو ۔ ہماری مشتعل یون بخت دل مین نوک مژگان پر
بیان تین حال اپنا تجہے کیا سخت مشکل ہے ۔ نکلتا ہے دم اپنا ناصحا اک شوخ نادان پر
اسیران محبت جہانک کر دیکہین نہ گلشن کو ۔ لگائین قینچیان بے رحم نے دیوار زندان پر
رخ روشن ہے یون زیر نقاب اوس ماہ تابان کا ۔ کہ جیسے ابر ہو چہایا ہوا مہر درخشان پر
سپر تہا سینہ تیغ ابرو کا اب اپنا خدا حافظ ۔ نگہ سے اور مژہ سے نوبت آئی تیر و پیکان پر
لکہا نامہ مین وہ مضمون تم بیٹہے ہو ایسون کو ۔ یہی تو فوق تکو اے صنم ہے ماہ کنعان پر
ہوا دو چار ہی چٹکی مین خالی واسطے لطف کی ۔ میرے زخمون کا طعنہ ہو ترے ظرف نمکدان پر
سلامت حق رکہے تجہکو ترے اقبال ہی اپنا ۔ تسلط ہو گیا ہے ضعف اب شہر خموشان پر

نہین خال سیہ فرخ یہ آنکہ روی روشن پر
کوئی دیو سیہ قابض ہوا تخت سلیمان پر

وبال دوش ہے مدت سے ہمکو اپنا سر تن پر ۔ خدا کے واسطے کہینچ تیغ قاتل میری گردن پہ

نہ وہ تکلیف سیر باغ از بہر خدا ہمکو
یہاں خود سینہ پہ داغ کو ہی شوق گلشن پہ

ہوئے جیب و گریبان اپنے جنون کے پرزہ کیا غم ہے
ہوئے ہیں زخم کے پہاسے ہماری پیرہن تن پہ

ہوا تخت سلیمان پہ کوئی دیو سیہ قابض
نہیں خال سیہ ایجان تمہاری روی روشن پہ

جگہ ہے جیب آنکھوں میں انہیں دیتے ہیں ہم لیکن
پھسلتے ہیں یہ طفل اشک کیا کیا اپنے دامن پہ

نہیں باز آیا تمہاری اس عنایت رشک اعدا سے
نہ لایا کیجئے غیروں کو ای جان میری مدفن پہ

سمجھتا ہی وہ جانبازی تمہاری کھیل لڑکوں کا
عبث تم جان فرخ دیتے ہو اوس طفل کو دن پہ

خاک اوڑاتے جو پھرا عاشق شیدا سر پہ
ہے یقین دم میں اوٹھا لی ابھی صحرا سر پہ

اک نہ اک مرکے بھی باقی رہا جھگڑا سر پہ
آج کا فکر ٹلا ہے غم فردا سر پہ

باغ میں جائے اگر غیرت شمشاد میرا
شہپر قمری ہے ہو سرو کے آرا سر پہ

تیری کب سنتے ہیں ہم ناصحا ہے نہ سنا
ملک الموت نے اگر ہو پکارا سر پہ

خوف سے جان نکلتی تھی ہماری تن سے
اک قیامت تھی بلائی شب یلدا سر پہ

چھاتی پہ تیر کی میری سے کبھی اف نکلا
جور اک چرخ اوٹھانے تیری کیا کیا سر پہ

تار اوڑا دیا ہوا کے دامن تسمہ سے
تیغ ابرو کا تیرے ہے یہ اشارا سر پہ

غیر میں ڈوبا سو ڈوبا ہیں عالم ہو غرق
چشم تر آگیا اب تو میرے دریا سر پہ

تسمہ باقی نہ دم چھوڑ ابھی سے بسمل
اوسی خنجر قاتل کا تقاضا سر پہ

ہمنشین باغ کو کیا جائیں کہ سنے اپنے
داغ سودا سے نیا باغ کہلایا سر پہ

غیر کے ساتھ وہ آیا ہے عیادت کو میرے
ملک الموت کو لایا ہے مسیحا سر پہ

ہو گئے بند سے سب بند عاجز وہ اپنے
چل گیا خنجر قاتل کا جو سنا یا سر پہ

ہاتھ سے تیرے جنون اب یہی باقی ہے لیکا
زیرِ پا فرش زمین عرش معلّے سر پہ

دم گذرنے کو سمجھ قطع حیات اے فرخ
سوت ہر وقت کھڑی ہے لئے تیغا سر پہ

ابترے محبوب ہوئے ہمسکو گریبان دیکھکر
گر پڑے بجلی تڑپ کر اوسکو خندان دیکھکر

نے مروت نے وفا نے رحم نے خوفِ خدا
دل دیا اوس شوخ کو کیا تو نے نادان دیکھکر

چھپ گیا مہرِ درخشان ابر مین شرمندہ ہو
اے صنم رخ پہ تیرے زلفِ پریشان دیکھکر

جوشِ وحشت مین ہمارا رنج و غم دونا ہوا
یادِ مجنون آگیا خالی بیابان دیکھکر

یون نکلتا ہے دم میری سینہ مین فرطِ گریہ سے
اٹھ جائے جس طرح بارش کو مہمان دیکھکر

بلبلے کم ظرفی وہ دو چشم مین خالی ہو گیا
ہنستے مین زخمِ جگر ظرفِ نمکدان دیکھکر

اک تماشا جانتا ہے قتلِ عاشق کو وہ شوخ
دل مین خوش ہوتا ہے کیا بسمل کو غلطان دیکھکر

باغبان سرسبز رکھے حق سدا تیرا چمن
شادمان جاتے ہین ہم سیرِ گلستان دیکھکر

کیا ہی کیا حالت ہوئی فرخ تیری دنیا مین آہ
رحم آتا ہے تجھے ہر وقت گریان دیکھکر

لاف دعوے ابر کو ہے دیدۂ خون بار پہ
آنکھہ کو میرے شرف ہے ابر دریا بار پہ

عمر گذری انتظاری مین نہین جھپکی پلک
آفرین کہئے ہمارے دیدۂ بیدار پہ

ہے تعجب حافظ قران اب ہندو ہوئے
خال کاجل کا بنایا یار نے رخسار پہ

شکر ہے صیاد کچھہ ہو گیا ہے مہربان
شاد ہون کنج قفس مین اب نہین دیوار پہ

لاغری نے کر دیا ایسا رنگیلا مو سے تجھے
ہے کمر کا تیرے دھوکا میرے جسمِ زار پہ

آگ پر سرسبز ہی سبزہ کبھی ممکن نہین
خطِ طلسم طرفہ ہے ایجان تیری رخسار پہ

کردیا سیراب فرخ تشنہ لب تھی کب سی یہہ
اپنوں کا اپنے احسان سے زبان چاریہ

کیا ہی دل شاد ہے وہ جتا دل شیدا لیکر
لڑکے خوش ہوتے ہیں جسطرح کھلونا لیکر

جو جیتے ہیں ترے آہ رسا ہوتی تک
اے فلک چھوڑینگے ہم بھی کبھی بدلا لیکر

نہیں امید بچے تیرا مریض فرقت
نبض کو ہاتھہ میں روتے ہیں مسیحا لیکر

کیا کیا ہر خندہ اتنا بتا دے قاصد
میرے نامہ کو جب اوس شوخ نے دیکھا لیکر

جان بلب ہوں لب جان بخش کی الفت میں صنم
امتحان کیجئے بچ جاؤنگا بوسہ لیکر

گر یونہی دہیان تشنیا ہجر رہا زلفوں کا
جان چھوڑیگی ہماری شب یلدا لیکر

جی میں آتا ہے اسے پھینکدیں پہلو سی نکال
کیا کرینگے دل پر داغ خدایا لیکر

مفت برباد کیا خاک میں رولدا اوسکو
کیا کیا آپنے دل جان ہمارا لیکر

دل کی دل ہی میں رہی حسرت و ارمان فرخ
ہائے دنیا سے چلے لاکھوں تمنا لیکر

ردیف ڑائے ہندی

ناصح نکر تو مجھ سے چھیڑ چھاڑ
کیا چاہتے میاں کسی ششدر سے چھیڑ چھاڑ

دامن پکڑتے ہیں کبھی تلوے کھجاتے ہیں
رکھتے ہیں خار کیا ترے مضطر سے چھیڑ چھاڑ

پہونچا ہزار بار جلایا ہے لاکھہ بار
رکھتی ہے آہ چرخ ستمگر سے چھیڑ چھاڑ

آنے سے روکتا نہ دلا طفل اشک کو
اچھی نہیں ہے کودن و ابتر سے چھیڑ چھاڑ

اللہ رے لاغری نہیں ملتا پتا کہیں
پہلے قضا کو ہے میری بستر سے چھیڑ چھاڑ

ہے تیغ تیز بوٹیاں اوڑ جائینگی تیری / اے دل نہ کیجو ابروے دلبر سے چھیڑ چھاڑ

کیون روٹھتے ہو شکوہ تمہارا نہیں کیا / ہم کر رہے ہیں اپنی مقدر سے چھیڑ چھاڑ

اوسکی گلی سے کوسون ہی لیجاتی ہے مجھے / باد صبا کو ہے تن لاغر سے چھیڑ چھاڑ

فرخ ملے نہ بوسہ تو دشنام ہی سہی / ہاں کچھ ضرور چاہئے دلبر سے چھیڑ چھاڑ

ردیف زائے معجمہ

بزم میں اوسکے ہے بغیر فتنہ گر کا امتیاز / پہر نکالا ہے نیا اوس نے کدہر کا امتیاز

بوئے گل تک بھی نہیں لاتی چمن سے تا قفس / اپنی نظروں سے گرا باد سحر کا امتیاز

نامہ بر کہکر میرے اونگلی دیا ہو اوس لئے / قابل تحسین ہے اپنے نامہ بر کا امتیاز

خود تو ڈوبے آسمان کو بھی ڈبویا اپنی ساتھ / دیکھنا اسدرجے اس چشم تر کا امتیاز

حور جنت کے لیے کیونکر کرین ترک صنم / زاہدا تجکو نہیں حور و بشر کا امتیاز

شیخ اپنے ہم پرست سبحہ ہے کچھ تم کہو / سخت مشکل ہے گر عیب و ہنر کا امتیاز

ذبح کرتا ہے مجھے اولٹی چھری سے دیکھنا / ہمسے گم ہے ناداں فتنہ گر کا امتیاز

ہیچ ہیں دونو ہی میرا جسم اور اون کی کمر / ہے برابر اپنا اور اونکی کمر کا امتیاز

جام خالی ہمکو غیروں کو دو ساغر بھرے / واہ جی تمنے نیا سیکھا کدہر کا امتیاز

آنکہ بیٹھا ہو شراب بیخودی کا تو کیا ہوا / عشق میں رہتا نہیں صاحب نظر کا امتیاز

دو سر میں سر کی پا لگا تھا جب سے پاؤں میں / بیخودی میں نہ خیال پا نہ سر کا امتیاز

بہول جائیگا تو سب اپنی یہ فرخ شاعریان / چرخ گر دکہلائیں ہم آہ جگر کا امتیاز

اسقدر احوال مین کچھہ باقی نہین اصلا تمیز
آج کل فرخ ہے سب دنیا مین کا ہشیار

نازو نیاز سے ہے وہ بت بیخبر ہنوز
واقف نہین ہے حسن سے رنگ قمر ہنوز

کیا جانے جور کیا ہے ستم کیا ہے ظلم کیا
نادان ہے وہ نام خدا فتنہ گر ہنوز

دم آتا ہے لب پہ میرے اضطراب سے
شام فراق دور پڑی ہے سحر ہنوز

ارض و سما کو سر پہ اوٹہانے سے فائدہ
پیدا نہین ہے آہ مین اے دل اثر ہنوز

اللہ رے دید عشق کی اپنی جراتین
سر کٹ گیا ولے نہ گیا درد سر ہنوز

ڈہونڈتا ہے جسے ہستی سے لیکر عدم تلک
لیکن ملا نہ اوسکا سراغ کمر ہنوز

ق

غفلت شعار سے میرے کہنا پیامبر
جاندادگان عشق سے ہو بیخبر ہنوز

آتا ہے گر تو آو کہ ہان وقت نزع مین
ٹہیرا ہوا ہے لب پہ دم منتظر ہنوز

فرخ تو دل لگانے کو سمجہا ہوا ہے کہیل
پوچہا نہین ہے جان پہ تیرے خطر ہنوز

ردیف سین مہملہ

بیٹہے جو دیکہا غیر کو اوس فتنہ گر کے پاس
پہلو مین میرے درد اوٹہا ہے جگر کے پاس

جاتی صداے نالہ او آتی صداے ناز
اے کاش میرا گذر ہوا تیرہ گر کے پاس

کیا پوچہتا ہے مجہسے ٹہکانا تو ہمنشین
جون سایہ اوسکے رہتا ہون دیوار و در کے پاس

اللہ رے ناتوانی دل کا سحر اثر
پہونچی نہ آہ ضعف سے اپنی اثر کے پاس

حیرت مین ہون کہ قاصد جانان کو بیچے کیا
جز نقد جان کچہہ نہین شوریدہ سر کے پاس

اے ابر اپنا رونا بھی بس وہ طلسم ہے
دریا ہے بند کوزہ میں اس چشم تر کے پاس

زلف سیاہ اور رخ روشن پہ کب ہے یہ
آئی ہے شام ملنے کو اے دل سحر کے پاس

دل میں ترے جو رسائی نہیں ہے تو کس لئے
سو بار آ کے تیغ رکا پھری سر کے پاس

فرخ تمہارے عشق میں رہتا ہو اندنون
لیجاتے یہ پیام کوئی محبوب کے پاس

دوستو بیٹھے ہو کیا مضطر میرے بستر کے پاس
لیجا کے پھینکو اوٹھا کر اس پری پیکر کے پاس

پھیلایا ہے تپ فرقت نے اپنا جسم زار
سو رہو اگر قضا اوٹھی پری کا بستر کے پاس

تو نہ آوے تو صبا اسے ناز ہی آیا کرے
بس تمنا ہے کہ میرا گھر ہو تیرے گھر کے پاس

سینہ اپنا ہے کہ لاکھون داغ سب کہتے ہیں نہان
کیا ہوا دو چار گو ہیں لالۂ احمر کے پاس

آئی فصل بہاری ہے جنون کا جوش ہے
ہے جیب و دامن لئے زنجیر آہنگر کے پاس

یون جبین ناز پر اوسکے ہے افشان کی چمک
جیون ستارے جگمگاتے ہون مہ انور کے پاس

جیتے جی تک ہیں فرخ مال و دولت دنیوی
کیا رہا بعد از قضا پوچھو تو اسکندر کے پاس

ردیف شین منقوطہ

دور کر جوش جنون جیب و گریبان شاباش
لیچل اے وحشت دل سوئے بیابان شاباش

اسے ہو کر صبا ہرجائی پشیمان تو نے
خوب رسوا کیا مجھکو دل نادان شاباش

بلبلون کے لئے تنکون جو ساتہ کرتا
چادر گور ہوا گنبد گردان شاباش

چرخ کو نیچا زمین پر ہوا پانی پانی
آفرین خوب ہے دیدۂ گریان شاباش

…ون چھپا سے کا جاتا تھا وسیلن تو نے
گھر کیا دل میں ترے ناوک جانان شاباش

غیر پر لطف و کرم ہم پہ ستم ہین کیا کیا
خوب یہ طرز مروت سے پہچان شاباش

دل و جان کے دینے سے نہ انکار کیا
ایکدن آپنے اس پر نہ کہا ہان شاباش

یون کبھی … تی ہمین واللہ باللہ
تو نے جھگڑون سے چھوڑایا شب ہجران شاباش

جوش وحشت مین … جاتا ہون ٹہلاتے ہو
آفرین … سے خار بیابان شاباش

حضرت عشق … سلامت رہو دنیا مین مدام
خوب دکھلائے مجھے کوہ و بیابان شاباش

زلیخا توشہ عقبے کو لی فرخ تم نے
اور یہ ساتھ لی حسرت و ارمان شاباش

ردیف ضاد منقوطہ

خون دل … بادہ احمر کے عوض
چشم پرآب ہی سے ہین ساغر کے عوض

واہ کیا … ان مین یہ کام آئے ہین
گھتے ہین داغ جگر داغون کو اختر کے عوض

… نہیں اپنا نامہ لیجا سے
کام آ … جان تو ہی کبوتر کے عوض

کہہ … سے کسی قتل کا مین دیوانہ ہون
پہول برسائین وہ … پتھر کے عوض

… تیرے قدم کی تاثیر
پھاہے مرہم کے لیے ہین بھی چادر کے عوض

ابر آگے … سے اپنے تسلیم
سوختہ دل نکلا کرین سینہ سے گوہر کے عوض

کیون … قتل … ہو تم شمشیر
تیغ ابرو ہی یہ کافی ہے خنجر کے عوض

ہون … عشق … شان و تجمل میرا
داغ سودا … سر … افسر کے عوض

ہم … سدا رہینگے اگر وا… فنا سے فرخ

چادرِ خاک ملیگی ہمین بستر کے عوض

ہائے ہو کیا ہمکو ہے سیرِ گلستان سے غرض
ہم ہین وحشی ہمکو ہے کوہ و بیابان سے غرض

خواہشِ فردوس ہے ہمکو نہ جنت کی ہوا
ایک ہمکو زاہدا ہے کوئے جانان سے غرض

ایک بوسہ پر عبث تکرار ہے دیدیجیے
مہربان ہو یا ہے انسان کو انسان سے غرض

فتنہ سازی سیکھتا ہے اوس سے یہ تمام چرخ
آسمان کو کیونکہ نہو چشمِ فتّان سے غرض

جب سے عاشق ہو گئے ہم اک بتِ دلخواہ کے
دین سے مطلب ہی ہمکو اور نہ ایمان سے غرض

دیکھنے والے ہین اوسکے چہرۂ پرنور کے
ایفلک کیا ہمکو تیرے ماہِ تابان سے غرض

نے زمین کا ہے پتا نے آسمان کا کچھ پتا
جلگئے ارض و سما اک آہ سوزان سے غرض

ڈھنگ سے کچھ آمدِ فصلِ بہاری کا قریب
پنجۂ دستِ جنون کو ہے جو دامان سے غرض

آگیا وان یادِ نقشہ کوئے جانان کا مجھے
خوب ہی بگڑی میری جنت مین رضوان سے غرض

ہان اوڑا دے دھجیان اے پنجۂ دستِ جنون
جوشِ وحشت ہے کسی جیب و گریبان سے غرض

کس لیے گھبراتے ہین ہم وہ بخشیگا ہے رحیم
زاہدِ نادان تجھے کیا ہے عصیان سے غرض

وصل کے بدلے دعائین مانگتے ہین موت کی
تنگ آئے ہین زبس ہم دردِ ہجران سے غرض

تا سحر گنتی کی گنتا رہا ہون رات بھر
کٹ گئی سب شب حسابِ داغِ سوزان سے غرض

کیا لب جو ہو سیرِ چراغان کھینچیے
لختِ دل سے ہمکو ہے اونکی مژگان سے غرض

اپنی قسمت پر قناعت کر کے فرخ شاد رہ
نے گدا سے رکھ تمنا نے سلیمان سے غرض

ردیف طاء مہملہ

اس زمانہ مین نہین دیکھا کسی سے اختلاط
ہے مگر داغِ جگر کو دل سے کیا کیا اختلاط

لے لیا بوسہ تو بولا یون خفا ہو کر وہ شوخ
واہ واہ تمنے یہ خوش کیا کا نکالا اختلاط

خاک مین مجھکو ملایا مہربانی نے تیرے
خوش نہین آتا مجھے اے چرخ تیرا اختلاط

گر وہ کہتا ہین جب یہ دل کا اٹھ جائے نکل
اے رقیب رو سیہ تیرا یہہ سارا اختلاط

وہ بھی سے دیکھکر ہمکو چھپا لیتے ہو مونہہ
واہ صاحب خوب سیکھے ہو نرالا اختلاط

سو سے مجھسے اچھا ہے جو ہم پاوشتہ ہین
عہد مو تمکو مبارک ہو تمہارا اختلاط

سے تعجب زلف ہندو کو تمہارے جان جان
ہو گیا ہے مصحف رخ سے یہہ کیسا اختلاط

کاش مر جائین تو ہم اس رشک سے پائین نجات
غیر سے دیکھا نہین جاتا تمہارا اختلاط

فی الحقیقت ہو قبا فرخ ہین سب انبائے دہر
اس زمانہ مین نہین دیکھا کسیکا اختلاط

ردیف ظاء منقوطہ

لیجئے پیرہنے فغان خدا حافظ
اپنا پیرا آسمان خدا حافظ

چشم گریان سے پھر اوٹھا طوفان
اے زمین و زمان خدا حافظ

سینہ اپنا ہوا ہے رشک تنور
دل بے سوز نہان خدا حافظ

پیر گردون سنبھل ہوا اب تو
نالہ اپنا جوان خدا حافظ

مرض عشق یہ بلا ہے روگ
الامان الامان خدا حافظ

آپ سے جائین دل جو ہو مطلوب
جان کا مہربان خدا حافظ

دل تو رخصت ہوا تیرے ہمراہ
جان کا او میان خدا حافظ

تیرے بیمار کو ہوا افسوس
دم بھی لینا گران خدا حافظ

ہو گئے خاک ہم و لے اوسکو
ہے وہی امتحان خدا حافظ

جب یہ میں نے کہا کہ جاتا ہوں | سنکے بولے کہ ہاں خدا حافظ

دل مضطر کا اپنے اے فرخ
اضطراب الاماں خدا حافظ

ردیف غین منقوطہ

غم نہیں ہے گر نہو اپنے سر مدفن چراغ | گور کے اندر تو ہونگے داغ دل روشن چراغ
بل بے تاب حسن اوس نے یکنظر جھانکا جو ہیں | ہو گئے ہیں پرتو رخسار سے روزن چراغ
خط میں ہیں قطرے پسینہ کے زنخداں کے قریب | پا گئے ہیں یہ کنوئیں پر خضر نے روشن چراغ
آتش داغ جدائی سے مگر روشن کیا | کیا سبب جو کر رہا ہے اسطرح شیون چراغ
بل بے تاب حسن تاب عارض پر نور سے | کر یک شب تاب تھے پاے گل گلشن چراغ
عہد پیری میں بجھا جاتا ہے ہاں داغ عشق | صبح گل کرتے ہیں اکثر وقت خفتن چراغ

داغ دل ہے تو اے فرخ چھپاتا ہی عبث
کب نہاں رہتا ہے ناداں زیر پیراہن چراغ

دیکھنے فرقت کے صدمے تھا کہاں اتنا دماغ | جان دیگر ہو گئی بس قید غم سے کیا فراغ
روئے جاناں چھپ گیا کھلتے ہی زلفوں کی گرہ | سانپ کے کالے کے ہاں سچ ہے نہیں جلتا چراغ
رنج و غم درد و الم رہتے ہیں دل کو رات دن | غم غلط ہو جائے ساقی دے جو ہیں بھر کر ایاغ
داغ دل تھوڑے سے ہیں سینہ میں ہمارے تنگ کا گل | فرقت جاناں میں بھاتی ہو کسے یہاں سیر باغ
رنگ کا گل کے ہیں مطالعہ میں گلستاں بوستان | ہو گئی ہو گی خوشی سے روح سعدی باغ باغ
یار پنہم مست آتی ہے سکے محبوب کی | سامنے سے ساقیا جلدی اوٹھا مے کا ایاغ

غم نہین تاریکی مرقد کا ہمکو بعد مرگ
داغ دل روشن رہینگے گور مین مثل چراغ

موت کے پیغام کا رہتا ہے دہڑکا راتدن
یہ تقاضا ہی جو دل جلے تو ہو جاوے فراغ

کثرت غم تل بہی دہرنے کو جگہ باقی نہین
ہو گیا ہے سوز الفت سے یہ سینہ داغ داغ

کیا رقیب روسیہ کی قدر میری سامنے
کب ہما کے روبرو ہوتی ہی ایجان قدر زاغ

آگ سینہ مین دبی رہتی اپنی جانے دل
بسکہ سوز ہجر سے سینہ ہوا مثل اوجاغ

کون سنتا ہے تیری پند و نصیحت ناصحا
مفت مین بک بک کے بیہودہ نکر خالی دماغ

اے فلک کجرو تیری چالون سے کیا کیا پیش چشم
دیکہتی ہی دیکہتے لاکہون ہوئے گہر بیچراغ

آفتاب حشر کا مونہہ دم مین فق ہو جائیگا
ہم دکہا دینگے اگر محشر مین آ کے دلکو داغ

اپنے ہی مطلب کی فرخ ہمکو ہی مطلب مدام
سننے کیا ناصح کی باتون کو نہین اتنا دماغ

تہی اپنے جانے دل کبہی نشو و نمائے داغ
اک آگ سی سلگتی ہے اب تو بجائے داغ

تاریکی لحد کے لئے ہو گیا چراغ
پہولون گا مین حشر تلک ہی فدائے داغ

بہڑکین کے اور مرہم کافور سے سوا
جراح بالضرور میرے شعلہ ہائے داغ

کیا مونہہ ہے اوسکے رخ سے کرے ہمسری کبہی
جبتک نہ ماہ چہرہ سے اپنے مٹائے داغ

جل جائیگا یقین ہے خورشید حشر بہی
روز جزا جو ہمنے ہی اپنے دکہائے داغ

پوشیدہ زیر دامان رہتا ہے کب چراغ
کن حکمتون سے سینہ مین ہمنے چہپائے داغ

دامن پہ چہینٹے خون کے گواہی ہے قتل کی
گو لاکہ تمنے تیغ سے اپنے چہڑائے داغ

عریانی جنون نہین پردائے پیرہن
تن پر ہمارے خوب ہی ہے قبائے داغ

دلکو جلایا مفت مین فرخ ہزار حیف

الفت مین کچھ ہوا نہ میسّر سوائے داغ

ردیف فاء

ستمگر ظلم پہ نازان ہی کس سے حیف
نہین کا قصد اوکا ہی ظلم سے حیف

چلی جان انتظاری مین ہماری
جواب خط نہ لایا نامہ بر حیف

بجائے سیر گلشن ہاتے اپنے
نصیبون مین تھے یہ داغ جگر حیف

فراق یار مین روتا ہون ہر دم
برابر ہین مجھے شام و سحر حیف

عبث جانبازیون مین جان کہولی
پسند آیا نہ اونکو یہ ہنر حیف

دکہاتے غیر کو ہم بہی تماشا
نہین ہے آہ مین اپنے اثر حیف

شب فرقت ہون مہمان رات کی اثنا
سحر سے اپنا دنیا سے سفر حیف

نہین یہان جان تک باقی بدن مین
نہین وہان غیر کو کچھ خبر حیف

حساب داغ دل مین ہم شب ہجر
رہے تارے ہی گنتے رات بہر حیف

ہوئے نالون سے اپنے کوہ پانی
ہوا دل مین نہ تیرے کچھ اثر حیف

ستم کیا کیا ہے فرخ نے اوٹھائے
نہ رحم آیا تجھے بیدادگر حیف

اسطرف تھا جوش جنون کھینچے سے زندان کیطرف
جوش وحشت کا اشارہ ہے بیابان کیطرف

جس نے دیکھا اوسکی پیشانی پہ افشان کیطرف
پہر ہوا مایل نہ وہ سیر چراغان کیطرف

شوخ تھا کر زلف ہندو کو کیا ہے بے ادب
پانون پہیلاتے ہین کیا کافر نے قران کیطرف

زندگی سے دل اوٹھایا ایسا تو حب نے
تشنہ لب ہون پر نہ دیکھون آب حیوان کیطرف

ابتک پانی پہر گیا اسکے آگے شرم سے
چشم کم سے دیکہنا مت چشم گریان کیطرف

مستعد صف بستہ پہرا نہ پہر جگہ استادہ ہین
کس کا سینہ ہے جو دیکہے فوج مژگان کیطرف

دل مین حسرت زخم کہانے کی ہے کچہہ باقی ہنوز
تیرے کشتہ کی نظر ہے تیغ بُران کیطرف

داغ سینہ کے سوا مین سیر گلشن ہو سکے
دل مرا مائل نہین سیرِ گلستان کیطرف

خوبی خال و خط و ابرو بہلا اوس مین کہان
کیون نہ دیکہین چشم کم سے مہر تابان کیطرف

اے نمک پاشِ جراحت دی چہڑک یکبارگی
دیکہتا ہے زخم دل ظرفِ نمکدان کیطرف

رو بقبلہ ہمدمون نے گرچہ دفنایا مجہے
قبر مین بہی پہر گیا مونہہ کوے جانان کیطرف

آج کل ہے تیرے دیوانہ کا یہہ کچہہ انتشار
پانون پکڑ کر لے گئے زنجیرِ زندان کیطرف

ریحبون کیا آمدِ فصلِ بہاری ہے قریب
ہاتہہ کیون جانے لگا اپنا گریبان کیطرف

کسقدر جان باز شوقِ قتل مین قاتل ترے
حسرتون سے دیکہتے ہین تیغ عریان کیطرف

بخشنا فتح کو تو اپنے خدای ذوالجلال
رحم پر اپنے نظر کرنا نہ عصیان کیطرف

ردیف قاف

جان گزا مرضِ لا دوا ہے عشق
سچ جو پوچہو تو اک بلا ہے عشق

جور ہے ظلم ہے جفا ہے عشق
دشمنِ زندگی سدا ہے عشق

یاس و غم درد و رنج ہین کیا کیا
کیا انہین سے بنا ہوا ہے عشق

جسکو کہتے ہین لوگ بن آئی
درحقیقت وہی قضا ہے عشق

سیکڑون خاک مین ملائے ہین
گردشِ چشم فتنہ زا ہے عشق

دارِ فانی سے دارِ باقی کو
رہنمائی کو رہ نما ہے عشق

لیکے دل مانگتا ہے جان اپنی
کیا ہٹیلا کوئی گدا ہے عشق

بنتا ہے اس سے مدعا اصلی
بس حقیقت کا رہنما ہے عشق

تہا عدو سے حیات دل اپنا
دل کا دشمن میرے ہوا ہے عشق

جیتے جی وہ یہہ ساتھہ جاتا ہے
بیوفا حسن با وفا ہے عشق

آپکا دل کہین جو آجائے
تب ہو تسلیم تمکو کیا ہے عشق

بہاگتے ہین وہ نام عاشق سے
جانئے اونکی بلا کہ کیا ہے عشق

جان جاتی ہے دل کے آنے سے
دوستو کیا بُری بلا ہے عشق

فایدہ پند و وعظ سے ناصح
وسبذم اور بیان سوا ہے عشق

ناصحو دل کہین لگا دیکھو
ہمسے کیا پوچھتے ہو کیا ہے عشق

کیونکہ سمجہاؤن شوخ نادان کو
پوچھتا ہے وہ مجھسے کیا ہے عشق

دین و دنیا کو بہولے ہم فرخ
جبسے اک بُت سے ہوگیا ہے عشق

ردیف کافِ تازی

شبِ فرقت نہین چہوڑیگی سحر ہونے تک
دیکہئے جان بچے کیسی لب ہونے تک

فایدہ شور و فغان سے دلِ نادان آخر
دم نکل جائیگا کافر کو خبر ہونے تک

کیون خفا ہوکہ ہون مہمان کوئی دم شب وصل
زندگی اپنی ہے ایجان گجر ہوتے تک

جان سکے لالے سرِ شام پڑے ہین افسوس
کون بچتا ہے شبِ ہجر سحر ہونے تک

کھینچکر دم کو ہی ساتھ اپنے لئے جاتی ہے
جینے ہی کی نہ ہین آہ اثر ہونے تک

خونِ دل بہتِ جگر ہی کبھو پٹکا تجھسے
پس مشیخت ہے تیری ابر گہر ہونے تک

صاف کر شوق سے ہان خنجرِ خونخوار کے تئین
سر کو پہنچینگے ہم ٹکڑے جگر ہونے تک

خاک ہو جائینگے ہم تیرے بزنگ سرمہ
نگہ لطفِ صنم تیری ادہر ہونے تک

ناصحا ترکِ محبت کا تقاضا ہے عبث
دل نمانے کا میان جان سکے صرف ہونے تک

بند کر اشکون کو آنکھون مین صدف کی مانند
قدرِ قطرہ نہین اے چشم گہر ہونے تک

گردشِ چرخ سے فرخ نہین معلوم ہمین
اور کیا رنج ملین عمر بسر ہونے تک

انکار کب ہے آپ سے تاب و توان تلک
دل پھر کہا ہے نہ دے ہے ابھی جان جان تلک

پتھر نہین جگر ہیر انسان ہی تو ہون
ہر روز کے ستم یہ میری جان کہان تلک

ذاتِ خدا صفت تیری نازک کمر کی ہے
ڈھونڈا ہے پر نہ پایا پتا لامکان تلک

آنسون سے یا تو سر یہ اٹھاتے ہتے ہم زمین
یا نالہ ضعف سے نہین آتا زبان تلک

ماہی سے لیکے ماہ تلک غرقِ آب ہین
سیلابِ اشک پونچا کہان سے کہان تلک

بچھڑا ہون قافلہ سے ثوابِ عظیم ہے
پونچا دے کوئی پھر خدا کاروان تلک

ناناکہ قدر ہوگی میری امتحان کے بعد
لیکن امیدِ زیست کسے امتحان تلک

جب خون ہی نہ ہووے تو قصد کیا کرے
نشتر تو جا چکا ہے میری استخوان تلک

وصفِ کمر مین باندہی گئے شاعرون سے ہم
عشقِ بتان مین ہوگئے لاغر میان تلک

لگ جائے آگ لائین زبان پہ جو گفتگو
سوزِ نہان بیان کرین اپنا کہان تلک

دارِ فنا سے سیکڑون فرخ گذر گئے

باقی نہیں کسیکا بھی نام و نشان تلک

عیش خلقت کا منغص رہے ناداں کب تک
شور و فریاد و فغان اے دل نالان کب تک

صحبت مصحف عارض سے تمہاری دیکھیں
زلف کافر نہیں ہوتی ہے مسلمان کب تک

دیکھیے گردش دوران کے ہاتھوں سے رہیں
یوں سراسیمہ و سرگشتہ و حیران کب تک

ایسے جینے سے تو بہتر ہے کہ موت آجائے
روز کے صدمے سہوں اے شب ہجران کب تک

دیجیے بوسہ نہیں دینا تو کیجیے انکار
اے شہ حسن یہ ہر روز کی ہوں ہاں کب تک

خط کے آنے پہ یہ بل تیرے نکل جائینگے
پیچ یوں کھائے گی تو زلف پریشان کب تک

انتظاری میں ترے آگیا دم آنکھوں میں
راہ دیکھیں تری آنے کی مری جان کب تک

یہ تو بتلا دے کہ اغیار کے بہکانے سے
قتل پر میرے رہینگے ترے سامان کب تک

لب پہ لانا نہ خبردار تو فرخ شکوہ
جور سے اپنے نہ ہونگے وہ پشیمان کب تک

ہے خدا آپ کا پایا نہیں ہمرنگ اب تک
کسی محبوب کا دیکھا نہیں یہ ڈھنگ اب تک

جور و یہ حسن کی میزان میں ترے غیرت حور
چڑھ گئے چرخ پہ لیکن نہیں پاسنگ اب تک

ضعف سے سانس بھی لینا ہوا مشکل ہمکو
منزل عشق ہے باقی کئی فرسنگ اب تک

بعد مردن بھی رہی شہرت وحشت اپنی
لڑکے برساتے ہیں مدفن پہ مرے سنگ اب تک

حالت رنجہ بیمار کی تیرے ظالم
تیری غفلت کا نہیں بدلا ہے کچھ ڈھنگ اب تک

سرکشی قد سے ترے سرو نے کی آخر کار
ہے گرفتار بلا باغ میں وہ تنگ اب تک

آ اگر آنا ہے او رشک مسیحا تجھکو
زندہ ہے فرخ کشتہ دل تنگ اب تک

ردیف کاف فارسی

جسطرح آہ پھونکی میری جان و تن مین آگ
خوش ہون اگر لگے یون ہی چرخ کہن مین آگ

کیا فایدہ ہے شور سے تاثیر گر نہ ہو
لگ جائے آہ و نالہ سے بلبل چمن مین آگ

میری طرف سے کیا کیا لگاتے ہین شوخ سے
پھر دیکھیو رقیبون کے یار ب دہن مین آگ

ہم ضبط آہ رکھتے ہین اسے قیس اسلئے
ہے خوف لگ نہ جائے کہین تیرے پیرہن مین آگ

گر داغ دل دہکتا رہا یون ہی بعد مرگ
لگ جائے گی یقین ہے اپنے کفن مین آگ

اللہ رے سوز عشق کہ ققنس کیطرح سے
نالون سے لگ اوٹھے میری بیت الحزن مین آگ

ہے سوز دل عیان ترے مضمون گرم سے
فرخ غضب ہے تیرے تو شعر و سخن مین آگ

بلبل کو جسطرح سے کہ ہووے چمن سے لاگ
اسطرح ہمکو بھی ہے اوس گلبدن سے لاگ

دیکھین تو کون ہوتا ہے دونو مین کامیاب
ہے آہ شعلہ بار کو چرخ کہن سے لاگ

ہم کرتے ہین سفید یہ کرتی ہے سیاہ
ہے شام ہجر کو میرے بیت الحزن سے لاگ

اک تار چھوڑتا نہین باقی بدن پہ کیا
ہے پنجہ جنون کو میرے پیرہن سے لاگ

ہم رہتے ہین آپ شب غم کی فکر مین
کیا چاہیئے فلک تجھے اس خستہ تن سے لاگ

جوش جنون جو بعد فنا بھی یون ہی رہا
ہاتھون کو اپنے ہووے گی تار کفن سے لاگ

جاتا ہون مین جہان وہین ہوتا ہے اک ہجوم
لڑکون کو ہے ہماری یہ دیوانہ پن سے لاگ

کسکو پسند زیست ہے ایسی برائے نام
عنقا کو ہو گئی ہے تمہارے دہن سے لاگ

فرخ اک اور تازہ غزل کہہ کے لائینگے

ہاو بہی ہو بہی ہے جس مین بہن کے لاب

ردیف لام مہملہ

کس سے کرون مین جا کے بیان ماجرائے دل
دشمن کو بہی نہ میری طرح سے ستائے دل

ایسا کیا ہے بس مین سمجہا اس نے دوستو
وہ ناچ ناچتا ہون جو مجہکو نچائے دل

لکہا ہوا یہی تہا میری سرنوشت مین
ناصح قسم ہے میرا نہ سے کچہ جتلائے دل

اٹکہیلیون کی چال بت سنگدل نہ چل
قدمون تلے کسی کا تیرے پس نجائے دل

معلوم ہو کہ لذت الفت ہے چیز کیا
میری طرح تمہارا کسی پر جو آئے دل

مت چہیڑ ہو نہ پہٹی سے ڈرتا ہون تجہسا
پہلو مین ایک پہوڑا ہے میرے جو کجائے دل

فرخ بتاؤ کیا ہوا کس نے چرا لیا
چہاتی پہ ہاتہہ رکہہ کے جو کہتے ہو ہائے دل

ناحق مجہے خراب کیا تو نے ہائے دل
خوش ہون جو اسکی تو بہی جزا خوب پائے دل

کہنا مرا نہ مانے تو پہر تجہکو کیا غرض
ہو جائے خاک یا کہ جہنم مین جائے دل

سچ ہے کسی کی آنچ مین پڑتا نہین کوئی
ہان خود یہہ میرے دل کی لگی کو بجہائے دل

پیاسا ہے میرے لہو کا یہہ دشمن بغل کا ہے
مدت سے دور ہووے یہہ جی ہی رضائے دل

تہکو تو کہیل ہے دل عاشق کا روندنا
سکئے کہان سے روز نیا کوئی لائے دل

مضمون ہے گا اپنا سر تن پہ بار ہے
خنجر کا وار کیجئے حاجت روائے دل

اے آہ شعلہ بار نہ جا چرخ کی طرف
بیچارہ بیقصور ہے سب ہے خطائے دل

کرتے نہین کسی پہ ترحم سوائے ظلم
پہر کس امید پہ کوئی تمسے لگائے دل

... غرور ... جو ہے ہو
یا رب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل

فریاد و آہ و زاری ہے ہر دم نوائے دل
آئینہ اور دیکھیے کیا رنگ لائے دل

آئینہ گر بنا تو قابل نہیں ہیں ہم
ٹوٹا ہوا کسیکا سکندر بنائے دل

میں ہی نہیں ہوں کشتۂ انداز دلبری
بیٹھے ہیں تمنے ناز سے لاکھوں پہ آئے دل

سنگین دلوں کے ظلم و ستم کیا تلک سہوں
پتھر ہی کاش پہلو میں ہوتا بجائے دل

داغوں کا باغ ہو لاکھ پہلو کے متصل
سمجھ دل لگی غرور تھی آخر بجائے دل

ہاتھوں سے اسکے ناک میں دم آگیا مرا
دشمن بغل کا ہو گیا ہے اپنا ہائے دل

باقی رہی ہے وصل کی شب تھوڑی سی بچان
فرماتے ہیں تو کہہ دوں جو ہے مدعائے دل

... ہو میرے حال پریشان کو دیکھ کر
توبہ کرے کسیکا کسی پہ نہ آئے دل

ہے خیال تجکو رہے یہ علی الدوام
آفت کوئی نہ بیچ میں ہاتھ اٹھائے دل

راضی ہیں ہم ہی جو تجھے ہو رضائے دل
بیٹھے کا ... لیکن بہائے دل

ناکردہ کار زلفوں میں بیچارہ پھنس گیا
بخشو خدا کے واسطے صاحب چھڑائے دل

اپنے ہی دل کا کہنا مجھے ہو گیا عذاب
وہ ہی تو ہیں جو کہتے ہیں لاکھوں پہ آئے دل

کھویا گیا ہے دل کہیں بتلاؤ تو ہمیں
چھاتی پہ ہاتھ رکھ کے کہوں تجھ پہ ہائے دل

مدت سے اسکے ناصحا تجکو نہیں خبر
کیا لطف زندگی جو کسی پر نہ آئے دل

اس زندگی سے موت بہتر ہے انقلاب
... شب فراق کے کیونکر اٹھائے دل

کچھ آگئی ہے ... جان پہ
... کچھ آج ... بیٹھے بٹھائے دل

ورنہ نہیں ہے جان بہی جانے کی ... [illegible]

پہر تو یہ وہ لگے و شیشے فرخ کرینگے ہم
اسکے بلائے عشق سے خالق بچائیے دل

ہر لحظہ تازہ ہوتا ہے کیون خطر ازل | کیا ہوگیا جو رہتا ہے یون بیقرار دل
کہوئے ہین اکیدل کے بلا لطف کسقدر | یارب برا نہ تہا جو ہوتے ہزار دل
جلنے سے تنگ آگیا ہمدم کے درد سے | صدمے کہان تلک سہے لیل و نہار دل
تونے چہڑایا اسکو بہی اے گردش فلک | باقی رہا تہا اپنا یہہ ہی غمگسار دل
نازِ بتان اوٹہانے کی طاقت نہین رہی | یہانتک تو ہوگیا ہے نحیف و نزار دل
ڈرتا ہون رنگ لائے نہ یہہ بعد مرگ کچہہ | فرقت سے میرے کیجیو طبیبہ زار دل
یارب تیری خدائی مین بندے تہے اور بہی | کیا میرے ہی نصیب کا تہا داغدار دل
یارب نکال عشق کے پہندے سے تو اسے | اپنے کئے سے آپ ہے اب شرمسار دل

دارِ فنا ہے اسکا نہین کچہہ بہی اعتبار
فرخ لگائیو نہ یہان زینہار دل

کسواسطے مچلتا ہے اتنا فتور دل | جلنے سے تنگ کرتا ہے کیون بے شعور دل
رسوا کیا ذلیل کیا دربدر مجہے | پڑجائے صبر تجہہ پہ ارے ناصبور دل
کیا کیا تہے حوصلے دلِ زار اشکاف کو | اے تیغِ جبر تونے مٹایا غرور دل
اکیدل سو بیکسی مین مجہے چہوڑ کر چلا | دو چار اور بہیج دے رب غفور دل
آنکہین لڑی تہین اوس بتِ چاردہ نگاہ سے | بیچارہ مفت مار گیا بے قصور دل
زلفین نہین ہے ناصحا تو دوا یہ عشق سے | قابو کے ہوتے ہین کوئی نادان حضور دل

فرخ بہہ رہا آنسو جو ہر بار تو مدام
گم ہو گیا ہے پہلو سے تیر غرور دل

عشق میں کچھ بھی نہیں جان کا جانا مشکل
دل نخود رفتہ کا لیکن ہے پھر آنا مشکل

طفل اشک اپنے بہر کتے ہیں اگرچہ پانی
لیکن اس آتش دل کا ہے بجھانا مشکل

بات کے ساتھ نکلتا ہے دھوان سینہ سے
ہو گیا سوز دل زار چھپانا مشکل

کیا ہوا تو نے جو آئینہ کو توڑا جوڑا
ہے سکندر دل اشکستہ بنانا مشکل

شدت ضعف برا ہو تیرا طاقت نہ رہی
بات کا لب پہ ہوا ہے میری آنا مشکل

کوچۂ زلف میں ہیں پیچ اندھیرے کے سوا
دل گم گشتہ کا ہے کھوج لگانا مشکل

اب جنون سینہ خراشی وہ کہاں ہے اب تو
کثرت غم سے ہوا سر بھی کھجانا مشکل

اعتبار آپکا کسکو ہے جو کہاتے ہو قسم
جھوٹی قسمیں تمہیں اے جان نہیں کہانا مشکل

حالت نزع کو کیسا ہی عشق آیا ہے اسے
ایسے بیدرد کو ہے حال جتانا مشکل

شعلے آنکھوں سے نکلتے ہیں بوقت گریہ
آگ پانی میں ہے ہرچند لگانا مشکل

غیر کمبخت کو ہم پہلو جو بیٹھے دیکھا
ہو گیا شرم سے اوسکے ہمیں آنا مشکل

جھوٹے وعدوں پہ ترے دو نہیں تسکین ممکن
ایسے دیوانہ کو ہے ہوش میں لانا مشکل

حسرتیں کیا کیا ترے دل میں بھری تھیں فرخ
ہو گیا تیرے جنازہ کا اوٹھانا مشکل

نگہ مست سے ہے شراب خجل
اور پسینے سے ہی گلاب خجل

اوسکے سایہ سے ماہتاب خجل
رخ روشن سے آفتاب خجل

ابتر سے مقابلہ ہے آج
نگین ویدہ پہ آب خجل

دل میں وہ نارِ عشق ہے اپنے
جس سے دوزخ کا ہو عذاب خجل

دل تو ہے بیٹھے حضرتِ ناصح
پر ہوئے ہم بہت خراب خجل

بیخودی میں فرخ ہے کیا کیا
توبہ سے ہیں خراب خجل

ذرہ آنکھیں اوٹھا دو تو فرخ
دیکھیے بیٹھے ہو لاجواب خجل

ردیف المیم

بسکہ فرطِ ناتوانی سے گئے ہیں ہار ہم
ہو گئے اب تو قضا تیرے گلے کے ہار ہم

گر قضا ہوتی ہے تو پائیں مشکلوں سے پار ہم
ناتوانی سے ہوئے ایسے نحیف و زار ہم

اے قضا ہے فرقتِ جاناں میں تیرا انتظار
دیکھتے ہیں ہوئے دہر کو اوٹھا بار ہم

تار بھی باقی نہ چھوڑا تو نے اے دستِ جنون
دل نہیں لگتا کریں کیا ہو گئے بیکار ہم

تشنہ لب ہوں پر نہ دیکھیں آبِ حیوان کیطرف
زندگی سے ہو گئے ہیں اتنا بیزار ہم

سوتے ہیں بیگھر نیند ایسے جان و دل کو بیچکر
ہو اگر شورِ قیامت بھی نہ ہوں بیدار ہم

ہاتھ میں پتھر لئے پھرتے ہیں لڑکے ساتھ ساتھ
کس تحمل سے کھڑے ہیں سرِ بازار ہم

ان پری رخ سے دل نہ دیتے ہم کبھی گر جانتے
پر کریں کیا وہ لگے ہاتھوں ہو گئے ناچار ہم

وہ عیادت کو نہ آئے سوچ رہتا ہے یہی
ہائے کس امید پر فرخ ہوئے بیمار ہم

کیا کریں تو ہی بتا دے اے ستم ایجاد ہم
روز و شب کیونکر سہیں تیرے بھلا بیداد ہم

... ہمکو کریں اونکو نہ لائیں یاد ہم
طرفہ رسمِ عشق دل میں ہیں کریں ایجاد ہم

دل نے قید زلف میں ہمکو پھنسایا تھا ولے
نقد جان دیکر ہوئے اس قید سے آزاد ہم

بیکسی میں اسے غم فرقت نہ تھا چھوڑنا
کس سے بہلائینگے اپنی خاطر ناشاد ہم

اہل محشر محو ہو جائینگے اوسکو دیکھکر
سوچ ہے کس سے کرینگے حشر میں فریاد ہم

دام میں ہمکو پھنسایا طالع برگشتہ نے
کیا اسیری کا گلہ تجھسے کریں صیاد ہم

آہ بوٹا سا کسیکا قد ہمیں آتا ہے یاد
جاکے کیا گلزار میں دیکھینگے شمشاد ہم

گر مکافات ستم کا ہو فلک سکو خیال
ہم نالہ میں اوڑا دینگے تیری بنیاد ہم

اک بت ہرجائی کو دل دیکے فرحؔ مفت میں
خانہ برباد ہوا ہوئے اور ہو گئے برباد ہم

ایذائے جگر اوس نے نہ پہنچائی کبھی پر ہم
ذرات کی سوزش سے ہو گئی نفتابیر ہم

بال آنکھوں کے ہوا سے تر ہو ہم
کیون مجھسے اناحق کو ابھی ہوئے ہو بیر ہم

یہ خانۂ دل تونے گرایا تو گرایا
اب دل میں کسی اور کے کرینگے گھر ہم

دکھلا کے ہمیں کرتے ہو غیرون پہ تلطف
کبتک سہیں یہ ظلم ہیں آخر تو بشر ہم

طوفان وہ برپا ہو کہ غرقاب ہو عالم
ارشاد کریں دیدۂ پر آب کو گر ہم

ایچ پیچ کے لیئے تو ور سپلے آزار
نے اہل ہنر میں ہیں نہ صاحب ہنر ہم

کیون ہمسے ہی ضد ہے تجھے اوکافر بدکیش
سب لطف کے قابل ہیں نہیں ایک مگر ہم

سجدہ میں گنہ انکو وہاں کون گنے گا
کچھ دل میں نہیں کہتے ہیں محشر کا خطر ہم

اب کون سنیگا بہلا کیا ہمیں فرحؔ
پہلو میں نہ دل اپنے ہیں نہ جگر ہم

واللہ نہ بولون گے چپکے بیٹھینگے ہم
گر یونہی ستم اوٹھائینگے ہم

دلدار نیا بنا لینگے ہم
آپ اور ہی روپ لائینگے ہم

جل جائیگا آفتاب محشر
گر داغ جگر دکہائینگے ہم

آیا کہین آپ کا اگر دل
کیا عشق ہے تب بتائینگے ہم

لائینگے نہ تیرا شکوہ لب پر
گر جان سے گزر ہی جائینگے ہم

غم مرنیکا لاغری نے کہویا
دہونڈیگی قضا نہ پائینگے ہم

بوسہ جو طلب کیا تو بولے
چہیڑوگے تو روٹہہ جائینگے ہم

کیا جائیگا جانے سے تمہارا
یہان جان سے مفت جائینگے ہم

گر مے کو برا کہیگا زاہد
خوب اسکا مزا چکہائینگے ہم

دیوانہ ہے باولا ہے ناصح
باتون مین نہ اسکی آئینگے ہم

گر بچ گئی ابکے جان فرخ
پہر دل نہ کہین لگائینگے ہم

ابر تر کو کیا ہی شرماتے ہین ہم
آنکہہ مین گر اشک بہر لاتے ہین ہم

آیا ہے اپنی عیادت کو وہ شوخ
آپ مین اب کیا بہلا آتے ہین ہم

آج میدان ہے خالی ہجر مین
یاد وعدہ تجہکو دلواتے ہین ہم

یاد سے تیرے دل شیدا کو ہم
اے صنم دن رات بہلاتے ہین ہم

کیا ہی سہلاتے ہین تلوے خار دشت
جوش وحشت مین جو بہک جاتے ہین ہم

یار کے کوچہ مین لیچل اے صبا
منتین کب سے تیری کہاتے ہین ہم

سیر کو جاتے ہو تم غیرون کے ساتہہ
رشک سے یہان جان سے جاتے ہین ہم

کیا گلا جور و ستم تیرے سہین
دل کوئی پتہر کا بنواتے ہین ہم

[illegible] پے دن ہو چکا ہوا جو ہے — [illegible] اب یار ٹپا اسے ہین

خوف سے گردون نہ جبتک خاک ہو — آہ بہی لب تک نہین لاتے ہین ہم

ہین سر مژگان جو اپنے طفل اشک — نیزہ بازی انکو سکہلاتے ہین ہم

اپنے اُکل و شرب کا پوچہو نہ ڈہنگ — خونِ دل پیتے ہین غم کہاتے ہین ہم

چہوڑ کر تنہا نہ دم بہر کو گئی — بیکسی کو قدر بہاتے ہین ہم

زیست سے اپنی ہی کشتی کا سفر — بیٹہے بیٹہے ہی چلے جاتے ہین ہم

ہے غنیمت یہہ ہی اسے دورِ فلک — اوسکے جان بازون مین کہلاتے ہین ہم

اوسکے مضمونِ کمر کے شوق مین — اب سو ہیئے ملکِ عدم جاتے ہین ہم

دل نہ کہوتا ہاتہہ سے مفرح کہین
تجہکو اسے کمبخت سمجہاتے ہین ہم

اب مچلنا لوٹنا اشکون کو سکہلاینگے ہم — یاد رکہنا اسے پری اب پاؤ پہیلاینگے ہم

اسے غمِ فرقت خدا کے واسطے تنہا نہ چہوڑ — خاطرِ محزون کو کہین سے بہلاینگے ہم

محفلِ اغیار مین بیٹہے جو دیکہینگے تمہین — دیکہنا پہر روپ کیا کیا جان مین لاینگے ہم

کیا ہوا گر روٹہہ کر جاتے ہین وہ جائین ہی دو — جذبۂ دل سے انہین پہر کہینچکر لاینگے ہم

بیکیان تو الفلک بہتا پہرے مثلِ حباب — ایکدو آنسو بہی گر آنکہون مین بہر لاینگے ہم

عشق کیا تمنے اگر پوچہینگے وہ ہمسے کبہی — قصۂ جان سوز اپنا کہہ کے بتلاینگے ہم

ہو اگر منظور پردہ تمکو چشمِ غیر سے — آنکہہ کے پردہ مین اسیجان تمکو بٹہلاینگے ہم

پہر دیکہو تیغ کو اکبار گردن پر پیر سے — اک تماشا لوٹنے کا تمکو دکہلاینگے ہم

آفتابِ حشر کا مونہہ دم مین فق ہو جایگا

گر لائین لب پہ آہ جگر شعلہ زن کو ہم / دم مین ملائین خاک مین چرخ کہن کو ہم

مدت سے تیرے کوچہ مین قاتل بشوق قتل / پہرتے ہین اپنے سر سے لپیٹے کفن کو ہم

سینہ مین داغہاے دل اپنے مین رشک گل / کیا جائین سیر کے لیئے نادان چمن کو ہم

اے موت آ کہین کہ یہہ قصہ تمام ہو / کب تک سہین فراق کے رنج و محن کو ہم

ہر چند مثل خار ہوے غم سے سوکہکر / لیکن کہٹکتے ہین ابہی چرخ کہن کو ہم

بزم طرب مین ہمکو بلاؤ نہ مہربان / آزردہ دل کرینگے یون ہی انجمن کو ہم

چاہ ذقن مین دل نے ڈبویا ہی تہا ہمین / لیکن پکڑکے زلف کی سنبہلے رسن کو ہم

اپنے سوال بوسہ لب کے جواب مین / کن حسرتون سے تکتے ہین تیرے دہن کو ہم

بس بس نہ چہیڑ ناصحا تو ہمکو بار بار / دل دے چکے ہین اب تو کسی گلبدن کو ہم

سودے مین تیرے کاکل پرخم کے اے پری / زنجیر سمجہے زلف شکن در شکن کو ہم

فرخ بقبول آپکے حسرت یہہ دل مین ہے
کس روز جاکے دیکہینگے اپنے وطن کو ہم

دیکہا کہ لائے لب پہ نالہ سوزان کو ہم / خاک کر دینگے جلا کر گنبد گردان کو ہم

روز کے جہگڑون سے بہتر ہے یہہ ہی اے دل کہ آج / دیکے جان آزاد ہو جائین شب ہجران کو ہم

جان نذر ناتوانی دل ہوا ہے نذر یار / سخت شرمندہ مین کیا دین اب خاقان کو ہم

ناصحا سود و زیان عشق سب سمجہے مگر / کس طرح سمجہائین اپنے اس دل نادان کو ہم

بار سر تن سے اوتارا کیا سبکدوشی ہوئی / دیتے مین کیا کیا دعائین خنجر بران کو ہم

زندگی سے یہان تلک ہم عشق مین بیزار ہین / آنکہ اوٹہا کر بہی نہ دیکہین چشمہ حیوان کو ہم

ابر کو ... ہم سے پانی بہرے | عظم گریہ دین ہوا ہے دیدۂ گریان کو ہم

دشت وحشت دوڑتا ہے پہاڑ کہانے کو ہمین
ایسے جنون لیچل بسا ہین خانۂ زندان کو ہم

زاہدا چل دیکہہ تو کیا کیا سقام کیف ہین
کسطرح جنت سے بدلین کوچۂ جانان کو ہم

خانۂ دل مین میرے آیا ہے مہمان انکا
اپنے سینہ سے نکالین کس طرح پیکان کو ہم

آفتاب حشر کا فخر گمان ہو جائیگا
کہولکر دکہلائین گر داغ دل سوزان کو ہم

بلبلین کہتی ہین کہا کہا کے گلستان کی قسم
تجہسا گلرو نہین دیکہا گل خندان کی قسم

قامت یار سا بوٹا کوئی دیکہا تو سہی
سچ بتا قمری تجہے سرو گلستان کی قسم

زلف اس رو کتابی پہ تمہارے اسیجان
واہ کیا سورۂ واللیل ہے قران کی قسم

نہ کبہی کہیو بہ تش مین ہمارے سر کے
خنجر ناز تجہے ابروے جانان کی قسم

پیرہن مین نہ کوئی تار بہی رکہنا باقی
پنجۂ دست جنون تجہکو گریبان کی قسم

ایسا بے مثل طرحدار نہ دیکہا نہ سنا
ماہ تابان کی قسم یوسف کنعان کی قسم

دیکہہ تو چلکے کسی روز تو سیخانہ مین
زاہدا لذت بادہ تجہے ایمان کی قسم

سخت دل ہے کبہی عمر تلک بہی تپسنے
ابر تر کہنا تجہے دیدۂ گریان کی قسم

دل کہان کہو یا ہتا وہی یہہ خدارا ہمکو
تجہکو فخر ہے تیری ہی دل نالان کی قسم

رشک و اندوہ و الم حسرت و ارمان تمام
آج کل خانۂ دل مین ہین یہہ مہمان تمام

قتل کا لیقتل و نزاشا پڑی ہے قاتل
دیکہیے کسکے ہو گردن پہ یہہ گردان تمام

الله الله رے اقبال تیرا وحشت دل
ہوگئے زیر نگین کوہ و بیابان تمام

ابرو و [illegible] ہین تیرے [illegible]
[illegible] دل ہی مین [illegible]

ابرو و گیسو و مژگان و نگاہ خونخوار
در پئے جان ہین تیرے یہہ دل نادان تمام

بہول کر اپنا سبق یاد سدا کرتے ہین
مصحف رخ کو تیرے طفل دبستان تمام

بارہ خنجر سے سرمہ نہین آنکھون مین دلا
ہو چکے قتل کے اب تو تیرے سامان تمام

تار بہی باقی نہین ہوگئے بیکار سے ہم
پہٹ چکے دست جنون جیب و گریبان تمام

کرین آزاد اگر زلف کی زنجیر سے آپ
سر پہ دیوانے اوٹہا لین ابہی زندان تمام

سرکشی کی تیرے قامت نے زمین مین گاڑا
کیسے سیدہے ہوئے اب سرو گلستان تمام

نہ ہنسو دیکہ کے شیخ کی شکستہ حالی
ایکہی طرز کے ہوتے نہین انسان تمام

ردیف نون

سرمہ آنکھون بیچ کیجہ ہم جدا ہوتے ہین
ہے یہ تقصیر کہ کیون تم پہ فدا ہوتے ہین

خاطر ناز کا خوبان سے عذر کرتے ہین
ورنہ نالہ تو نہین یون کے بلا ہوتے ہین

کس رعونت سے کہا ہنس کے جو مانگا بوسہ
لیلے در پہ ترے لاکہون ہی گدا ہوتے ہین

دل دیا جان بہی لو عذر ہے کسکو صاحب
کون سی بات ہے کیون آپ خفا ہوتے ہین

غیر سے پیار کرین بانہین گلے مین ڈالین
ہاتہہ گردن پہ پہیرے اونکے صفا ہوتے ہین

ہجر جانان سے بہ تنگ آکے یہ قول روح ہے
قالب خاکی سے تو ہم ہی جدا ہوتے ہین

یہ تمہین ہو جو پہرو قول سے اپنے سو بار
کب پہرین عہد سے جو اہل وفا ہوتے ہین

کچہہ نہین خوف خدا کرتے ہین جو چاہتے ہین
اپنے وقتون کے یہہ بت آپ خدا ہوتے ہین

ناخنِ پا ہین صنم کے یہہ فلک پر اے دل / ماہِ نو بن کے جو انگشت نما ہوتے ہین

طفلِ اشک اپنے یہہ ابتر ہین مچلتے ہین جب / جتنا روکو انہین اوتنے ہی سوا ہوتے ہین

تہا منا انکو اسے چرخ نہ اوڑ جائین دہوین / نالہ اب تو دلِ محزون کے رسا ہوتے ہین

کیا قصور انکا ہے اپنے نصیبون کا لکہا / غیر پر لطف و کرم ہمپہ جفا ہوتے ہین

دل ہوا جاتا ہے خون سنکے یہہ مصرع فرخ
کل کے تراشے ہوئے بت آج خدا ہوتے ہین

لگا روگ کیسا خدایا ہمین / کہ جینے سے مرنا ہی بہایا ہمین

پڑے صبر اس دل پہ ارمان کا / رقیبون نے اوس سے چہوڑایا ہمین

خبر ہو اگر رشکِ عیسے ہو جانے / تپِ غم نے دیکہو جلایا ہمین

یہہ ہی سے دعا تمسے ہیہے خدا / بتو تمنے ناحق ستایا ہمین

کسیطرح سے دل بہلتا نہین / یہہ کیا ہوگیا ہے خدایا ہمین

نہین تاب اوٹہنے کی اب ضعف سے / اوٹہایا بیخود تو خدایا ہمین

عدم سے یہان آکے دیکہا ہمین / کہان سے کہان شوق لایا ہمین

یہہ تعظیم کانٹون نے صحرا ہین کی / کہ دو دو قدم پر بٹہایا ہمین

کسی کی خطا کیا کہ یون خاک مین / ہمارے ہی دل نے ملایا ہمین

شبِ غم جو جاگے تو وقتِ سحر / لحد نے بغل مین سولایا ہمین

گیا نخل دل سے نہ گردون کبہی / ہوسے پہ زمین مین دبایا ہمین

جہان جاؤن لڑکون کا ہے اک ہجوم / جنون نے تماشا بنایا ہمین

زمانہ مین الفت ہے فرخ کہان

سمجھتے ہین اپنے پرایا ہمین

جو نالہ ہجر مین تیرے ہے دل افگار کرتے ہین / تہ و بالا زمین و آسمان یکبار کرتے ہین

جو ہین حضرت عیسے انہین ممکن شفا اپنی / علاج ضعف دل مین سعی کیون غمخوار کرتے ہین

نہین معلوم کیا ششپنج ہے اک بوسۂ لب پر / کبھی اقرار کرتے ہین کبھی انکار کرتے ہین

خدا حافظ لگاتے ہین وہ سرمہ آج آنکھون مین / مبارک اے اجل پھر تیز وہ تلوار کرتے ہین

فلک سے کار بیداری نگاہ ناز نے چھینا / قضا و موت کو غمزے تیرے بیکار کرتے ہین

صدائے ناز سے کہتی ہین گھونگرو اوسکی یون اہل / قیامت سے جو غافل ہین اونہین ہشیار کرتے ہین

نہین ہے کچھہ شکایت آسمان کی اور نہ قسمت کی
وہی ہوتا ہے جو فرخ تیرے کرتار کرتے ہین

بتون کو ظلم و ستم سے کچھہ انفعال نہین / خدا ہی جانے کہ کیون خوف ذو الجلال نہین

لپیٹا خط کا جتاتا ہے آپ شوق وصال / ہماری غرض کو کچھہ حاجت سوال نہین

مین خوب جانتا ہون ناصحا جو کہتا ہے / پہ کیا کرون کہ مجھے دل سے کچھہ مجال نہین

تمہین نہین ہو جو اترا کے روٹھہ جاتے ہو / بلا سے اور حسینون کا ہی تو کال نہین

زبان حال سے کہتا ہے ماہ نو ہر دم / نہین کمال جسے آخرش زوال نہین

حرام توبہ کہ ہم جانتے ہین او زاہد / سوائے بادہ یہان کوئی شے حلال نہین

ہمیشہ کنگھی و چوٹی مین اوسکے رہتے ہو / تڑپ تڑپ کوئی مرتا ہے کچھہ خیال نہین

وہ قتل کرکے مجھے کہتے ہین بعد تمکین / جو جان عشق مین جائے تو کچھہ کمال نہین

دکھا دکھا کے جو غیرون پہ لطف کرتے ہو / ہمین خدا کی قسم اسکا ہی ملال نہین

تمہین غرور ہو کیونکہ حسن پر اپنے / کہ اور تمسا کوئی صاحب جمال نہین

جو پوچھا فرخ بیمار سے مسیحا نے
ہے آس جینے کی کچھ بولا وہ حال نہین

عندلیب زار سن کیا فائدہ فریاد مین
رحم آتا ہے کہین نادان دل صیاد مین

رات زاری مین کٹی اور دن کٹا فریاد مین
حال اپنا کیا ہوا ہے ہاے اوسکی یاد مین

اسپہ انسان شیفتہ ہین اوسپہ شیدا جانور
فرق یہ ہے قامت جانان اور شمشاد مین

یون دم رخصت دیا مجھکو دلاسا شوخ نے
ہو نہ بیٹھے ہی پڑے رہنا ہماری یاد مین

ایک کرنا اوس سے چھپکے جھپک دیکھنا
چشم تر کی بحر ہین دریدہ سب امداد مین

حسن گندم گون پہ مرنا واعظا کیا عیب ہے
کیا نہین ہین حضرت آدم کی ہم اولاد مین

اے اجل تھوڑی سی مہلت اور دینی چاہیئے
دیکھنے کی اوسکے حسرت ہے دل ناشاد مین

پیر گردون کانپتا ہے اوسکے جور و ظلم سے
واہ کیا نام خدا یکتا ہین وہ بیداد مین

کیا ستارے ہین فلک پر میری آہ گرم سے
لاکھون رخنے پڑ گئے ہین چرخ کی بنیاد مین

دیکھکر نقشہ رخ جانان کا بیخود ہو گئے
تاب کیا تھی کھینچنے کی مانی و بہزاد مین

اس لب شیرین کے بوسہ سے ہوا لب اپنے بند
کب حلاوت اسقدر ہو کوزہ قناد مین

ترک الفت کے سوا اے حضرت ناصح مجھے
کچھ نہین ہے عذر تعمیل آپکے ارشاد مین

دل سمجھتے تھے جسے اوسکی اتنی دھوم تھی
جبکہ چیرا خون کے دو اک قطرے تھے تعداد مین

تمنے دامن سے جو پونچھا خون کا دھبا کیا ہوا
خون عاشق لگ رہا ہے خنجر فولاد مین

مجھکو کہتا تھا یہ مجنون گرچہ ہون ظاہر مین دور
لیک دل سے ہون مین حاضر خدمت استاد مین

ہم تو آپ ہی مر رہے تھے یہ کیا جور و ظلم
ہاتھ کیا آئیگا ظالم اسقدر بیداد مین

اوسنے کی خاراشگافی سر پٹکتا ہون مین کوہ مین
فرق کیا باقی رہا ہے مجھمین اور فرہاد مین

دام کاکل سے الجھنا روز کا اچھا نہین
دل پھنسیگا اک نہ اک دن پنجۂ صیاد مین

دینگے ہم فرخ دوہائی یون خدا کے سامنے
چین اکدن بھی نہ پایا عالم ایجاد مین

ہے اضطراب جو کہ دل بیقرار مین
سیماب و شعلہ مین بھی نہ برق و شرار مین

مجبور ہے نہ دل ہے نہ جان اختیار مین
اچھا ہے موت آئے اگر ہجر یار مین

اے موت تو ہی آ کہ نہین دلکو ہو قرار
پتھرا گئی ہین آنکھ شب انتظار مین

بیٹھے ہین سیاہ پہ پستان یار پر
پیوند فالسہ کو کیا ہے انار مین

اب فایدہ ستانے سے ظالم ہی کیا تجھے
باقی نہین ہے جان تلک جسم زار مین

کیونکر اوٹھیگا اپنا جنازہ پس فنا
حسرت بھری ہوئی ہین دل بیقرار مین

اوٹھی گھٹا ہے دھوم سے ساقی شراب لا
بادہ کشی کا لطف ہے ابر بہار مین

بکتے ہین ایک آن پہ لاکھون ہی دل وہان
یہہ داغدار ہے بھلا کس شمار مین

اتنا کوئی بتا دے کہ تدبیر کیا کرون
جب دل کسی طرح سے نہ ہو اختیار مین

ہمکو یقین ہے یہہ دل مضطر ہی بعد مرگ
رہنے نہ دیگا چین سے کنج مزار مین

ممنون لاغری ہین کہ پہونچے ہین گاہ ہو
باد صبا کے ساتھ ہین ہم کوی یار مین

دل لیکے بیوفا نے دغا کی ہے ردر خشم
کہدینگے ہم پکار کے سو مین ہزار مین

فرخ اگر عقل ہے ہرگز نہ کیجیو
دل بستگی تو ہستی ناپایدار مین

بیمار عشق ہوئے ہین جینگے بھلا کہین
اوس درد جان گزا کی نہین ہے دوا کہین

آئے قضا تو جسکے صدمون سے ہونجاتا
جلدی یہہ قصہ فیصلہ ہووے خدا کہین

باتین پہ پیچ ہین حضرت ناصح کہین جناب
معلوم ہوگا آپکو گر دل دیا کہین

ق
غفلت شعار سے میری کہتا یہہ نامہ بر
چلکر خبر شتاب لے بہر خدا کہین

حالت بدل گئی تیرے بیمار عشق کی
ساقط ہے نبض دم کا نہین ہے پتا کہین

ہین غیر نامراد سدا فائز المرام
ہو مستجاب اپنی بھی یارب دعا کہین

ہون ناتوان مین ضعف سے مانند برگ کاہ
لیجاے کاش کوچہ مین تیری صبا کہین

دو چار دن کے حسن پہ اتنا غرور ہی
اے گل بہار رہتی نہین ہے سدا کہین

اس کجروی کی چال نہ چل ہے اے فلک
ڈرتا ہے اولٹ کے رکھدے نہ آہ رسا کہین

اس عشق کے نرالے ہر اک جا پہ ڈھنگ ہین
آفت کہین غضب کہین قہر خدا کہین

دل دیا ہے تونے بت شوخ و شنگ کو
فرخ نہ تیری جان پر آوے بلا کہین

کیا جانے کیا لکھا تھا اوسے اضطراب مین
قاصد کی نعش آئی ہے خط کے جواب مین

بہر کے شراب جام مین دکھلا دیا ہے کیا
ساقی نے آفتاب ہمین ماہتاب مین

ممکن شمار انجم گردون سے چارہ گر
لیکن نہ داغ دل ہیرے آئین حساب مین

کیون بال خورہ کا ہے خط یار مین گمان
کہتے ہین ہم کہ کیڑا لگا ہے کتاب مین

اک روز دیکھ تو سہی لطف اسکا زاہدا
کیا موجتی ہے دور کی کیف شراب مین

ہے ضبط گریہ اپنا بھی اک صنعت عجیب
دریا کو ہمنے بند کیا ہے حباب مین

ناصح خدا کے واسطے مت چھیڑ تو ہمین
ہم مبتلا ہین اپنے ہی حال خراب مین

اوٹھ خرام ناز سے [illegible] لگ گئی تھی آنکھ
دیکھا کہین شور قیامت ہی خواب مین

[illegible]
خورشید ڈوبے شرم سے اک جام آب مین

AZAD LIBRARY ALIGARH
۷۴۸۱۱

جیسے دیا ہے دل بت نادان کو ہمنے آہ — ہے مبتلائے آفت دل جان عذاب مین
پیاسا ہون آب تیغ سے سیراب کیجئے — اتنی ہی دیر کیا ہمیان کار ثواب مین
واعظ عجب ہے کیا جو دیا ہمنے دل کہین — باتین ہوا ہی کرتی ہین ایسی شباب مین

فرخ شب فراق کے صدمہ مین ہون
ہر صبح یہہ دعا ہے خدا کی جناب مین

بس ستا اب نہ دم چند کا مہمان ہون مین — اور دو چار گھڑی کا شب ہجران ہون مین
ہر بن مو سے نکلتے ہین شرارہ کیا کیا — سوز الفت سے ترے سرو چراغان ہون مین
ترک ہوتا ہے کہین کوچہ جانان ہمسے — واعظ تجھسے زیادہ کہین نادان ہون مین
ضبط گریہ نہین طوفان ہے نہان آنکھون مین — ابتو یہہ غرق جہان ہووے جو گریان ہون مین
پنچہ ہوتا ہے کسطرح سے چھپایا مجھکو — ناتوانی تیرا پھر کیون نہ ثنا خوان ہون مین
دشمن زیست نہین اور فلک ہین دونون — تسپہ زندہ ہون عجب طرح کا انسان ہون مین
کسطرح دور ہو یہہ درد دل اپنا یارب — دل ز کف دادہ ندیدہ رخ جانان ہون مین
بار تنہا سے مرا دوش سے اوتار تو نے — کیا ہی مشکور ترا خنجر بران ہون مین
ایسے جنون کیا ہی فراغت تھی علائق سے مجھے — جی مین آتا ہے کہ پھر راہی زندان ہون مین
عشق مین بخشا ہے خالق نے یہہ اقبال مجھے — مالک مملکت کوہ و بیابان ہون مین
خاک سے دوش صبا پر پھرتی اے رشک پری — مر کے الفت مین ترے رشک سلیمان ہون مین
یاد کرتا ہون ترے مصحف رخسار کو روز — گرچہ ناخواندہ ہون پر حافظ قران ہون مین
تجکو قبلا کر بت کافر میرے — رشک سے مجھکو جلاتا ہے مسلمان ہون مین

خون سفید ہو گئے ابناے زمان کے فرخ

حالتِ دہر سے انگشت بدندان ہوئین

میری مرقد پہ جب وہ آتے ہین — جائے گل تیوریان چڑھاتے ہین

کسقدر ہین شریر طفلِ سرشک — آگ پانی مین یہہ لگاتے ہین

نہین معلوم یہہ ستم پیشہ — اور جلتون کو کیون جلاتے ہین

کیون ہی رنج ہجر سے ہر دم — ہاتھہ ہم زیست سے اوٹھاتے ہین

جوشِ وحشت مین خارِ دشت مجھے — پاؤن پڑ پڑ کے کیون بٹھاتے ہین

طلبِ بوسہ کے جواب مین وہ — تیغ ابرو سے مجھے دکھاتے ہین

ق جھوٹے ہین وعدے سب دلِ نادان — چٹکیون مین تجھے اوڑاتے ہین

نہ کبھی کیجیو اعتبار اون کا — وعدہ کر کے وہ بھول جاتے ہین

یہہ نہی چھیڑے نامِ رخصت سے — ہر گھڑی مجھکو وہ رولاتے ہین

کارِ جلاد کرتے ہین گل رو — تیغ ابرو سے سر اوڑاتے ہین

ق جب وہ جاتے ہین سیر گلشن کو — اک نہ اک تازہ گل کھلاتے ہین

قمریان سرو سے بگڑتی ہین — گل و بلبل کو وہ لڑاتے ہین

دل نہ مانے گا حضرتِ ناصح — آپ کیون مفت سر پھراتے ہین

آتشِ ہجر کم نہین واعظ — ذکرِ دوزخ کسے سناتے ہین

کوے جانان کو جاتے ہین فرخ
ہم بھی اب قسمت آزماتے ہین

گر کبھی آہ لب پہ لاتے ہین — ہم زمین آسمان ہلاتے ہین

لکھہ کے ہم خطِ شوقِ وصل اوسے — اپنی قسمت کو آزماتے ہین

شب فرقت میں انجمِ گردوں
آنکھ کیا کیا ہمیں دکھاتے ہیں

ہر قدم پر خرامِ ناز سے وہ
فتنۂ خفتہ کو جگاتے ہیں

ایسے ناداں نہیں ہیں اے ناصح
تیری باتوں میں ہم کب آتے ہیں

جب نہ ملتا ہے بیکسی میں کوئی
موت کو ہم گلے لگاتے ہیں

قصدِ جاں نامہ بر ہے کہیل اوسکا
پر کبوتر کے وہ اوڑاتے ہیں

جان دینگے بلو نہ غیروں سے
ہم جو کہتے ہیں کر دکھاتے ہیں

کسنے مارا کہ اپنے طفل سرشک
سر پہ رو رو کے گہر اوٹہاتے ہیں

ہجر تو دیکھو جب میں روتا ہوں
گدگدی کرکے وہ ہنساتے ہیں

آسمان و زمیں سے مجھکو فصیح
کسلئے خاک میں ملاتے ہیں

حد سے زیادہ بڑھ چلی ہے بیقراری اندنوں
یاد رہتی ہے بہت جانی تمہاری اندنوں

رشکِ دشمن یاس و حرماں رنج فرقت درد و غم
سب کرم کرتے ہیں ہمپر باری باری اندنوں

ضعف سے بستر پہ کروٹ بھی بدل سکتا نہیں
ہے تپِ غم سے بُری حالت ہماری اندنوں

بیطرح رہتی ہے دلکو آہ و زاری اندنوں
سوزشِ دل کر رہی ہے شعلہ باری اندنوں

اب اگر آئے اجل مرہونِ منت ہوں تیرے
زندگی ہمپر ہوئی ہے اپنی بھاری اندنوں

توبہ سے زاہد افضل ہماری ہیں کہاں
ہوگئی کہاتی ہے خود پرہیزگاری اندنوں

خوف ہے ہردم یہی طوفان نہ آجائے کہیں
دیدۂ تر کو ہے شغلِ اشکباری اندنوں

سورۂ اخلاص گل پڑھتا ہے بلبل کے لئے
باغ کو جاتی ہے کیا اونکی سواری اندنوں

رنج فرقت نے گھلایا یہ ہمارا جسمِ زار
شکل پہچانی نہیں جاتی ہماری اندنوں

حضرت فرح بتاؤ تو تمہین کیا ہوگیا
اشک کیون بہتے ہین یون آنکھون سے جاری نفون

سانس لینے کی بھی طاقت دلِ رنجور نہین
اسطرح جینا تو اب ہمکو بھی منظور نہین

اے فلک تو ہی بتا سنگ ستم سے تیرے
کونسا شیشۂ دل ایسا ہے جو چور نہین

بوسۂ لب بھی اگر دو تو گوارا ہو ستم
مفت مین ناز اوٹھاؤن کوئی مزدور نہین

کچھ وہی کرتا ہے کیا کیا یہہ ستمگر ہے
لے خبر آہِ جگر چرخ بہشت دور نہین

صبح اور شام مین یہہ پیار سے ہوتا ہے ملاپ
دونو زلفون مین یہہ اوسکا رخِ پرنور نہین

قیس و فرہاد کے قصہ سے سوا چرچا ہے
کون سی جا پہ فسانہ میرا مشہور نہین

ہان نکلتی ہی نہین ہے کبھی مونہہ سے تیرے
کس سے سیکھی ہے یہہ تو نے بتا مغرور نہین

عرض کی بیٹھے تڑپتا ہون ذرہ دیکھہ تو لو
بولے کیا خوب یہہ خوش اپنا یہہ دستور نہین

قابل عفو نہین ہون مین اگرچہ فرح
بخشش سے اپنی کرم سے وہ تو کچھ دور نہین

محو ایسا کسیکا ہو رہا ہون
معلوم نہین کہان مین کیا ہون

اوس گل سے جو ہمنوا جدا ہون
بیگانہ ہر ایک سے ہوا ہون

دعوی ہے خدائی کا بتون کو
مین شانِ خدا کو دیکھتا ہون

ہے ناصحا جان غریب
وہ جان ہے کیون آہ نہ دیا ہون

ملجاتی ہین دم مین چرخ افلاک
سینہ سے جو آہ کھینچتا ہون

آ جلد کہ جان اب پہ آ لی
اس زیست کو کب تلک نبا ہون

کب تک کرون انتظار تیرا
اب راہ عدم کو دیکھتا ہون

کہتا ہے یہ گریہ کے چشم سے تھا | کیا خاک میں ملنے کو بنا ہوں

کہتا نہیں کچھ بھی یہ **فرخ**
میں جینے سے اپنے کیوں خفا ہوں

دل و دین نقد دیا کرتے ہیں | رنج ہم مول لیا کرتے ہیں
وعدۂ وصل پہ سنتا ہوں الہی | دم وہ جھوٹے ہی دیا کرتے ہیں
انجم چرخ مرے دانتوں کی | راتوں تقلید کیا کرتے ہیں
سختیاں دل کی اٹھا فرقت میں ہم | خون دل اپنا پیا کرتے ہیں
بیٹھ کر یاد جب آ گیا دل | پیٹتا صدا جور کیا کرتے ہیں
کیا کیا اسکا جینے ناصح | کیوں خفا آپ رہا کرتے ہیں

تنگ جینے سے ہمارا **فرخ**
تم ہی کہتے ہو جیا کرتے ہیں

مالک ہیں آپ جور کریں یا جفا کریں | طاقت ہے کون ہم جو کسی سے گلا کریں
لیکن جواب نامہ نہ آیا بسا مسیر | اب انتظار آمد پیک قضا کریں
فکر علاج میرا عبث کرتے ہیں طبیب | کہتا وہ مرض کی اپنے وہ پہلے دوا کریں
ہر چند دم لبوں پہ ہے لیکن جو آئیں آپ | ہم اور دم کے ساتھ کوئی دم وفا کریں
آئینہ میں جو کاکل پرخم کو دیکھ لو | میری طرح سے آپ پریشان رہا کریں
کچھ بخشیاں یہ حضرت ناصح نہیں ہیں خوب | ناحق نہ آپ صحبتیں ہم سے کیا کریں
بندہ ہوں انکا جو کہ محبت پرست ہیں | کیا کام لاکھ صاحب دولت ہوا کریں
غیروں کے خط کا بھیجتے ہو تم جواب شوق | اور یوں ہمارے نامہ کے پرزہ اڑا کریں

الفت مین ان بتون کے گنوائی تمام عمر
آ فرخ اب تو بیٹھ کے یادِ خدا کرین

مہربان تم پہ دل و جان جو فدا کرتے ہین
تم ہی فرماؤ کہ کیا ہم یہ برا کرتے ہین

کون سنتا ہے تیری پند و نصیحت ناصح
ہنسنے سیکڑون اس طرح بکا کرتے

ہے بجا آپکا فرمانا ولیکن حضرت
ابتدا اسکے کہین بگڑے بھی بنا کرتے ہین

سر کے کٹوانے کو راضی ہین تیری سر کی قسم
ہم بھی لے حق محبت کو ادا کرتے ہین

جبکہ کرتے ہین علم تیغ دودم ناز سے وہ
زخم اوچھے میرے بے طرح ہنسا کرتے

چاک کا فکر لگا رہتا ہے اے دستِ جنون
ہم گریبان سدا اپنا سیا کرتے ہین

ہو نہ مغرور کہ ہون صاحبِ دیوان فرخ
جو ثمرور ہون وہی نخل جھکا کرتے ہین

یار صورت اپنی دکھلاتا نہین
ہمسے بن دیکھے رہا جاتا نہین

تجھ جیسا دل نے اپنا کر دیا
کیون یہ پہلو سے نکلجاتا نہین

تم کہین اور ہم کہین آ جانِ جان
اسطرح جینا ہمین بہاتا نہین

کاغذ نامہ ہوا آتش زدہ
سوزِ دل اپنا لکھا جاتا نہین

تنگ ہون جینے سے ہجرِ یار مین
لیک بن آئی موا جاتا نہین

مجھکو ہی سمجھاتے ہین سب ناصحا
فتنہ گر کو کوئی سمجھاتا نہین

روبرو اوس رخ کے خورشیدِ فلک
چمکتا ہے شرماتا نہین

روتے ہین دشمن مری حالت کو دیکھ
رحم او کافر تجھے آتا نہین

کبتلک کھینچین یہ رنجِ انتظار
موت ہی آئی پہ یار آتا نہین

دل ہے سو ہجر تیری گریبان
ہام کو آنکھون مین اشک آتا نہین

ردیا غیر دن ٹہا دگے تو کیا
ایسی باتون سے مین گہبراتا نہین

عشق مین کیا کیا اوٹہائی ہین
پر دل کمبخت باز آتا نہین

کیا بنی فتح تیرے دل پہ بتا
ایکدم جو تجہکو چین آتا نہین

ہم اونکی واسطے سب کچہ لٹا کے بیٹھے ہین
جو ہمسے آج تلک مونہہ چھپا کے بیٹھے ہین

فلک پہ آہ بہت تہک تہکا کے بیٹھے ہین
طرح طرح کی مصیبت اوٹہا کے بیٹھے ہین

نہ کیونکہ درد اوٹہے آہ میری پہلو مین
رقیب یار کا پہلو دبا کے بیٹھے ہین

ہزار شکر مبارک ہو اے اجل تجہکو
وہ میری قتل کا بیڑا اوٹہا کے بیٹھے ہین

قرار و صبر و شکیب و دل اوسکی الفت مین
ہم اپنے ہاتہون سے سب کچہ لٹا کے بیٹھے ہین

بس اب خدا کے لئے تنگ کر نہ وحشت دل
بہت سی دشت کی ہم خاک اوڑا کے بیٹھے

اوٹہینگے خاک ہی ہو کر لبان نقش قدم
گلی مین ہم تیری بستر جما کے بیٹھے ہین

الٰہی موت لکہی ہے نصیب مین کہ نہین
ہم انتظار مین کب سے قضا کے بیٹھے ہین

چرایا گر نہین تمنے ہمارا القصہ دل
تو آپ کس لئے آنکہین چورا کے بیٹھے ہین

کہڑے سے کہ جو کہین روئے ہجر یار مین ہم
توہر بہت سے گہرون کو ڈہا کے بیٹھے ہین

دل و جگر کو تو رو بیٹھے عشق مین اوسکے
بچی ہے جان سو اوسکو بچا کے بیٹھے ہین

اوٹہائے دیکہین تو طوفان وہ کہ دیدہ تر
یہہ شرط ابر سے ہم بہی لگا کے بیٹھے

قسم خدا کی بہا سے مین سب لہو کے میرے
جو پاس اوس صنم پر جفا کے بیٹھے ہین

امید زیست کسے ہے شب فراق کہ ہم
بلا کے سامنے مونہہ مین قضا کے بیٹھے ہین

یہہ ہی حال تہا آغاز عشق کا فرخ
جو آپ جینے سے اب اوٹہہ بیٹھے ہین

جسطرف چشم تر گیا ہون مین
سوکہے ڈہیرون کو بہر گیا ہون مین

کوئے قاتل مین گر گیا ہون مین
اپنے سر سے گزر گیا ہون مین

جان دیدی تیری نہ آنے سے
دیکہہ بن آئی مر گیا ہون مین

تیری فرقت مین داغ دل کی قسم
سیر گلشن کو کر گیا ہون مین

جلد آئے کہین وہ رشک مسیح
زندگی سے گزر گیا ہون مین

نہ لا بارہا بہ ملک عدم
پئے وصفا کر گیا ہون مین

لے خبر جلد میری ای شب وصل
شام فرقت سے ڈر گیا ہون مین

ہاتہہ اوٹہایا ہی عشقبازی سے
کیا بگڑ کر سنور گیا ہون مین

ختم عشق تہا مین اسے فرخ
نام دنیا مین کر گیا ہون مین

جب وہ ذوق شراب کرتے ہین
دل عاشق کباب کرتے ہین

نہ کیا تیغ یار نے سیراب
کب سے ہم آب آب کرتے ہین

کس لئے آپ مجہکو حسرت دل
ساتہہ اپنے خراب کرتے ہین

کیا غرض اس سے واعظا تجکو
ہم گنہ یا ثواب کرتے ہین

ق
حسرت رہ سیاہی باقی ہے
شیخ صاحب خضاب کرتے ہین

دیکہنا ضد وہ بعد مردن بہی
ہیہہ کیا کیا عذاب کرتے ہین

لاکے مرقد پہ ساتہہ غیرون کے
میری مٹی خراب کرتے ہین

روز بک بک کے حضرت ناصح
ہم پہ کیا کیا عتاب کرتے ہیں

ق

کھیل لڑکوں کا ترک عشق ہوا
کیسی باتیں خراب کرتے ہیں

اپنی رفتار سے وہ بیپا
روز روز حساب کرتے ہیں

خط نکلنے پہ بہی وہ اے فرخ
وہی ہم سے حجاب کرتے ہین

ہے حسن کی یہہ گرمی بازار کوئی دن
ہے گرد تیرے مجمع اغیار کوئی دن

جیتے ہین ترے عاشق غمخوار کوئی دن
کر لے یہہ ستم او بت عیار کوئی دن

گر دہنگ یہہ ہی ہین تو نظر آتا ہے ہمکو
مہمان ہے پہلو مین دل زار کوئی دن

جراح غنیمت ہے اگر زخم مین خندان
ہنسنے دے یونہی چرخ ستمگار کوئی دن

ہے چشم رہائی ترے خط آنے پہ اے دل
زلفون مین ہے تو اوسکے گرفتار کوئی دن

مقتل مین جو منظور ہو بسمل کا تماشا
حاضر ہون مقرر کرین سرکار کوئی دن

غالب ہو سدا لخت جگر ابہی ہے مین
تعلیم دے گریۂ خونبار کوئی دن

کونین کو فی النار کریگی یہہ مقرر
گر زور پہ ہے آہ شرربار کوئی دن

ہنستے پہ ہمارے روتے ہین غمخوار یہہ کہکر
فرخ نہ رہا ہائے تو بیمار کوئی دن

ردیف واو

ہے اوٹھنا ہوا بستر سے بہی دوبہر مجھکو
اسقدر تم نے کیا ہے بیہی لاغر مجھکو

زندگی اپنی ہوئی مرگ سے بدتر مجھکو
ہو گیا جیتے ہی جی گور میسر مجھکو

شب فرقت مین بلا چین ہو کیونکر مجھکو
آنکھین دکہلا کے ڈراتے ہین یہہ اختر مجھکو

ہو سکا کام کوئی بہی نہ جفا کار سے
کس لئے پیدا کیا خالق اکبر مجھکو

آنکھ سے دیکھا جو کانوں سے سنا تھا نہ کبھی
اور کیا دیکھئے دکھلائے مقدر مجھکو

نام سے توبہ کے کرتا ہوں میں توبہ سو بار
ساقیا بہر خدا دے کوئی ساغر مجھکو

بیقراری سے مری ہوگیا سیماب خجل
ابر میں برق بھی دیکھ کے مضطر مجھکو

دل ہے شیشہ سے بھی نازک نہ ستا اے ناصح
سخت باتیں یہ تیری لگتی ہیں پتھر مجھکو

بزم میں آتا ہوں تو کہتے ہو باہر باہر
مہرباں سمجھے ہو کیا آپ سے باہر مجھکو

وائے تقدیر کہ جس لب کا لیں بوسہ اغیار
نہیں اوسکی کبھی گالی بھی میسر مجھکو

کون تھا کاتب تقدیر یہ پوچھوں گا ضرور
پوچھا فرخ جو کسی نے دم محشر مجھکو

آج وہ اوٹھتے ہیں محفل سے اوٹھا لے ہمکو
کل تکلف سے جو اٹھتے تھے بٹھانے ہمکو

کیوں خفا ہوتے ہو لو جاتے ہیں لو جاتے ہیں
سر سلامت تو بہت اور ہیں ٹھکانے ہمکو

اے طبیب اور ہوا درد دل زار دو چند
فائدہ خوب کیا تیری دوا نے ہمکو

کوئی بھی ہیں نہ پڑا کام نمایاں ہمسے
کسلئے پیدا کیا تھا ہے خدا نے ہمکو

روز محشر جو کوئی پوچھیگا کیا ہوگی جواب
کہ میں یاد نہ حیلے نہ بہانے ہمکو

ہم و باشیخ جو بہاگے یہ بتایا اونکو
آج آئے تھے کرامات دکھانے ہمکو

غمزہ و ناز نے لوٹا تھا متاع دل و دین
جان سے مارا صنم تیری ادا نے ہمکو

وہ دیا دل کہ ہوا ہے نہ قابو جسپہ
کس مصیبت میں پھنسایا ہے خدا نے ہمکو

اور الجھاؤ میں الجھا ہوا ہے فرخ
یاد زلف آئی دم نزع ستانے ہمکو

مطرب بزم میں کیوں چھیڑتے ہو تم مجھکو
ساز خوش آتا ہے نغمہ نہ ترنم مجھکو

اب شب وصل نہ کیون آئے تعجب مجھکو
شب فرقت مین ڈراتے تھے یہہ انجم مجھکو

ہائے کیا پوچھا ہے ظالم نے میرا درد جگر
جب نہ کچھ باقی رہی تاب تکلم مجھکو

کونچ بالے کی جو اوس زلف مین بھی دیکھی
مار پیچان نظر آیا یہہ وہ کژدم مجھکو

فاتحہ پڑھنے ہی آئے نہ میری قبر پہ حیف
دو ہی دن مین میری جان بھول گئے تم مجھکو

مین وہ مے نوش ہون مرجاون اگر مے نہ ملے
جی اوٹھون گر لب مینا کہے قم قم مجھکو

قدح بادہ دکھاتا ہے مین کم ظرف نہین
کم مین دو چار ہی دے ساقیا گر خم مجھکو

جب چلے دنیا سے فرخ تو یہہ بولی حسرت
آہ رے کسکے چلے چھوڑ یہان تم مجھکو

تپ فرقت نے ترے ایسا ستایا مجھکو
ملک الموت نظر آیا مسیحا مجھکو

چشم بد دور دکھا آنکھہ دوبارہ مجھکو
پتلیون کا یہہ خوش آتا ہی تماشا مجھکو

شوق دیدار مین دم میرا لبون پر آیا
ہائے ترساتا ہے کیون او بت ترسا مجھکو

غم فرقت کو یہہ بھائی ہے رفاقت میری
کہین جاتا نہین وہ چھوڑکے تنہا مجھکو

دشت پیمائی کی حسرت ہی ابھی وحشت دل
منع کرتے مین عبث آبلہ پا مجھکو

دل گیا صبر گیا تیری بلا سے ناصح
جان بھی جائے تو اصلا نہین پروا مجھکو

چشم بدمست کسیکی مجھے یاد آتی ہے
ساقیا بھاتا نہین ساغر صہبا مجھکو

ابر تر ہوویگا پھر نوح کا طوفان پیدا
یاد رکھنا جو کبھو آگیا رونا مجھکو

ہیبت شام جدائی نے ڈرایا ایسا
بھول کر خواب مین بھی خواب نہ آیا مجھکو

ساغر بادہ دیا ہاتھ پہ رکھکر اوس نے
گویا موسی نے دکھایا ید بیضا مجھکو

فکر فردا نہ ملا ایک گھڑی بھی فرخ

[illegible]کی رات نے صبح کا درجہ مجھکو

اوس سے کیون دور کر دیا مجھکو
زندہ در گور کر دیا مجھکو

کثرت داغہاے سوزان نے
شجر طور کر دیا مجھکو

نگہ مست نے تیرے ساقی
خوب مخمور کر دیا مجھکو

فکر وصف کمر نے آنکہون سے
سب کے مستور کر دیا مجھکو

چشم بد نہ تہا مین اے صاحب
کس لئے دور کر دیا مجھکو

یون تو سب جانتا تہا پر ناصح
دل نے مجبور کر دیا مجھکو

تپ فرقت نے تیرے رشک مسیح
کیا ہے رنجور کر دیا مجھکو

خوار و رسوا ذلیل کہہ کبکر
خوب مشہور کر دیا مجھکو

ہاے میری سیاہ بختی نے
شب دیجور کر دیا مجھکو

ہوے آئینہ ہاتہہ مین لیکر
تو نے مغرور کر دیا مجھکو

گردش چرخ نے ہٹا فرخ
بے طرح چور کر دیا مجھکو

نہین درکار خدائی بہی خدایا ہمکو
اوسکی دیوار کا بس چاہئے سایا ہمکو

دل نہ کچہہ نہ غرض باقی ہے اصلا ہمکو
وہ گیا وقت جو رہتی تہی تمنا ہمکو

ارض سے تا بہ سما ہو گیا پانی پانی
شب فرقت مین اگر آیا ہے رونا ہمکو

فصل گل آنے نہ پائی تہی مقدر دیکہو
لیچلا جوش جنون جانب صحرا ہمکو

پہر نیا ظلم کا انداز نکالا صاحب
بہیجنا غیر کو خط اور لفافا ہمکو

خود بخود آنکہون سے کیون اشک روان ہین [illegible]
نہین معلوم ہوا کیا یہ خدایا ہمکو

آج پہ پالیا [illegible]   اب تو باقی [illegible]

دلِ کمبخت برا ہو ترا تو نے کیا کیا   دربدر کوچہ بکوچہ کیا رسوا ہمکو

طلب بوسہ پہ شرما کے وہ فرماتے ہیں   خوش نہیں آتا ہے ہر دم کا تقاضا ہمکو

مرگ ہی سے کہیں ہو وصل ہمارا یارب   شب فرقت نے بہت اب تو ستایا ہمکو

حال رہتا ہے پریشان جو ہمارا فرخ
کیوں نہ دیوانہ کہے ایک زمانہ ہمکو

خاک میں اس دلِ شیدا نے ملایا ہمکو   ہائے اس دشمنِ بغلی نے ستایا ہمکو

لے اوٹھا دنیا سے اسے بارِ خدایا ہمکو   اب تو اس شوخ نے نظروں سے گرایا ہمکو

ناتوانی کے ہیں مشکور کہ اس نے سب ہجر   ق کس طرح موت کی نظروں سے چھپایا ہمکو

آ کے سو بار پھرا ہے یا اجل بالیں سے   ناتوانی سے جو بستر پہ نہ پایا ہمکو

پاس کیا اپنے تھا جو کرتے نثارِ فرقت   جان دینے کے سوا کچھ نہ بن آیا ہمکو

ہم ترے عاشق شیدا ہیں نہ رشتہ ہیں   شوق ہستی میں عدم سے ترا لایا ہمکو

جور ہو لینگے نہ اے چرخ ستمگر تیرے   شاد غیروں کو رکھا اور رلایا ہمکو

ہائے روتے ہی کٹے عمر کے ایام تمام   گردش چرخ نے اکدم نہ ہنسایا ہمکو

کوہ و ہاموں و بیابان و جبال و دریا   مرحبا جوش جنون کیا کیا دکھایا ہمکو

انتقام اسکا کہیں جلد ہو لا ہے اللہ   اے شب ہجر بہت تو نے ستایا ہمکو

خاک ہی میں جو ملانا تھا ہمارا منظور   اسلئے خاک سے خالق نے بنایا ہمکو

نہیں اب تاب کہ ہم صدمے سہیں فرقت کے   موت آجائے شتابی سے خدایا ہمکو

فاتحہ پڑھنے بھی آیا نہ کوئی قبر پہ حیف   کیوں سمجھنے لگے سب اپنے پرایا ہمکو

دل نے فرخ ہمین آفت مین پہنسایا ہوتا
یار سے شکر کہ خالق نے بچایا ہمکو

وہ ماہ رو جو رخ سے اولٹ دے نقاب کو
تاب مشاہدہ نہ رہے آفتاب کو

مدت ہوئی کہ فرقت دلدار مین کبھی
آنکھون نے خواب مین بھی نہ دیکھا ہی خواب کو

ہم میکشی سے توبہ کرینگے ہمیشہ
آب بقا سے بدلین نہ جام شراب کو

دل سے مٹا یا گر نہ حسینان مہوش
فرصت کسے جو دیکھیگا میرے حساب کو

میری طرح سے آپ کہین گر ہون مبتلا
معلوم دل لگی کا مزا ہو جناب کو

فریاد و شور کرتے ہی ہیشہ رہینگے ہم
پہلو سے چیر کر دل پر اضطراب کو

ہم داغ سے اوٹھائینگے سیاہا جو حشر مین
چڑھ جائیگی یقین ہے تب آفتاب کو

اسکا مزا چکھائینگے اکدن تجھے ضرور
جو کہہ رہا ہے شیخ برا تو شراب کو

بے خوف کر دیا تیری طرز خرام نے
کیا لائینگے خیال مین روز حساب کو

قصد روانگی جو کیا جان زار نے
تیار طفل اشک ہوئے پا تراب کو

بجلی تڑپ رہی ہے فلک پر جو اسطرح
دیکھا ہے اوس نے میری کہین اضطراب کو

اشکون سے اپنے لختے ہین طفل جان لیے
کیا روگ لگ گیا میری چشم پر آب کو

اکدن بھی چین ہمنے نہ پایا ہے الفلک
کیا یاد ہم کرینگے ترے انقلاب کو

ہم قدوم شیب کر کے مشتعل
برباد کر دیا میرے عہد شباب کو

عشق بتان مین آپنے فرخ ہزار حیف
ناحق ملا یا خاک مین عہد شباب کو

ہاتھ سے جاتا رہا ہو جسکا دل
زینت کی اوسکو توقع خاک ہو

زلزلہ ہے کیوں زمیں کو دمبدم
مضطرب عاشق نہ زیر خاک ہو

آرزو ہے تجھسے اتنی اے صبا
کوچۂ جاناں میں اپنی خاک ہو

رنج فرقت کب تلک پایا سہیں
دم نکلجاوے تو قصہ پاک ہو

خانۂ دل ہو ناک کر اے طفل اشک
اب سمجھاتے ہو بڑی چالاک ہو

خون عاشق کو سمجھتے ہو حنا
واہ وا کتنے بڑے سفاک ہو

گلشن عارض سے خط کٹواتے
باغ کیا جسمیں خس و خاشاک ہو

خیر ہے فرخ نہیں کیا ہو گیا
چشم تر ہو کیوں گریباں چاک ہو

حسن میں ماہ ہو اور یوسف کنعانی ہو
الغرض خوبی و محبوبی میں لاثانی ہو

بستر غم پہ تڑپتا ہوں نہیں نیند آتی
ہو سکے آجاے کہیں آج جو کل آنی ہو

نزع کا وقت ہے دم ہونٹھوں پہ ہے کوئی دم
راہ دیکھوں ہوں تمہیں تشریف اگر لانی ہو

بیمروت ہو جفا جو ہو ستمگر تم ہو
اور کیا کچھ کہوں سب ظلموں کے تم بانی ہو

ہاتھ سے اپنے گلا کاٹیں اگر آپ میرا
آپکی مشق ستم ہو مجھے آسانی ہو

کیا میری آنکھوں سے ہمچشمی کریگا اے ابر
نالہ کھینچوں تو ابھی رعد کا دل پانی ہو

ساتوں افلاک تہ و بالا ہوں پانی بہ جائے
قلزم اشک اگر اپنا بہ طغیانی ہو

کون دشمن ہے اگر حق ہے نگہبان اپنا
کسکا ڈر کیجے اگر رحمت ربانی ہو

اہل خواہش بہی ہی رہتے تمنا فرخ

تخت تابوت ہو یا تخت سلیمانی ہو

کر دیا بیگانہ دل آرام کو کوسون ہین کیا گردشِ ایام کو

پوچھو نہ کیا کیا ہوئی وقت مین آہ رنج والم اس دلِ ناکام کو

قتل نے میری بتِ بیداد گر کر دیا مشہور تیرے نام کو

ہمسری اوس چشم سحر کی اسلئے ہو سکے ہین دیدۂ بادام کو

اپکو دیکھا تو کیا کیا قصور دیکھتے ہو کسلئے صمصام کو

ناصحا مجبور ہین ہم کیا کرین کوستے ہین اس دلِ خودکام کو

عشق کے آغاز کی اسے ہمدمو مر گئے سب پا کے انجام کو

مرگ پہ کسکے کوئی روتا ہے دل روتے ہین سب اپنے ہی آرام کو

شومیِ طالع رہی ہمسرہ دم فرقت
نام سے فرخ میرا گو نام کو

ناصحا تنگ کو سمجھون نہ مین رسوائی کو فائدہ پند سے کیا ہے دلِ سودائی کو

صنعت دست سکت نخل مقابل ہو کر کیا باطل ہے کیا دعویٰ یکتائی کو

جوشِ وحشت سے پسِ مرگ کفن مین کیا کیا پانون ملتے ہین میرے بادیہ پیمائی کو

جان بلب آپکا بیمار ہے چلکر دیکھو کام فرماؤ گے کس وقت مسیحائی کو

جان جائے کہ رہے اوسکی بلا سے ایدل رحم آتا ہے کہین اوس ستم آرائی کو

جسطرح آنکھ مین پتلی کی سیاہی ہے نمود میری قسمت مین لکھا یون شبِ تنہائی کو

کیا ہی رسوا ہوئے ہر کوچہ و بازار مین ہم جیب سے دل نے دیا اک بتِ ہرجائی کو

دیکھ اوصاف عیان گرد قمر ہالہ ہے یہ ہاتھون کا نہین حلقہ یہ انگڑائی کو

نہین اوسکی ملاقات مقدر مین میرے — صبر ہی دے کہین یارب دلِ شیدائی کو
ہنستے ہین صبح و مسا جو نہ وہ گل رو — خوب آئینہ نے چمکایا خودآرائی کو

گریہ ہی رونا ہے دن رات تمہارا فرخ
سر پہ دہر ہاتہون کو تم روؤگے بینائی کو

ہم ہین جانبار کیا ڈراتے ہو — تیغ ابرو کسے دکہاتے ہو
انکا اعتبار ہے کسکو — کسلئے جہوٹی قسمین کہاتے ہو
ہمنے رفتار یار دیکہی ہے — ذکرِ محشر کسے سناتے ہو
لبِ جان بخش سے یہہ پوچہے کوئی — کسی مردہ کو بہی جلاتے ہو
جان اٹہکیلیون کی چالون سے — فتنہ خوابیدہ کیون جگاتے ہو
زخم سینہ سے کیون نمک چہڑکا — کیا مزا عشق کا چکہاتے ہو
صاف ہون تمسے شکل آئینہ — کیون مجہے خاک مین ملاتے ہو
ہے لطافت سے آشکار اصاف — بات جو دل مین تم چہپاتے ہو
جُدا بیٹہا ہون مجہکو محفل سے — بیٹہے بٹہلاے کیون اوٹہاتے ہو
کیا گنہ کیا خطا ہے کیا تقصیر — مدتون سے نہین تم آتے ہو
ترکِ الفت نہ تمسے ممکن ہے — کیون میرا مفت مغز کہاتے ہو
ہے ہنسی یہہ ہی کوئی سے لگ کر — نامِ رخصت سے مجہے رولاتے ہو

یاد رکہنا اوسکے تنگے فرخ
روز کوچہ مین اوسکے جاتے ہو

یارب کسیکا کسی سے جدا نہ ہو — اس دردِ جان گداز مین کوئی مبتلا نہ ہو

اے بتو یہہ ظلم و جور ہی کرتے ہین بت سدا
کیا جانین کیا کہین جو ہمارا خدا نہ ہو

عیسے سے کب ہوا مرضِ عشق کا علاج
یہہ وہ مرض ہے جسکی دوا جز قضا نہ ہو

لب آشنائے خندہ نہ غم سے ہوئے کبھی
مین ہون وہ غنچہ جو کہ چمن مین کھلا نہ ہو

اے چرخ ضبط رکھتا ہون مین اسلئے مدام
ڈرتا ہون آہ گرم سے نازل بلا نہ ہو

کیا خاک حال دل کا سناؤن مین ہمنشین
وہ روگ لگ گیا ہے کہ جسکی دوا نہ ہو

شامِ فراق جان کی خواہان ہے جلد آ
اے موت تو ہی اوس کی طرح بیوفا نہ ہو

نو پشت تک بھی سیکھے جو تو جور اے فلک
لیکن جفائے یار سے ڈھنگ جفا نہ ہو

فرخ خدا ہی خیر کرے دیکھتا ہون مین
سینہ پہ ہاتھ پھیرسے کہین دل دیا نہ ہو

نایلِ گریہ اگر دیدۂ خونابی ہو
پہر جدہر دیکھو ادہر عالمِ سیلابی ہو

حرف سے صرف یقین ہے کہ ٹپک کر ہو جدا
خط مین گر کچہہ بھی رقم حالتِ بیتابی ہو

جسطرف چشمِ گہربار کی لگ جاے جھڑی
کیون نہ وہان کوسون تلک سبزی و شادابی ہو

پہر دوبارا مجھے دیدار خدارا دکہلا
چاند سے مکھڑے کا عالم سرِ مہتابی ہو

لبِ جان بخش کی الفت مین ہوا یاد رہے
دوستو پہر کفن جامۂ عنابی ہو

دل کے جانے کی یہہ ہی عام علامت ہے میان
ہوش برجا نہ مین فکر ہو بیخوابی ہو

تنگ اگر یہہ دعا کرتے ہین فرخ اتنا
دشمنون کو بھی نہ اس طرح کی بیتابی ہو

رہتا ہے اوسکا طالبِ دیدار مین کہ تو
اے دل بتا ہے کون گنہگار مین کہ تو

اس پیچ و تاب کا ہے سزاوار مین کہ تو
گیسو مین یا ہے کسکے گرفتار مین کہ تو

یہ عکس رخ کے آئینہ مین اوس سے بجشے ہے — دونون مین کونسا ہے طرحدار مین کہ تو
کیا تجھکو حال بد سے میرے اے صبا غرض — ہون ور دو غم مین اپنے گرفتار مین کہ تو
جاتا ہے کون دنیا سے پہلے سحر تلک — یہ دیکھتا ہون آج شب تار مین کہ تو
تیار ہے کسی کے دینے کو ہون بوسہ کے عوض — دیکھون تو کون کرتا ہے انکار مین کہ تو
تہا قول غیر یہ نہین ہونگے کرم کبھی — بھولا ہے کون پیار سے وہ اقرار مین کہ تو
کہتا نہ تہا کہ خوب نہین عشق اب بتا — ہے مبتلائے رنج دل زار مین کہ تو
ہر دم یہہ ناتوان کی تیرے جھپٹ رہا ہے — غایب نظر سے ہے کر یار مین کہ تو
الفت مین اسکے اوس بت ہرجائی کے بھلا — رسوا ہوا اولا سر بازار مین کہ تو

شیخ مین منع عشق نہ کرتا تہا بیشتر
اب شرمسار کون ہے ہر بار مین کہ تو

کوئی مرتا ہے ٹک ادہر دیکھو — جی اوٹہیگا جو اک نظر دیکھو
رشک عیسے مین جان لب یار — کر نہ ہو اعتبار مر دیکھو
آئینہ بار بار دیکھتے ہو — عشق مین اپنی ہو نظر دیکھو
سہے کیا کیا نہ جبر و ستم — اور جو دل مین ہو سو کر دیکھو
آسمان گر پڑیگا تہراکر — تم اوٹھا کر جو اک نظر دیکھو
ناز سے لے گئی دل کسکو — اور کسیکو نہین خبر دیکھو
کہتے ہین سنگدل ہی چشم وفا — کیا ہی نادان مین یہ بشر دیکھو
کیسے کرتے مین ہم تمہین رسوا — لیکے تم نقد دل مکر دیکھو

دیکھے دل صفت حضرت شیخ

جان کا کرتے ہو ضرر دیکھو

نقاب رخ اپنا خدارا اوٹھادو — تماشائے قدرت ہمین بھی دکھادو
اگر رشک عیسے ہوا سے جان جانان تم — مین بن آئی مرتا ہون مجھکو جلادو
یہہ بھی خوب لٹکا دکھا زلف کی لٹ — جسے چاہو سودائی پل مین بنادو
ہے قیمت دل مضطرب ایک بوسہ — جو اسد تمسے دلاسے دلادو
غم ہجر جانان و رشک رقیبان — یہہ لکھین نہین قسمت مین میری بلادو
نظر آئے گا جز مین کل کا تماشا — ذرا دل سے پردہ دوئی کا اوٹھادو
نہ ہے کام دنیا سے نہ دین سے مطلب — کوئی راہ ملنے کی اوسکے بتادو
گئے قافلے کیا کیا ملک عدم کو — یہہ کس نیند سوتے ہین غافل جگادو

ہمین دیکھ غمگین وہ کہتے ہین فرخ
ہے کیا ماجرا کچھ ہمین بھی سنادو

پھر وہی جوش جنون ہے تیری دیوانہ کو — بستیان چھوڑکے جانے لگا ویرانے کو
مضطرب کب کا ہون تو آئی نہ یار آتا ہے — موت آجائے کہین ہوتا تیری آنے کو
چشم اوس مست نے نرگس یاد دلائی ہے — کیا کرون ساقیا لیکر تیرے پیمانے کو
موت نے بھی کیا وعدے کو اپنے ایفا — کیا ترستے ہین شب ہجر مین مرجانے کو
عشق کو پند و نصیحت سے ہمیشہ ضد ہے — کب سمجھتا ہون مین ناصح تیرے سمجھانے کو
آتش عشق نے بیاشک ہے جلایا مجھکو — آنکھ مین اشک نہین باقی قسم کھانے کو

عمر برباد ہوئی یاد بتان مین فرخ
سمجھئے یاد خدا چھوڑئے بتخانے کو

ردیف ہائے ہوز

آفریں اے وحشتِ دل کیا ہی پرداغ آیا ہے ہاتھ
سنگِ طفلاں سے بہر صورت فراغ آیا ہے ہاتھ

ہو گیا پرکالہ آتش جگر جلکر تمام
عشق میں دل کے عوض ہمکو چراغ آیا ہے ہاتھ

رشکِ گلشن میں زبس سینہ میں ہیں داغِ دل
عشق کی سرکار سے گویا ہے باغ آیا ہے ہاتھ

بلکے جاتے ہو چھپ چھپ کر جہاں راتوں کو تم
آپکا بارے ہمیں بھی اب سراغ آیا ہے ہاتھ

ریفلک مہلت بعد گردشِ ساغر کے
بعد مدت ہاتھ سے اوسکے ایاغ آیا ہے ہاتھ

ایسیوں دست و گریباں کی کشاکش تھی وبال
پھاڑ کر سب پیرہن کیا ہی فراغ آیا ہے ہاتھ

واہ قسّامِ ازل صدقہ ہوں اس تقسیم کے
دل ہے اوروں کو ہمکو ایک داغ آیا ہے ہاتھ

حاملانِ عرشِ عشق ہوں جسکی صورت دیکھ کر
آج اپنے وہ صنم عالی دماغ آیا ہے ہاتھ

داغِ دل روشن رہیگا گور میں فرخ مدام
گور میں ہوں کے ہمکو یہ چراغ آیا ہے ہاتھ

بگڑا ہی رہا ہے وہ خونخوار ہمیشہ
ٹیڑھی ہی رہی ابرو سے تلوار ہمیشہ

بتلا تو ہمیں چرخ کہ کیا تیرا لگا تا
کیوں ہے تو میرے درپے آزار ہمیشہ

ہے کوچہ مری جا ہی تو ٹک سنگ کیا دل
اوس کوچہ میں مر رہتے ہیں دو چار ہمیشہ

مردوں کو جلا دیتی ہے دکھلاتی ہے کیا کیا
آثارِ قیامت تیری رفتار ہمیشہ

ہر چند زبان شمع کی مانند ہے لیکن
مو بند خامشی سے اپنا دم گفتار ہمیشہ

قائل ہے اس سہ کی قسم اتنا بتا دو
کیوں زیب کمر رہتی ہے تلوار ہمیشہ

شمس و قمر اس طرح جو پھرتے ہیں شب و روز
ہیں یہ بھی تیرے طالب دیدار ہمیشہ

اب دیکھہ لیا اوسکا نتیجہ دل ناداں
سمجھاتے تھے کیا کیا تجھے غمخوار ہمیشہ

بازار کا سودا نہیں یوسف کی طرح سے
یاں بکتے ہیں خود اوسکے خریدار ہمیشہ

کیوں دلکو لگاتی ہے عبث بلبل نادان
رہنے کی نہیں رونق گلزار ہمیشہ

کیوں ہوکہہ کے کانٹا سا بدن ہوگیا فرخ
کس روگ میں تم رہتے ہو بیمار ہمیشہ

گردش چشم فتنہ کو دیکھہ
اوسکی جادو بھری نظر کو دیکھہ

کیسے چکر میں مجھکو ڈالا ہے
اے فلک آہ کے اثر کو دیکھہ

ہوگئے بے اختیار رو ہی دیا
ابر نے میری چشم تر کو دیکھہ

ناصحا تجھکو ہی تو ہو معلوم
چل کے اوس شوخ فتنہ گر کو دیکھہ

یار پہلو سے اوٹھہ گیا صبح وصل
جان ہوا ہوگئی سحر کو دیکھہ

ہے کیا کیا نہ تیرے جور و ستم
میری چھاتی بھرے جگر کو دیکھہ

رخ روشن کے روبرو اوسکے
مجھکو آتی ہے ہنسی قمر کو دیکھہ

نگہ ناز لے گئی دل کو
تیرے قربان ہر ادا پر کو دیکھہ

فکر وصف کیجیو فرخ
پہلے اوس شوخ کی کمر کو دیکھہ

خوگر جو ہوئے جور کے ہم اور زیادہ
کرنے لگے وہ پیہم ستم اور زیادہ

اک لگا سا تھا ہونے سے غم زیادہ
کیا پوچھتا ہے ہمسے تو کم اور زیادہ

جب سے وہ چھپانے لگے منہ رخ تاباں
مشتاق ہوئے دید کے ہم اور زیادہ

نقشیدہ دل تھا میری مرقد کو کیا سبزہ
شاباش ہے ہاں ابر کرم اور زیادہ

وحشت مین جو جاتا ہون مین گھبرا کے سوے دشت
لیتے ہین مرے خار قدم اور زیادہ

قاتل کی رکاوٹ کا اثر بل بے دم قتل
ہر بار رہ کی تیغ دو دم اور زیادہ

ہم سر کو نہ موڑینگے کبھی چاہئے جو جتنا
دے چرخ دنی رنج و الم اور زیادہ

گھر بیٹھ گئے سیکڑون طوفان بپا ہی
بس سر نہ اوٹھا دیدۂ نم اور زیادہ

بوسۂ لب جان بخش کی ہے دل مین تمنا
خواہش نہین کچھ تیری قسم اور زیادہ

ہر بار ہی گردن یہ خدا اسکے لیے کر دو
حاجت نہین کچھ تیغ دو دم اور زیادہ

یہان رشک سے ہم جان بچا لی گئے فرخ
وہان غیرون پہ ہین لطف و کرم اور زیادہ

افشان رخ روشن پہ ہے انجم سے زیادہ
مہتاب سے کس بات مین ہین بڑھ کے زیادہ

آئینہ مین دیکھا ہے اپنا رخ روشن
حیرت مین ہے خود عاشق خودگم سے زیادہ

اس طرح ہنسانے سے مین بار ا یا تیری چرخ
پہلو مین ہوا درد تبسم سے زیادہ

سمجھا ہون تیرے دیکھ کے شعلہ کو مین اے شمع
لب تیری شگفتہ ہے ابھی دم سے زیادہ

آجاتی ہے جان قالب بے جان مین ہمارے
گالی ہین دلدار کی سے قم سے زیادہ

گر مار سیہ سے نہین کم کاکل پیچان
ہے نوک مژہ بھی تیری کژدم سے زیادہ

طوفان ابھی برپا ہوا گر رو دین ہے ابھ
ہین اشک میری آنکھون مین قلزم سے زیادہ

لاغر کی تیری ہو چھٹی ہے یہ تیری کمر سے
تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

فرخ تمہین سے چشم وفا شعلہ خو سے
ہوگا کوئی نادان نہ بس تم سے زیادہ

مانگی دعا وصل جو سمجھے اوٹھا کے ہاتھ
لیے وہ ہلکو کو سمجھے ہم اوٹھا کے ہاتھ

چنگا ہوں کبھی ہیں وہ بیمار عشق ہوں
اپنی شفا ہے ابتو عزیز و قضا کے ہاتھ

کیوں چھیڑتا ہے ناصحا تو ہمکو بار بار
بیٹھے ہیں ہم تو جان سے آپ ہی اوٹھا کے ہاتھ

مشاطہ کسکا خون ہوا دست نگار سے
باندھے ہیں تو نے کس کے جو مہندی لگا کے ہاتھ

کیونکر اوٹھیگی تیغ دم قتل سوچ ہے
نازک ہیں لیکن اوس بت نازک ادا کے ہاتھ

بیدار فتنہ خفتہ نہو جائے پھر کہیں
بولا میرے جنازہ کو کافر لگا کے ہاتھ

مٹھی میں پوچھا کیا ہے کہا میں نے دل میرا
بولے کہاں ہے مجھکو وہ خالی دکھا کے ہاتھ

دشوار ہے جواب بھی دینا سلام کا
بار حنا سے اوٹھتے نہیں مہ لقا کے ہاتھ

آئے تو زندگی ہے نہ آئے تو موت ہے
اپنی حیات و مرگ ہے اوس بیوفا کے ہاتھ

اس درجہ میرے مرنے کا ماتم ہوا کہ ہائے
ہو ہو گئے ہیں شل میرے اہل عزا کے ہاتھ

زور آزمائی روز کے کیا پنجۂ جنون
لی ڈال جیب و داماں کو دم میں بڑھا کے ہاتھ

چھڑ جائینگی پیستان سب تیری دخت رز
گر چھڑ گئے کبھی تو کسی پارسا کے ہاتھ

کیا خوف حشر سمجھے فرط گناہ سے
ہے آبرو ہماری بھی فرخ خدا کے ہاتھ

گردش چرخ فتنہ گر وہ کچھ
آشپہ اوسکی پھر ہی نظر ہے کچھ

پھونک دے دم میں عالم بالا
آہ کا اپنے ہے اثر وہ کچھ

رخ تاباں سے اوسکے شرمندہ
شمس وہ کچھ ہے اور قمر وہ کچھ

کیا ہے خوبی بتوں میں عہد اللہ
ہے دہن تنگ اور اور کمر وہ کچھ

بھول جائے گا نوح کا طوفان
رنگ لائینگی چشم تر وہ کچھ

تارے گنتا ہوں نالہ کرتا ہوں
شام وہ کچھ ہے اور سحر وہ کچھ

سے بیدرد ہوے رو لا کے اونکو ہون | حال پوچہین اگر میرا وہ کچہہ
لختِ دل کب ہین نوکِ مژگان پہ | نخل وہ کچہہ ہین اور ثمر وہ کچہہ

عشق اور عیش حیف ہے فرخ
دل تو وہ کچہہ ہوا اور جگر وہ کچہہ

کشتگی طالع و کہاتی ہے اثر کچہہ | رحم آتا ہے حالت پہ میری اونکو اگر کچہہ
کیا کہا ہمین بے ادو ستم چرخ دنی کے | اے آہ دکہا تو بہی تو ہان اپنا اثر کچہہ
رکہہ دیجیو سیماب کو قاصد سرِ آتش | حالِ دل بیتاب وہ پوچہین بہی اگر کچہہ
تہمت کمرِ یار پہ ناحق کی ہے ہمدم | دکہلائی نہ دیتی میان ہوتی جو کمر کچہہ
وعدہ کا تیرے کیونکہ بہلا دل کو یقین ہو | گر شام سے کچہہ اور تو ہے وقتِ سحر کچہہ
اے غافلو کیا سوتے ہو درپیش ہے منزل | لیلو جو ہمین لینا ہو سامانِ سفر کچہہ
بے جلد خبر حیرتِ عیسے ترے مشتاق | مرتے ہین تڑپتے ہین تجہی بہی خبر کچہہ
حیرت نے کہا دیکہہ کے اون اوپری کچہو کو | نخلِ قدِ جانان ہین بہی نکلے ہین ثمر کچہہ
یہہ محو تصور ہون تیرا اے میری پیارے | اب مجہکو سوا تیرے نہین آتا نظر کچہہ
قسمت کا لکہا ملتا نہین ہے کسی صورت | لازم ہے کرے شکر نہ دم مارے بشر کچہہ

ہر بار عبث کرتا ہے کیون عمر کو فرخ
ہے روزِ جزا کا بہی تجہی خوف و خطر کچہہ

ہووے کسی کو عشق نہ زلفِ دوتا کے ساتہہ | پالا پڑے کسی کو نہ یارب بلا کے ساتہہ
دلکو معاملہ پڑا اک بیوفا کے ساتہہ | پہر اب مقابلہ ہے الہی بلا کے ساتہہ
آتے ہین میری گو پہ غیرون کے ساتہہ آپ | کرتے ہو لطف گرچہ ولیکن جفا کے ساتہہ

اللہ رے بعد مرگ بھی وحشت ابھی خاک
اوڑتی پھرے ہے دشت میں کوسوں صبا کے ساتھ

اولٹی پھری ہے باب اجابت سے بار ہا
کیا خیر ہو گی الٰہی اثر کو دعا کے ساتھ

کرتے ہیں زندہ حضرت عیسےٰ بحکم قم
اوٹھتے ہیں مردہ یار کی آواز پا کے ساتھ

اللہ رے شوخیاں تیری اس چشم مست کی
لڑتی ہے پارساؤں سے کس کس ادا کے ساتھ

بہر عیادت آئی ہیں وہ ساتھ غیر کے
آئی ہے صبح بالیں پہ لیکن قضا کے ساتھ

درباں تیری ضد سے ہوا ہے جو کہ تنگ ہم
اوسکی گلی میں جائینگے باد صبا کے ساتھ

لگ جائے آگ ایسی زمستاں کو یا نصیب
جس سے لپٹ سکے ہم نہ کبھی مہ لقا کے ساتھ

پٹھواتے ہیں وہ غیروں سے پیر اسیر شوق
درپردہ جور کرتے ہیں ناز و ادا کے ساتھ

ہر خدا نام لے جانے کا جان جان
دم اپنا جائیگا تیری آواز پا کے ساتھ

اچھا نہیں ہے روز کا فتنہ یہ سچ ہے دم
اک روز جان جائیگی آہ و بکا کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

ہمنے تیری بیوفائی دیکھ لی
دشمنوں سے بھی لڑائی دیکھ لی

تیری صورت جب کیا دل میں خیال
لاکھ کو تونے چھپائی دیکھ لی

بعد مردن قبر پر آئے نہ یار
چار دن کی آشنائی دیکھ لی

کرتے ہیں کیا کیا محبت جور و جفا
اے خدا تیری خدائی دیکھ لی

سنتے تھے جو آفت روز حشر
سب وہ اے شام جدائی دیکھ لی

بیکسی میں کون لیتا ہے خبر
اے اجل تو بھی نہ آئی دیکھ لی

بیکلی رہتی ہے کل آتی نہین — جب سے وہ گوری کلائی دیکھہ لی

گرم لون سی بہی نہ اوس دل پر لگی — آہ و نالہ کی رسائی دیکھہ لی

کیا کرین فرخ کسی کا ہم گلہ
حق نے جو صورت دکہائی دیکھہ لی

اگر ہے یہی ناتوانی ہماری — تو بس ہو چکی زندگانی ہماری

بنے کسطرح تمسے جانی ہماری — کوئی بات بہی تمنے مانی ہماری

نہ مجنون کا قصہ نہ فرہاد کا ذکر — ہے مشہور اتنو کہانی ہماری

نہین دوسرا کوئی محبوب تمسا — نہین عشق مین کوئی ثانی ہماری

جو ڈہونڈے گی پائیگی ہم یار کے گرد — قضا ہی یہہ ہی بس نشانی ہماری

نہ سونپا خدا کو اوسے وقت رخصت — یہہ الله رے بدگمانی ہماری

جدا ہو کے ہیہات دلبر سے فرخ
ملی خاک مین نوجوانی ہماری

خو کس نے بگاڑی تیری اے فتنہ گر ایسی — ہر بات پہ جہڑکی نہ تہی رشک قمر ایسی

ڈہونڈہا پتا ہر چند ملا پر نہ عدم تک — معدوم ہوئی ہستی ہی اونکی کمر ایسی

بیتابی و زاری مین کٹی اپنی شب ہجر — دشمن کو بہی الله نہ دکہائے سحر ایسی

لوہے کا توا بنگئی چہاتی میری والله — لازم تہی ترے تیر نظر کو سپر ایسی

ہان نام ہی باقی نہ رہی فرخ دلی کا — آہ دل سوزان کوئی تدبیر کر ایسی

دے ہونگے ابہی دم مین اگر چاہی فلک کو — سنے نام خدا از در دولت پہ آہ جگر ایسی

امید کسے زیست کی اے فرقت دلدار — بیتابی دل اپنی سے ہر دم اگر ایسی

مونہہ چھپے بلائیں تیری لودونگا وہ پیٹے ۔ بولیں ذرا اسکی کو قسم سر الیا

دل دیتے ہی پچھتاینگے یہاں جی کے لالے
واللہ فرخ تھی ہیں نصیب ایسی

سیر گلگشت سے کیا باغ میں دل شاد کرینگے ۔ وحشی ہیں کسی دشت کو آباد کرینگے

نادان ہیں ابھی نام خدا دیکھنا اے دل ۔ اسکے کو وہ کیا کیا ستم ایجاد کرینگے

ہچکی ہے دم نزع عبث اے دل ناداں ۔ مر جائیں اگر تو بھی نہ وہ یاد کرینگے

دے چھوڑ قفس سے ہمیں گلشن کی قسم ہے ۔ پھر شور نہ ہم باغ میں صیاد کرینگے

فرداے قیامت کو ہم اللہ کے آگے ۔ اے شوخ ستمگر تری فریاد کرینگے

دل لے تو گئے ہیں پہ یہی ڈر کا سبب ہر دم ۔ دو چار گھڑی کا بسمل [illegible] برباد کرینگے

کاکل میں پھنسایا ہے میرے طایر دل کو ۔ خط آنے پہ سمجھے ہیں کہ آزاد کرینگے

معلوم میری قدر انہیں ہوویگی اس دم ۔ جسدم وہ کسی اور پہ بیداد کرینگے

دل دیتے نہ ہم انکو اگر جانتے فرخ
ڈھونڈینگے اسے خاک میں برباد کرینگے

ہم ادھر مشتاق ہیں کہ ذرا ہو سکے ۔ سب کی نظروں میں پر جدا ہو سکے

ہو رہا ظلم یا جفا ہو سکے ۔ خوش ہیں ہم جو تیری رضا ہو سکے

شام فرقت سے جان ہو ہوں پر ۔ صبح تک دیکھئے کہ کیا ہو سکے

دل دو کیا ایسا تو نے او کافر ۔ کیا کہوں لیں بھلا ہو سکے

جانے تب لطف عشق او ناصح ۔ تو نے گر دل کہیں دیا ہو سکے

نزع میں جسکو دیکھکر بولے ۔ کہئے جو دل میں مدعا ہو سکے

چارہ گر عشق جان گزا ہے مرض
موت کی کیا بھلا دوا ہووے

چرخ اوسکو رولاوے آٹھ پہر
ایکدم گر کوئی ہنسا ہووے

موت آوے ہزار بار اسے ضعف
جسم میں جسکے کچھ رہا ہووے

تیرا وحشی اگر ہو اشک فشان
سارا جنگل ہرا بھرا ہووے

کوچ ہووے عدم سے فرخ کا
تخت شاہی جو کب عطا ہووے

جب کہتا ہوں تمکو تو وفا ہی نہیں آتی
کہتے ہیں وفا ہمکو جفا ہی نہیں آتی

تنہائی فرقت کی کریں کس سے شکایت
غمخوار تو کیا آئیں قضا ہی نہیں آتی

اس درد سے تاثیر فراموشی جہان ان
ہوں نزع میں پر ہچکی ذرا ہی نہیں آتی

غش ہو گیا میں دیکھکے اوس بت کی وقت کو
موت آوے تو پھر کام دوا ہی نہیں آتی

نشا کہیں شباب کو کسطرح کہ اوسکو
تجھسے تو کہاں ایک ادا ہی نہیں آتی

کسطرح نہ خاک چھپاتے ہیں زر و مال
ہمکو تو کوئی بات چھپا ہی نہیں آتی

دم ناک میں ہے سینچ تنگ کے ہاتھوں
تو آہ رسا اوسکو جلا ہی نہیں آتی

ہے باب اجابت تو کھلا ضعف ہے لیکن
لب تک کبھی کیا کیجے دعا ہی نہیں آتی

امید شفا اوس کو جو اقبال میں دو کچھ
فرخ تجھے افسوس حیا ہی نہیں آتی

تیار ہوا ہے لبی سے شہرا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

اثر یا ضعف نے باقی نہ رکھا جسم میں کچھ
ہاں البتہ اگر آہ تو کیا ہوتا ہے

ترش رو ہو کے جو بیٹھے ہیں وہ شیرین ادا
لب شیریں کا مزا اور سوا ہوتا ہے

تیری مشتاقی کا قایل ہون مین اے پیر فلک
روز اک ظلم ترا ہے نیا ہوتا ہے

جیتے جی کے ہین یہ ساتھی پس مردن اے دل
سر جدا پانو جدا ہاتھ جدا ہوتا ہے

نکہ لطف سے کم ہو گئی قدر و شوکت
ہان شہ حسن غریبون کا بھلا ہوتا ہے

اوسکے ناوون سے ملا دیکھئے نسبت کیا ہو
گو وہ رنگ شمع مہر صفا ہوتا ہے

خاک نکلیگا میرے دیدۂ تر کا ارمان
قطرہ اشک سے طوفان بپا ہوتا ہے

دل کہین آئے تو معلوم ہو ناصح تجھکو
دل کے جانے مین بھی اک طرفہ مزا ہوتا ہے

جینے دیگی نہ شب ہجر جو آئی ہے تو آ
منت احسان ترا ہم پہ قضا ہوتا ہے

شام فرقت نے خدا جانے سحر ہو کہ نہ ہو
جیتے ہین رہے ہین یا دیکھئے کیا ہوتا ہے

کوچۂ قاتل کو جو جاتا ہون تو آگے پیچھے
رہنمائی کو مرے پیک قضا ہوتا ہے

شعر بک بک کے نہ کہا ناصح نادان میرا
عشق وہ شے ہے نصیحت سے سوا ہوتا ہے

ہے اجل زود بہا تنگ نہ فرقت ستم
تیرے آنے ہی پہ بس کام مرا ہوتا ہے

دلکو کیون کہوتا ہے او ناصح نادان مطلق
کس لئے جینے سے تو اپنے خفا ہوتا ہے

ستم ہے ظلم ہے جور و جفا ہے
ترا انداز ہر اک ہی جدا ہے

دل اپنا ہمنے اوس بت کو دیا ہے
تمہارا واعظو کیا لے لیا ہے

ہلال عید جو جلوہ نما ہے
صنم کا ناخن انگشت پا ہے

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
تمہاری چشم جادو فتنہ زا ہے

فلک تیری نہ چلتی چال ہے
ہمارا اندنون نالہ رسا ہے

شتابی لے خبر تنگ مسیحا
ہمارا دم لبون پہ آرہا ہے

جو گردش سے زمین و آسمان کو
ہمارے پینے کو نشا سا ہے

ترے بیمار کی بالین پہ ظالم
مسیحا نے بھی آ کر رو دیا ہے

نہیں واقف ستم کیا جور کیا ہے
ابھی نادان صنم نام خدا ہے

نہوں اچھے کبھی بیمار الفت
یہ درد عشق مرض لا دوا ہے

سبب کیا گریہ و زاری کا فرخ
کہیں دل تو نہیں تو نے دیا ہے

میرا دل جب سے یارب کھو گیا ہے
مجھے دشوار جینا ہو گیا ہے

عجب ملک عدم بھی دل فزا ہے
نہ آیا پھر کے یہاں جو گیا ہے

نہ دیکھا خواب میں بھی اوسکو افسوس
نصیب اپنا بھی ایسا سو گیا ہے

میرا رونا جو آیا ابر کو یاد
میری تربت پہ آ کر رو گیا ہے

سر عین عدم سے ناف تیری
معما سے تنگ کر دل ہو گیا ہے

اثر سے طالع خفتہ کے میرے
کہیں پیک قضا بھی سو گیا ہے

ترے بیمار الفت کی دوا کو
مسیحا بھی جو آیا رو گیا ہے

کیا ہے نامہ بر کیا لیکے خط آہ
مجھے وہ نوجوان سے کھو گیا ہے

مرا مردہ جو دیکھا سب پکارے
یہ کیسی نیند غافل سو گیا ہے

میں مارا ہے یہ تیغ ابرو نے
بہانہ گو قضا کا ہو گیا ہے

نہیں تھمتے تیری آنکھوں سے آنسو
تجھے فرخ بتا کیا ہو گیا ہے

میرے جانی میرے پیارے میرے دلبر کیدھر
ہان کہنا یہ میرے حلق پہ خنجر کیدھر

یا تو غیرون کو بہی کر قتل کہ دل ہو شاد
ہاتہہ سے تیغ دو دم ورنہ ستمگر رکھدے

ہے یقین دل کی لگی کو وہ بجہا دے جسدم
پنجہ دست حنائی ہی سے دل پر رکھدے

چشم و گردن کا تصور ہے کسی کے ساقی
شیشہ مے کو اوٹہا ہاتہہ سے ساغر رکھدے

بعد مردون ہی نہ جائیگا دہڑکنا اسکا
قبر مین دل پہ کوئی بہاری سا پتہر رکھدے

سینے سے آئے زبان تک ہی جو اپنے نالے
ٹکڑے اے چرخ ابہی تیر سے اوڑا کر رکھدے

کون سنتا ہے تیری ناصح نادان چپ رہ
طاق مین پند و نصیحت کو اوٹہا کر رکھدے

ختم ہو جائیگا سب عرصہ اسی مین نہ چکا
فرد عصیان کو پرے داور محشر رکھدے

دہوم اصلاح مچاتا ہے جو دل پہلو مین
پہیکر سینہ کو فرخ اسے باہر رکھدے

قاصد زبالی لیا یہ شغلت تمارے سے
پہر آگئین ہین آنکہہ ہمارا ن انتظار سے

آنیکا انتظار تیرے کب تلک کرین
بیٹہے ہین اب تلک تو اسی اعتبار سے

فرقت مین دم نکلتا نہین ہیر اکس لئے
کیا یہہ بہی ڈر گیا ہے شب ہجر یار سے

جون بوئے گل نکلکے نہ پہونچے وطن مین ہم
بچہڑے تہے کو لگی اپنے دیار سے

دیکہین تو کون غرق زمین و زمان کرے
ہم شرط باندہتے ہین ہم ابر بہار سے

ناصح مین جانتا ہون جو ذلت ہین عشق مین
مجبور ہون ولے دل بے اختیار سے

ہم اور جوش وحشت و صحرا نوردیان
کیا کام ہمنشین ہمین فصل بہار سے

رنج فراق یار نے بیخود کر دیا
گہبرا گئے نہ صدمہ ہر روز تمہارے سے

اللہ رے شدہ کہ مر گئے پر بہی ابتلک
دامن بچا کے جاتے ہین میرے غبار سے

وہ چار داغ رکہتا ہی یہان ہین ہزار داغ
نسبت نہ لالہ کو ہے دل داغدار سے

پھرلی ہے ساتھ ساتھ لئے اپنی روش پہ
الفت صبا کو ہے مری مشتِ غبار سے

دل کھو کے اپنی پہلو سے تصویر کی طرح
بیٹھے ہین تیری بزم مین ہم ہمکنار سے

فرخ ہوا ہون محو چمن تصویر کی طرح
مجھکو خزان سے کام نہ مطلب بہار سے

سلطنت درکار ہے نے ہمکو سامان چاہیے
اک نگاہ لطف تیری جان جانان چاہیے

ہمنشین تکلیف سیر باغ دیتا ہے عبث
جوش وحشت سے ہمیں سیر بیابان چاہیے

غرق عالم ہو چکا ہے تیری سیل اشک سے
اب ذرہ تھمنا تجھے اے چشم گریان چاہیے

ہے کفایت اک اشارہ ابروئے خمدار کا
قتل کرنے کو مرے کیا تیغ بُرّان چاہیے

گدگدی کرتے ہو کیون ہر بار تلوون مین مرے
چبھنا وحشی کو کیا خار بیابان چاہیے

مشغلہ اک ہو رہا ہے مجھکو بہر دست جنون
پرزہ پرزہ جیب سے لے تا بدامان چاہیے

ہین ادا و ناز دلکش اور غمزہ و لطف بیا
کسطرح سے پھر نہ تجھکو جان جانان چاہیے

عمر سب گزری ہماری روتے روتے ایکدم
مہلت خندہ بھی اے گردون گردان چاہیے

پھر نہ پوچھے گا کوئی تجھکو جو مر جاؤ گا مین
تنگ یون کرنا نہ تجھکو شام ہجران چاہیے

غیر سے سر اکھڑواتے ہو جو ہم دو خطا
یہ ستم مجھپر نہ تمکو جان جانان چاہیے

کچھ نہین انجام کی فرخ تجھے اپنے خبر
عاقبت کا فکر بھی کچھ تجھکو نادان چاہیے

یون کیا اک قطرہ پر اپنے سخت دل کا مارا ہی
بغل مین اپنے طفل اشک کے رنگین سیپارہ

نہ لینے مین نہ دینے مین ہے تو او واعظ نادان
دیا دل ہم نے اپنا اوسکو پھر کیا اجارہ ہے

نہین کیا شومی طالع ہوتا آلی نہ یاد آیا
شب فرقت مین سر پیٹی وہ دو ہم نے مارا ہے

سوال بوسہ لب پہ کہاں ہین وہ چین ابرو
برات عاشقان برشاخ آہو کا اشارا ہے

تہا ایسا کون جو لیتا خبر میری مصیبت مین
شب فرقت مین کام آموت کیا تو نے سنوارا ہے

محال اوٹھنا ہوا ہے اقضا دنیا سے اب ہمکو
نہ دم لینے کا فرط ضعف سے باقی سہارا ہے

ستم کرتا ہے کیون ناداں غرور حسن سے پیہم
سرائے دار فانی مین کوئی دم کا گذارا ہے

برا کہئے بہلا کہئے دل اب تو دے چکے ہمکو
کسی کا کیا قصور اسمین اگر کچھ ہے ہمارا ہے

شب تاریک کاکل مانگ خط کہکشان ایجان
تمہارا روئے روشن چاند ہے او خال تارا ہے

لپیٹا ہے یہہ فرط شوق سے قاصد جتا دینا
مری خط سے تمنائے ملاقات آشکارا ہے

ارادہ ہے کہ کہا کر زہر اکدن سو رہین لیکن
ہمین کہانا تیری فرقت مین ایجان کب گوارا ہے

کالین کسطرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
بمشکل اس پری کو ہمنے شیشہ مین اوتارا ہے

مریض عشق تہا تیرا جو فرخ اکمدت سے
سنا ہے آج بیچارہ سوے جنت سدہارا ہے

جلتا ہون رشک غیر سے کیا کیا خدا کرے
میری طرح سے وہ بہی سدا یون جلا کرے

تکلیف دے نہ صانع قدرت کو بار بار
کہدو یہہ چشم تر سے نہ طوفان بپا کرے

اتنا بتا دے ناصحا بہر خدا مجھے
قابو مین جسکا دل نہ ہے پہر وہ کیا کرے

ڈر ہے اوڑا کے کوچہ دلدار سے مری
یہہ باد مشت خاک نہ باد صبا کرے

بہر عیادت آئیگا سنتا ہون جانجہان
کیا خوب ہو جو وہ دم کوئی دم کو وفا کرے

سو بار آکے موت بہی بالین سے پہر گئی
دکہلائی دون نہ ضعف سے تو کیا قضا کرے

کیا کوسین ہم تجہے تیری بیداد و جور سے
اللہ تیرا او بت کافر بہلا کرے

سن سن کے میرا حال یہہ کہتا ہے فتنہ گر
کہدو کوئی یہہ اوس سے کہ اپنی دوا کرے

سر تن سے دور ہووے نہین اسکا غم وے
کوچہ سے تیرے ہمکو نہ کوئی جدا کرے

دل ہوکے جان کو رویگا تو زاہد اگر
مستی سے اک نگاہ بہی وہ دلربا کرے

لوح مزار پر مرے لکہنا یہہ بعد مرگ
فرخ نہ دل کسی کو کوئی یان دیا کرے

شرمندہ تیرے چہرہ سے ماہ منیر ہے
واللہ حسن و خوبی مین کیا بے نظیر ہے

یون ہستی کمر ہے صنم کی کہ جس طرح
غائب نظر سے ہستی رب قدیر ہے

پانی کو دور سے آگ لگا کر یہہ چشم تر
دیکہو یہہ طفل اشک ہی کتنا شریر ہے

تحریر درد دل مین زبان قلم سے آہ
آواز آہ و نالہ بجائے صریر ہے

چہپتے ہین سرو شمشاد قمری کے سایہ مین
قامت سے اوسکے باغ مین کیا دار و گیر ہے

سوسو کے بہاتا لہو کوئے یار مین
اے کوہکن ہمین تو یہہ ہی جوئے شیر ہے

دیتا ہے آہ کیا دل نادان مجہے صلاح
اللہ بیلی گریہ ہی حال مشیر ہے

جلدی چکا دے داور محشر یہ احساب
عرصہ کم اور دفتر عصیان کثیر ہے

مرکہتا ہے ہمارا تماشا نہین کوئی
کیون نعش پر ہمارے یہہ جم غفیر ہے

سیلی نافہ کیا ہے لطافت سے عکس حبیب
سینہ سے آشکارا مثال لکیر ہے

چالون سے اوسکے ڈرتے ہین اہل بلا کہین
نالہ جوان ہے اپنا اگرچہ چرخ پیر ہے

توبہ سے توبہ کرتے ہین جام شراب لا
ساقی ہوا ہے بادہ و ابر مطیر ہے

ہین پیچ و تاب کیا کیا ہمارے وبال جان
دل جب سے دام زلف مین اوسکے اسیر ہے

ہے یہ کارخانہ قدرت حق لا یزال سے
کوئی غریب ہے یہان کوئی امیر ہے

دروازہ سے اوٹہا لے ہو کسواسطے آوے

فرخ غریب آپ کے در کا فقیر ہے

خدایا ہم اثر لائیں کہاں سے — پھری ہے آہ اپنی لامکان سے

سمجھتا ہے مرے مرنے کو بھی عشق — ہمیں پالا پڑا کس بدگمان سے

ترے غمزہ نے اے بیداد گر کیا — بلائیں سیکڑوں ہیں آسمان سے

نکالیں کس طرح پیکان کو دل سے — مناسب کب ہے لڑنا مہمان سے

یہی گر ضعف ہے فرقت میں محشر — نہ اوٹھا جائیگا اس ناتوان سے

نہ رحم آئیگا اوس کافر کو اصلا — دلا کیا فائدہ شور و فغان سے

بتا جوشِ جنون جیب و گریبان — سیئے ہر روز ہم لائیں کہاں سے

ہمارے بوسۂ لب کی طلب پر — نکالا ہاں کبھی تیری زبان سے

تپش سے میرے شرمندہ ہے بجلی — خجل ہے ابر چشم خونچکان سے

گئے ہیں قافلے کیا کیا عدم کو — اکیلے رہ گئے ہم کاروان سے

ترا کوچہ ہمیں اے غیرت حور — فزون ہے خلد سے باغ جنان سے

دم اظہار سوزِ عشق کیا کیا — زبانہ گرتے ہیں اپنی زبان سے

یہی محشر میں ہم دینگے دوہائی — ہوئے ہم خاک جور آسمان سے

ہمیشہ سے یہی گر دردِ فرقت — تو ہم اوٹھ جائینگے اکدن جہان سے

بتاؤ کسلئے روٹھے ہو ہم سے — صنم تم اپنے فرخ خستہ جان سے

ہچکیوں سے ہے جان لب پہ ہمارے آئی — جیتے بہلانے جو کل یاد تمہاری آئی

آہ سوزان نے میرے پھونکا جہان کو یکسر — الاماں رونے کی اب آنکھوں کی باری آئی

جان ہوا ہو گئی کیا زور ہلا یا دل کو
آج بے طرح تپِ عشق کی باری آئی

دیکھ لو چلکے خدا جانے بچے یا نہ بچے
کہتے ہین شب تیرہ ہجر پہ بھاری آئی

دھجیان جیب و گریبان کی اوڑا دی اتنو
مژدہ اے دشت جنون فصلِ بہاری آئی

ساتون افلاک ابھی غرق ہوا چاہتے ہیں
چشمِ تر اپنی سرِ گریہ و زاری آئی

دیکھ کر بھیڑ سے جنازہ کو لگے یون کہنے
واہ کس دھوم سے فرخ کی سواری آئی

سے نے اپنا کیا ہے مر مر کے
رام بت کو خدا خدا کر کے

نہین پابند ہم مقدر کے
ہا بد شاکر رضا داور کے

رحم دل مین نہین ہے کافر کے
سچ ہے سب بت ہین ایک پتھر کے

ہوا ہی سیل اشک سے طوفان
آستین چشم اگر سمندر کے

تیری فرقت مین ناتوانی سے
ہو گئے سوکھ تار بستر کے

جس نے دیکھا تمہارا طرزِ خرام
کیا وہ قایل ہون زور محشر کے

تیرے بیمار کے مسیحا بھی
تھک گئے آخرش دوا کر کے

تشنہ لب تھے ہمین کیا سیراب
کیا ہی ممنون ہین آب خنجر کے

اسے فلک خوف سے تیرے ہنسنے
نہ اوسے دیکھا اک نظر بھر کے

کیا ہی خود بین کیا حسینون کو
ظلم مین صنعتِ سکندر کے

تو ہے مفلس غریب اے فرخ
آشنا سیمتن ہین سب زر کے

جفا ہین کرتے ہو کیون مہربان وفا کر کے
کسی کا کیجے نہ صاحب برا بھلا کر کے

نہ دل گھٹاؤ کسیکا کبھی بڑہا کر کے
نہ مونہہ کو اپنے چھپایا کرو دکھا کر کے

جو پوچھا قتل کو قاتل نے تیغ اوٹھا کر کے
بصد خوشی کہا تسلیم سر جھکا کر کے

نہ کچھہ مریض محبت کا ہو سکا چارہ
مسیح بیٹھہ رہے آخرش دوا کر کے

تمہین بتاؤ کہ کیا آئیگا تمہارے ہاتھہ
کسیکو جینے سے اپنے بہت خفا کر کے

قصور میرا ہے یا دل کا ہے بتا ناصح
مین دست بستہ یہہ پوچھون التجا کر کے

نہ کیونکہ بندہ بت سنگدل کا ہون زاہد
کیا ہے رام بمشکل خدا خدا کر کے

اوڑایا کوچہ سے اوس گل کے کیا ہوا حاصل
ہماری خاک کو برباد ای صبا کر کے

نہ دینا ہاتھہ سے ہمت کو دیکھنا فرخ
طریق عشق مین رکھنا قدم بڑہا کر کے

چھپ گیا شکل وہ دکھا کر کے
ہائے دل لیگیا دغا کر کے

ہاتھہ کیا آئیگا جفا کر کے
ہنستے ہو تم مجھے رولا کر کے

دل لیا گیا نقاب اوٹھا کر کے
جان بھی لو صورت آشنا کر کے

موت آئی ہے چارہ گر اکدن
فایدہ کیا میان دوا کر کے

مانگتا ہون یہہ ہی دعا ہردم
تمہین عاشق ہو تم خدا کر کے

غیر مرتے ہین یا کہ ہم تیر
امتحان کیجیے آزما کر کے

بیٹھے بٹھلاتے تو نے چھینا دل
پانو توڑے ہین میرے ہٹکا کر کے

موت آئی ہجر جانان مین
کیا پشیمان ہین التجا کر کے

کیا بگاڑی ہے غیر رقیبون کی
اے صنم تو نے سر چڑھا کر کے

دل سلگتا ہے آہ گرم سے ہم
اور سلگاتے ہین ہوا کر کے

یہ ہی حیرت ہے میرے خالق نے | کیوں بگاڑا مجھے بنا کر کے
ہے اثر آہ میں نہ نالہ میں | ہمنے دیکھی ہیں بارہا کر کے

بچ گئی جان دل گیا تو گیا
شکر فرخ کرو دعا کر کے

کسے جام و صہبا کی اب آرزو ہے | یہاں خون دل ہی بھرا مشکبو ہے
گیا اب ہے سر کا نشانہ محبت | یہاں جان سے ہاتھ دہونا وضو ہے
ہے رنگت صباحت ملاحت و لیکن | وفا کی نہ ان لالہ رویوں میں بو ہے
ارادہ ہو کیسا ہی اپنا و لیکن | زبان گنگ اپنی دم گفتگو ہے
ہر اک بات پر ترک الفت کا ہے ذکر | یہ کیا ناصحا بے محل گفتگو ہے
میری قتل کا غیر کو حکم واہ | یہ طرز ستم ہی نئی تندخو ہے
پلا دے خدا کے لیے مجکو قاتل | تیری آب خنجر کا تشنہ گلو ہے
پیا لیکے دل تو نے کافر وفا کی | یہ فریاد اسد کے روبرو ہے
یہ پوچھے ہے بے کیا قتل کس نے | مکرنے کی قاتل نرالی یہ خو ہے
جگر ہی نہیں اور نہ پہلو میں دل ہے | مرا کس لیے پیر گردون عدو ہے
دہ قتال نشتر سے کر قتل صاحب کو | بدن میں کہاں میرے باقی لہو ہے
سنا تھا نہیں مرتا بن آئی کوئی | قضا اے شب ہجر بن آئی تو ہے
ہے شام و سحر ایک شور قیامت | یہ دھوم اپنے نالوں کی اب چار سو ہے
مگر لیکن کبھی بیٹھے جی سیج فرقت | خدا دو شب غم ہے یہی آرزو ہے

اگر دل میں ہے شوق سیر باغ فرخ

تو پھر تجھکو ناداں یہہ کیا جستجو ہے

خدا قیدِ غم سے شتابی نکالے / پڑے اپنے جینے کے اب مجکو لالے

اودھر بھی ذرا دیکھ لے جانے والے / ترے عشق میں مر رہا ہوں بچا لے

نہیں کان میں اوس پری کے بالے / ہیں رخسار مہتاب وہ اوسکے ہالے

گرے اوسکی نظروں سے غیروں کی باعث / خدایا جہاں سے تو ہمکو اوٹھا لے

نہ ناحق وہ کہا دل کسیکا ستمگر / کسی کی نہ اے جانِ جاں بد دعا لے

جو دل مانگا میں نے انگوٹھا دکھا کر / اک انداز سے اوسنے مجھسے کہا لے

پھرا اور وہ دل سنکے ہنستے ہو صاحب / کسی کے خدا سر مصیبت نہ ڈالے

میرا موںہہ چڑاتے ہو غیروں کے آگے / یہہ انداز سیکھے ہیں تمنے نرالے

وفا کیا جفا بھی نہیں چاہتے ہیں / وہ نافہم خدا ہیں ابھی بھولے بھالے

پتا آسمان کا نہ ہو لامکاں تک / کریں گر غضب ہجر وہ چار نالے

نہ بس سوز الفت تھا لو ہوں میں میرے / پڑے ہیں دمِ تیغ قاتل میں چھالے

تو مالک ہے کہہ جیسی مرضی ہو تیری / کئے جان و دل ہمنے تیرے حوالے

نہیں اعتبار ایسی الفت کا ہمکو / جو غیروں کو دیکھا تو بہلے نہ بہالے

ہے ہوتی ہوں یہہ ہم ہجر جاناں میں اپنا / کہیں موت بھی اپنا وعدہ نہ ٹالے

یقیں ہے اگر آئے لب تک بھی اپنی / ابھی آہ سر پر زمیں کو اوٹھا لے

نہیں ہمدم دل کوئی جز مرگ ایسا / جو اپنی بلا سے شب ہجر ٹالے

دعا اپنی فرخ یہی دمبدم ہے
خدا کام اپنا کسی سے نہ ڈالے

تیرے کوچہ مین صنم کتنے ہی سر اوڑ جاینگے
غیر کو آنے نہ دینگے سر بھی گر اوڑ جاینگے

ہم حباب سے رکہتے ہین مانع نہو دربان ہمین
اپنے سیلِ اشک سے دیوار و در اوڑ جاینگے

کیا ہماری چشمِ گریان سے کریگا سامنا
دیکہنا تیرے دہوئین اسے ابرِ تر اوڑ جاینگے

گریون ہی دل کا دہڑکنا ہے فراقِ یار مین
بالیقین ٹکڑے گریبانِ جگر اوڑ جاینگے

آسمان ہوجائیگا جلکر وہین خاکِ سیاہ
اپنی آہِ گرم کے شعلے اگر اوڑ جاینگے

سنگدل چھٹیا دیا تونے بعد ازان چہوڑا تو کیا
کشمکش سے دام کے جب بال و پر اوڑ جاینگے

ناتوانی سے نہونگے ہم کسی کے بارِ دوش
ساتہہ ہی دم کے ہم اسے بادِ سحر اوڑ جاینگے

بے یقین گر یہہ ہی شوقِ دید ہے اپنا تو ہم
اپنے مرغِ نامہ بر سے پیشتر اوڑ جاینگے

مانی و بہزاد سے نقشہ ترا کب کہنچ سکا
ہوش تجہکو دیکہکر اسے فتنہ گر اوڑ جاینگے

روئے عالمتاب سے وہ شوخ گر اوٹہے نقاب
مہر و مہ کیا چیز ہین مثلِ شرر اوڑ جاینگے

حضرتِ دل ہین یہہ فرح بند کہنا ورنہ یہہ
صورتِ کافور نادان بے خبر اوڑ جاینگے

بس زیادہ نہ بہا دیدۂ پرنم پانی
ہوگیا چرخ بہا تو قدِ آدم پانی

شدتِ پیاس سے کرتا ہے طلب کیا قاتل
دمِ خنجر سے تری بسمل بیدم پانی

خانۂ دل مین لگی آگ ہمارے شاید
طفلِ اشک اپنے چہڑکتے ہین جو ہمدم پانی

نہ شکایت ہے فلک کی نہ عدو کا شکوہ
تہی مقدر مین اذیت ہے ہمدم پانی

اللہ اللہ رے مری شدتِ گریہ کہ جب
ہوگیا ارض سے تا گنبدِ اعظم پانی

زخم پر چہڑکے نہ جراح لگاتا ہے ہما
شورشِ داغ سے ہوجائیگا مرہم پانی

دیکہا گلشن مین جو رخِ عرق آلود ترا
کیا ہی غیرت سے ہوئے قطرۂ شبنم پانی

اشک گرتے ہوی مژگان سے جو دیکہا تو کہا — خس کے پردون سے تیری ٹپکی ہے چہم چہم پانی

سچ بتا چوٹ لگی کیا تیرے دل پہ فرخ
جاری رہتا ہے جو یون آنکہون سے ہر دم پانی

سنتے ہین اوسکی غیر سے کچہہ ان بنی سی ہے — تقدیر اپنی یار سے بگڑی بنی سی ہے
صبح تلک خدا ہی بچائے شب فراق — بیطرح آج درد سے کچہہ جان کنی سی ہے
برباد ہمکو غیر کو آباد کر دیا — طرز روش ستم تیری چرخ دنی سی ہے
کیونکر رفع ہو درد کہٹکتی ہے بار بار — نوک تیرہ تمہاری جگر مین انی سی ہے
کچہہ کہا کے سو رہین کہ ہو سب قصہ فیصلہ — اب تو صنم ہمین بھی سے جی پہ بنی سی ہے
حالت تیرے مریض کی کہتے ہین غیر سے — ساقط ہے نبض چہرہ پہ کچہہ مردنی سی ہے

کر یاد مین آپ تو فرخ یہہ دختِ رز
پہر کیون بغل مین آپکے احضرت بنی سی ہے

چمن کی سیر کو ہمراہ غیرون کے صنم نکلے — الٰہی رشک سے سینے سے اپنے کیون نہ دم نکلے
نہ مانا او دل نادان ہم کہتے نہ تہے آخر — بتِ ہرجائی کی الفت مین کیا کیا رنج و غم نکلے
شب ہجران مین اکثر رات بہر گنتا رہا ہون مین — جگر کے داغ زیادہ انجم گردون کم نکلے
نکال ہان دل سے ارمانِ ستم ہے تیری قسم تجہکو — زبان کو کاٹ ڈالون گا اگر اُف ہی صنم نکلے
ہمارے گریہ سے دعوے ہے ہمچشمی کا گرا اسکو — یہہ حاضر دیدہ تر ہین کہو ابر کرم نکلے
فراقِ یار مین اس زندگی سے تنگ آیا ہون — الٰہی موت آجائے کہین جلدی ہی دم نکلے
ہزارون طرح کے صدمے سہے لیکن نہ موڑا منہ — طریقِ عشق مین ہم ہی بہت ثابت قدم نکلے
فلک کو پہونک کر عرش معلّٰی دم مین جا پہونچا — کہو جو آہ و نالہ سینہ سے اپنے بہم نکلے

نشان فریاد و فوج اشک سے کیا کیا تجمل تھا
شہید ناز کے کس دھوم سے تیرے علم نکلے

نہ حسرت ہے باقی اور نہ ہے کچھ آرزو باقی
تمنا ہے کہ اپنی جان تیرے زیر قدم نکلے

بناوٹ کی گلی ہے سپہر فلک بیدادگر تیری
سمجھتے ہیں جسکو ہم آسرا وہ ستم نکلے

یقین ہے آفتاب حشر جلکر خاک ہو جائے
اوٹھا کر داغ سے پہاہا اگر محشر میں ہم نکلے

ہزاروں سر جھکائیں آرزوئے قتل میں فرخ
کمر میں باندھکر وہ شوخ گر تیغ دو دم نکلے

بتوں کا ناز بھی بار گراں ہے
اوٹھائیں جور کیا تاب و تواں ہے

ہے مرض عشق ایسا بد بلا روگ
عدوئے زندگی پیر و جوان ہے

تن نازک کی اللہ رے لطافت
ارادہ دل کا شیشے سے عیاں ہے

عبث ہووے ستم جو جو پریں ہے
نہیں کچھ غم اگر وہ مہرباں ہے

نہ ہووے کیوں سبق زہرہ آب ہووے
ہمارے دل میں وہ ہو کر نہاں ہے

تجسّر لعل لب جان بخش جانان
ہمارے درد کا درماں کہاں ہے

نہ دو تکلیف سیر باغ ہمکو
دل پر داغ سیر گلستاں ہے

شتابی لے خبر اشک مسیحا
تیرے بیمار کی ہونٹھوں پہ جاں ہے

[illegible] لاغری نے کوچہ سے تیرے
ارادہ اپنا اب سوئے جہاں ہے

[illegible] شکل خدا سے
نہیں ہے گرچہ لیکن بیگماں ہے

ہوا ہے خون تما ما اپنے دل کا
جو یک اشک یوں مضطر رواں ہے

[illegible] قصد جان اوسکے لئے پھر
نگہ ہے تیر اور ابرو کماں ہے

[illegible] فلک [illegible] کیا کیا
زمیں کوئے جانان آسماں ہے

وصال یار باعث زندگی ہے
فراق یار مرگ ناگہان ہے

ہمین ساقی ہے اپنی چشم پرخون
تری فرقت مین جام ارغوان ہے

کہین گے ہم بھی گر تم کچھ کہو گے
ہماری بھی صنم مونہہ مین زبان ہے

کہین دل دیدیا ہے تونے فرخ
ہمیشہ لب پہ کیون آہ وفغان ہے

ہائے تیغ عشق نے مارا مجھے
زیست نہین اب تو گوارا مجھے

موت نہین آتی ہون جینے سے تنگ
قتل کر اے شوخ خدارا مجھے

قطع ہوئی ہائے امید حیات
دم بھی نہین لینے کا یارا مجھے

ڈوب گیا دل نہ ملا ہائے حیف
بحر محبت کا کنارا مجھے

مفت مین بدنام قضا ہو گئی
فرقت دلدار نے مارا مجھے

بوسہ لب نے ترے رشک مسیح
زندگی بخشی ہے دوبارا مجھے

جیب وگریبان کی اوڑا دھجیان
جوش جنون کا ہے اشارا مجھے

عیش وطرب خواب وخورش چھوڑ کر
ایک تصور ہے تمہارا مجھے

قادر مطلق تری قدرت ہے سب
دل کے عوض بخشا ہے پارا مجھے

ساتھ ہوا چلنے کو تیار کیا
پیک اجل نے جو پکارا مجھے

شوق مین دم آنکھون مین آیا مرے
شکل دکہا اب تو خود آرا مجھے

موت سے بدلین گے شب ہجر کو
اور نہین اب کوئی چارا مجھے

فرخ دل خستہ ہون یارب نہین
تیرے سوا اور سہارا مجھے

نہین خواہش ہمین خدائی کی
بھیک در پر ترے گدائی کی

اوس نے ہمسے جو بیوفائی کی
طالع بد نے رہنمائی کی

اے بتو یہہ غرور بیجا ہے
باتین کرتے ہو کیون خدائی کی

غیر سے پیار کرتے ہو ایجان
یہہ ہی باتین تو ہین لڑائی کی

کس گنہ پر ہون مورد بیداد
دل دیا تمکو کیا برائی کی

مدت آجائے غم نہین اسکا
پر نہ آئے گھڑی جدائی کی

ہر زبان یاد خار رکھتے ہین
داستان اس برہنہ پائی کی

اٹھے مرمر کے خاک ہو ہو کر
یار سے دل مین تیری رسائی کی

چکنی باتون سے لیکے دل میرا
باتین کرتے ہو اب رکھائی کی

نہ ہوا اپنا وہ بت پرفن
بارہا سخت آزمائی کی

آخر انجام بیوفا دیکھا
جس سے دنیا مین آشنائی کی

اے شکر لب زبان شیرین سے
باتین کرتا ہے کیون کھٹائی کی

سامنے غیر کے ہے چھیڑ کا
واہ واہ خوب جگ ہنسائی کی

دام کاکل مین پھنس گیا ہی دل
کون صورت ہے اب رہائی کی

میکدہ چھپ کے جاتے ہو شیخ
باتین ظاہر مین پارسائی کی

کب اٹھا جو بہلا یہہ تیرے قربان ہمسے
صحبتین غیرون سے اور رہنا ایجان ہمسے

مانگ لے وعدہ فردا یہ ضرورت ہو اگر
تابش داغ جگر مہر درخشان سے

نہ جگر رکھتے ہین پہلو مین نہ دل کہتے ہین
لاگ کیون رکھتا ہے او گنبد گردان ہمسے

اوس فسون ساز نے ایسا کوئی منتر پھونکا
دل سے ہم تنگ ہیں اور ہے دل نالان ہم سے

خون ہو جائیگا اک روز تمہارے در پہ
روز کرتا ہے جھڑپ آپکا دربان ہم سے

پانو پڑ پڑ کے ہر اک گام پہ بٹھلاتے ہیں
انس رکھتے ہیں بہت خار بیابان ہم سے

کیا اثر کہتا ہے ناصح تیرا کہنا ہمکو
نہ چھٹیگا نہ چھٹیگا در جانان ہم سے

خواب میں بھی نہ ہوا وصل ہمیں اوسکا نصیب
بار لیتی ہے یہہ کیا کے شب ہجران ہم سے

سر بھی اور جان بھی حاضر ہے جو منظور بتاؤ
کون سی بات پہ پھر روٹھے ہو اے جان ہم سے

بال سلجھا کے او سمجھے ہیں ہوا سے دیکھو
پیچ پھر لائیگی یہہ زلف پریشان ہم سے

شدت ضعف سے ناچار ہیں طاقت نہ رہی
نہیں اوٹھ سکتا ہے اب نازِ حسینان ہم سے

تنگ میں زیست سے ہاں تجھکو اسی سر کی قسم
نہ کبھی کیجیو تو خنجر بُرّان ہم سے

کیون نہ مغرور ہو تم حسن پر اپنے اے جان
لاکھون جان دیتے ہیں دروازہ پہ انسان ہم سے

سن کے اک نالہ کو آزاد کرے گا صیّاد
سیکھ لے طرز فغان بلبل نالان ہم سے

عشق میں جان گئی غم نہیں اسکا اصلاً
بارے آباد ہوا شہر خموشان ہم سے

جوش وحشت تیرے اقبال سے جتنے میدان
کون سا باقی رہا کوہ و بیابان ہم سے

عمر برباد ہوئی مفت میں فرخ افسوس
کوئی بھی بن نہ پڑا کار نمایان ہم سے

غیر کمبخت تیری بزم میں ہیہات رہے
دائم الحبس خدایا کہیں بد ذات رہے

وہ کبھی آنکھون میں آیا کبھی آیا لب پہ
کیا بتائیں شب فرقت میں جو حالات رہے

جان پر کھیلیں گے غیرون سے نہ ملنے دینگے
سر رہے یا نہ رہے اپنی مگر بات رہے

وہ کبھی برسون میں برسے یہہ برستے ہیں مدام
کیون نہ شرمندہ میری آنکھون سے برسات رہے

آتش عشق بھڑکتی ہے نصیحت سے وچند — خوب معلوم تمہین قبلۂ حاجات رہے
شب تاریک مین آتے تھے نظر یار سیاہ — زلف کے سودے مین کیا کیا نہ خیالات رہے
آگیا یاد جو اونکو مجھے گالی دینا — قبر پر آکے بھی پڑھتے وہی صلوات رہے
ایکدم جام پلا ساقی سے نوش مجھے — تا ابد شاد تیری بزم خرابات رہے

فکر عقبیٰ نہ کیا آپنے فرخ کچھ بھی
اوسکے ملنے ہی کی تدبیرین و نزات رہے

حالت اک پیچ و تاب کیسی ہے — جان پہ آفت عذاب کیسی ہے
تیری فرقت مین پڑی بیکل — طرز روز حساب کیسی ہے
بل ہے کثرت نگاہ شوق اپنی — اوسکے رخ پر نقاب کیسی ہے
تیغ ابرو سے کہ شہید مجھے — اسمین صورت ثواب کیسی ہے
اے پری رو تیرے پسینے مین — ساری خوشبو گلاب کیسی ہے
دم مین آتا نہ تو دلاسہ گر — اوسکی ہان بھی جواب کیسی ہے
جان سن قایت شالی ہے — زیست نقش بر آب کیسی ہے
اچیلاہٹ تیری جُبّہ کافر — دل خانہ خراب کیسی ہے

برق و سیماب کی تڑپ فرخ
دل پہ اضطراب کیسی ہے

لیتے ہین بوسہ رخ کے کبھی زلف یار کے — کیا کیا مزے اوڑاتے ہین لیل و نہار کے
بھلا نہین تجھکو ناصحا کیا کیونکہ دل گیا — انداز بھی نرالے ہین اوس گلعذار کے
مرقد مین بھی نہ چین ملیگا پس از فنا — اطوار گر یہی ہین دل بیقرار کے

[illegible] / [illegible] میں میری جان [illegible]

برباد یاں نکر میرے رہنے دو اے صبا / پیچھے پڑی ہے کیوں مرے مشتِ غبار کے

ٹھانی ہے دل میں سو ہیں کچھ کیا ہو / صدمہ کہاں تلک یہ سہیں ہجر یار کے

فرخ ہم اپنے دیدۂ خونبار کے حضور
قایل ہیں کب بھلا کسی ابرِ بہار کے

ہم غیروں سے نفرت جو گوارا نہیں کرتے / لو جینے کی اب ہم بھی تمنا نہیں کرتے

محفل میں رقیبوں کے بلاتے ہیں مجھے آپ / جلتوں کو میری جان جلایا نہیں کرتے

کیا دیر ہے دلوائیے بوسہ رہ مولا / جو وعدہ کیا کرتے ہیں ٹالا نہیں کرتے

جب آتے وہ کلبۂ احزان میں گاہے / تب بیروں ہی ہم آپ میں آیا نہیں کرتے

اغیار کے بہکانے سے اسکے وا سقدر / بیداد و ستم پھر وہ کیا کیا نہیں کرتے

گر معجزہ آتا ہے تو کیوں رشکِ مسیحا / رنجور کا تم اپنے مداوا نہیں کرتے

وہ دن گئے شعلے جو نکلتے تھے زباں سے / اب آہ بھی لب تک کبھی لایا نہیں کرتے

دم کی جدائی بھی گوارا نہ تھی یا اب / ہم آپ سے ملنے کی تمنا نہیں کرتے

چل دور ہو پہلو سے مرے دشمنِ بغلی / ہم تیری بھی پروا دلِ شیدا نہیں کرتے

ہاتھ آئیگا کیا آپکے اس جور و ستم سے
فرخ کو ستاتے ہو کچھ اچھا نہیں کرتے

کب رونے میں عالم کو ڈبویا نہیں کرتے / ہم خوف سے طوفان کے رویا نہیں کرتے

قاتل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے / کیوں خون کو تلوار سے دھویا نہیں کرتے

وعدہ تھا مری قتل کا ایفاے اب اوسکا / ہم دیکھتے ہیں کرتے ہیں وہ یا نہیں کرتے

ہارے بھی تھے ہین بھی داغ دل اپنے
[illegible] کی ان مین [illegible] نہین [illegible]

یاد دُرِ دندان مین تیرے اشکون سے اے ماہ
ہم راتون کو کب موتی پرویا نہین کرتے

اقرار وہ بوسہ دہن تنگ کا اپنے
اصلاح سے کرتے ہین کہ گویا نہین کرتے

کیون جان کا دشمن تو ہوا عشق مین فرخ
دل دیتے ہین پر جان کو کہویا نہین کرتے

کچھ تجھ سے غرض ہم دلِ شیدا نہین رکھتے
گر جان بہی چلی جاے تو پروا نہین رکھتے

کیا روگ لگا ایسا ہین یار الہا
ہم جینے کی کیون اپنے تمنا نہین رکھتے

ہین بات بنانے ہی کو عیسی لب شیرین
بیمارِ محبت کا مداوا نہین رکھتے

کی عرض کہ کیون مجھسے نہین رکھتے سروکار
جہنجہلا کے لگے کہنے کہ اچھا نہین رکھتے

اے کاش کسی اور کی آئی مجھے لگجاے
اب رنج والم سہنے کا یارا نہین رکھتے

قا

ہین روز کے غم کہانے سے تنگ آیا ہون قاتل
گردن پہ میرے کسلئے تیغا نہین رکھتے

گر خوف قیامت ہو تو کہہ دینگے وہان بہی
ناداون سے ہم خون کا دعوے نہین رکھتے

شعلہ ہین شرارہ ہین اور آہون کا دہوان ہے
ہم سینۂ سوزان مین کیا کیا نہین رکھتے

کیا خاک وہ طے مرحلۂ عشق کرینگے
جو سانس بہی لینے کا سہارا نہین رکھتے

اک بوسہ جو مانگا تو وہ جہنجہلا کے یہہ بولے
کچھ پاس ادب آپ ہمارا نہین رکھتے

معلوم ہین جو رنج ہین دل دینے مین ناصح
پر کیا کہین دل سے کوئی چارا نہین رکھتے

خورشید قیامت سے بہی اشک فروشان
جراح میرے داغ پہ پہاہا نہین رکھتے

ہے مونس و غمخوار ہین گو نام ہے فرخ
ہم تیرے سوا اور [illegible] نہین رکھتے

عرشِ بریں حباب ہے طوفانِ اشک سے
تاہم نہ خوے گریہ تیری چشمِ تر گئی

دہوکا ہوا ہے مہرِ درخشاں پہ ابر کا
زلفِ سیاہ یار جو رخ پہ بکھر گئی

ہوجائیگا یقین سے فی النار والسقر
اک آہ شعلہ بار فلک تک اگر گئی

الحمدللہ وہ بھی جنازہ کے ساتھ ہین
مرمر کے عاقبت میری بارے سنور گئی

اللہ رے شوخیان تری تیغِ نگاہ کی
بجلی کیطرح سینہ مین میرے اوتر گئی

برگشتگی طالع کہان تک بیان کرین
سوبار آکے موت بہی فرقت مین پہر گئی

بے چین خفتگانِ عدم کو کریگی تو
مرقد مین بہی جو ساتھ میری چشمِ تر گئی

رشکِ مسیح زود بیا جاتے دیر نیست
لب پر ہے جان شام گئی یا سحر گئی

سُنکر کہا کہ خوب ہوا دردِ سر گیا
مرنے کی میرے شوخ تلک جب خبر گئی

جینے سے تنگ ہون نہین آتی ہے کیون اجل
ہیبت سے شامِ ہجر کے کیا تو بہی ڈر گئی

روکے سے کوئی رکتے ہین ناداں جنونِ دل
عقل و تمیز ناصحا تیری کدہر گئی

فرخ حصول دین ہے نہ دنیا کی عیش ہے
برباد مفت مین یونہی ناداں گذر گئی

کہکہی پیچ پہ وہ زلفِ دوتا آتی ہے
سر پہ عشاق کے اک کالی بلا آتی ہے

دیکھئے کیسے شبِ ہجر سحر ہوتی ہے
نیند آتی ہے مجہے اور نہ قضا آتی ہے

تارے گننے کی جگہہ داغِ جگر گنتا ہون
دل کو شبِ فرقت مین بہلا آتی ہے

بعد مردن بہی یہ کیا ضد ہے صبا کو یارب
اوسکے کوچہ سے میری خاک اوڑا لاتی ہے

ہوتا ہے عالمِ بالا تہ و بالا یکسر
لب پہ اپنے جو کبہو آہِ رسا آتی ہے

عزم رخصت تیرا سن کر بت کافر میری
جان سینہ سے لبون پہ کھنچی آتی ہے

بوسہ کاکل تیری لیجا کے صبا گلشن میں
اور اک تازہ شگوفہ وہ کھلاتی ہے

ساقیا دیر نہ کر جلد لگا دے مونہہ سے
دیکھ کیا جھومتی ساون کی گھٹا آتی ہے

قافلہ موت کا پیغام کھڑا ہے سر پر
آمد و شد سے نفس کی یہ صدا آتی ہے

فکر دنیا مین پھنسے رہتے ہو فرحؔ دن رات
شرم آتی ہے تمہین اور نہ حیا آتی ہے

میرا دل لیکے اوس کافر دغا کی
دوہائی ہے دوہائی ہے خدا کی

ہے میری قتل کا غیرون پہ ارشاد
نئی طرز ستم ہے بیوفا کی

سوال بوسہ پر کہتا ہے وہ بت
تجھے بھی دن لگی قدرت خدا کی

نہین جز مرگ کوئی اور تدبیر
طبیبو اپنے درد لا دوا کی

اوڑا لیجا ہے خاک اوسکی گلی میں
کری مین منتین کیا کیا صبا کی

بتون کے عشق مین کھوئے دل و دین
یونہی تھی ناصحا مرضی خدا کی

ہوا اچھا نہ بیمار محبت
دوا کی مدتون برسون دعا کی

اطبا تھے علاج ضعف دل مین
اجل سر پہ کھڑی ہے میرے مسیحا کی

چورا یا صبا نے چلا ہاتھ سے کیا
یہ شوخی دیکھنا دزد حنا کی

لیا ہے بوسہ کاکل جو سبنے
حقیقت مین بڑی ہی یہ خطا کی

پڑا ہے نامہ بر اتنا نہ اپنا
قریب آمد ہوئی پیک قضا کی

امین کلا امر ہو تا با وفا تو
وطیبہ چشم تر ہمدم ہوا کی

گو الٰہی مفت فرخ عمر افسوس
نہین کچھ بھی خبر روز جزا کی

وہ بھی کیا دن تھے ہمین لذت آزار نہ تھی
لب پہ یون آٹھ پہر آہ شرربار نہ تھی

جب تلک حسن سے واقف طبع یار نہ تھی
اپنے بیگانون سے یون گرمی بازار نہ تھی

مردہ زندہ تیری ٹھوکر سے ہوے جاتے تھے
اک قیامت تھی ستمگر تیری رفتار نہ تھی

سینہ کاوی تھی جگر خون ہوا جاتا تھا
کون سی بات تھی جو ہجر مین دشوار نہ تھی

رہی موجود سے معدوم ہمیشہ تا نیا
کب بھلا آنکھون سے پنہان کمر یار نہ تھی

للہ الحمد جنازہ پہ وہ میرے آئے
ایسی امید مجھے طالع بیدار نہ تھی

زاہدا تو ہے زیست مین کسو اسطے کی
کیا تجھے چشم عفو قادر غفار نہ تھی

جھانک کر دیکھ لیا جلوۂ جانان دل مین
کوئی دیوار وہان مانع دیدار نہ تھی

سچ کہو شوق ہوا کب سے ستمگاری کا
پہلے یون زیب کمر آپکے تلوار نہ تھی

عشق مین جان کے بچنے کا ہے اپنا فکر عبث
پوچھا کیا اسکی خبر تمکو دل زار نہ تھی

نیم بازی نے بھی اک فتنہ اوٹھایا ظالم
چشم فتان تیری سوتے مین بھی بیکار نہ تھی

خوف سے موت بھی اگر نہ پھٹکنے پائی
ایک آفت تھی میرے حق مین شب تار نہ تھی

گو غزل کہنے کو تو نے بھی لکھی تھی فرخ
پر ترے شعرون مین کچھ خوبی گفتار نہ تھی

جان جان یاد تیری ہجر مین جب ہوتی ہے
ہچکیون سے یہ جدا جان بلب ہوتی ہے

ہون چراغ سحری دم کا بھروسا کیا ہے
مفت دشمن میری کیون ہجر کی شب ہوتی ہے

اور سے شعر مین جو انہہ فدا ہوتا ہے
خوبرویون کی طبیعت بھی عجب ہوتی ہے

ساقیا منہ سے لگا دے خم صہبا یکبار
ایک دو جام سے تسکین مرے کب ہوتی ہے

دل لگا کہ کہیں الفت کا مزا تو دیکھو
حضرت ناصح لگی لاگ غضب ہوتی ہے

دل تو مدت ہوئی رخصت ہوا پہلو میں سے
تم جو روٹھے ہو تو لو جان بھی اب ہوتی ہے

فکر کرنے سے تجھے فایدہ کیا ہی فرخ
وہی ہوتا ہے جو کچھ مرضی رب ہوتی ہے

رونے سے چشم تر تجھے دن رات کام ہے
عالم نہ ڈوب جائے خطر کا مقام ہے

الفت بتوں کی واعظا کیونکر حرام ہے
عشق مجاز ہی تو حقیقت کا بام ہے

گیسو سنوارتے ہیں وہ کوٹھے پہ شام کو
گویا کہ مہر ابر میں بالائے بام ہے

مدت کے بعد خواہش گردن بر آئیگی
شکر خدا کہ تیغ تیری بے نیام ہے

بک بک سے مغز خالی عبث ناصحا نہ کر
قابو میں جب نہ دل ہو تو پھر کیا کلام ہے

ہر بار جاؤں جاؤں نہیں چھوڑ سدہارئے
ہونا جو کل ہے آج ہی ہو لو سلام ہے

جور و جفا اوٹھائیں بھلا کس امید پہ
سوچو تو دل میں کوئی تمہارا غلام ہے

دل بستگی ہے ہو جب آلام دہر میں
یعنی جہان میں غافلو کب تک قیام ہے

گر تو نے دل دیا نہیں فرخ تو یہ بتا
کیوں آہ سرد لب پہ ہر صبح و شام ہے

شکر خدا کہ آج وہ بت اپنا رام ہے
زاہد او شیخ کو جا کے سلام ہے

کافر ہو جسکو خواہش جنت سوا ہے دا
تیری قسم ہمیں تو تمنائے جام ہے

مجھسے خدا ہی جانے کہ کیا ضد ہوئی اوسے
ورنہ رقیب و غیر پہ لطف اوسکا عام ہے

ابر سیہ ہو گیا رونا میرا دیکھ تجھے
طوفان نوح آج لگ اسکا نام ہے

ادھ فتنہ کہ خدا ہی پکایگا فیصلہ | جور و جفا کا روز جزا انتقام ہے
جاتا ہے ایکدن تمہین دنیا سے غافلو | پیک قضا کا صبح و مسا یہہ پیام ہے

فرخ ہے ابتدا ہی گھبرا گیا ہے تو
عشق بتان مین عیش یہہ سودائے خام ہے

ہوتی ہے تپ عشق کی باری کئی دن سے | ہے زندگی اپنی مجھے بھاری کئی دن سے
کیا نرگس شہلا سے لڑی آنکھ تمہاری | گلگشت کو جاتی ہے سواری کئی دن سے
کچھ آنسوون کا بہنا نہین آج سے ناصح | دریا میری آنکھون سے ہین جاری کئی دن سے
اے وحشت دل مژدہ بہار آئی ہے سر پر | دیتی ہے خبر باد بہاری کئی دن سے
کیا ہو گیا دلکو میرے یا رب الہا | ہر دم ہے فزون گریہ و زاری کئی دن سے
دم ہچکیان لیتا ہے جو آتا ہے تو آو | ہے نزع مین ہی یاد تمہاری کئی دن سے

فرخ کا برا حال ہے ٹک دیکھہ تو چلکر
ہے نزع کی حالت اوسے طاری کئی دن سے

نالہ ہین بلند اپنے یہہ بارے کئی دن سے | گردون پہ چمکتے نہین تارے کئی دن سے
او غنچہ دہنان ترے شکوے رہینگے | سر بوجھ ہے گردن پہ ہمارے کئی دن سے
اندھیر ہے اغیار کرین زلفون مین شانہ | جلتے ہین ہمارے سینہ پہ آرے کئی دن سے
ہی شکل مسیحا یہہ ہی تیغ ہے خنجر کا | بیچین ہون مین درد کے مارے کئی دن سے
بتلاو مجھے مینے اگر کچھ بھی کہا ہو | کیون روٹھ رہے ہو میرے پیارے کئی دن سے
او کافر بدکیش تجھے کچھ بھی خبر ہے | عاشق مین ترے گور کنارے کئی دن سے

تلاش مین مضمون کر یار کے ہمدم

فرخ بہی عدم کو ہین سدہار گئی دن ہے

گلگشت کو گلشن مین جو وقت سحر آے
نرگس کو وہ کہا آنکہہ وہ بیمار کہ آے

اوڑجائین دہوئین عرش معلی کے یقین ہے
اک نالۂ جان سوز بہی لب تک اگر آے

سکتے ہین کوئی رو کے او ناصح نادان
یہہ حسرت دل ہین جدہر آے اودہر آے

شکوہ نہین اصلا کہ رسے دل لیے روکہائی
افلاس مین ہو جاتے ہین سب اپنے پرائے

سختی دل سوزان نہین نوک مژہ پر
یہہ نخل محبت مین ہین گویا ثمر آے

وادی مین مجھے دیکہہ کے بولا او آقیس
خوش طالع ما قبلہ و کعبہ کدہر آے

جراح میرے زخم پہ پہاہا نہ لگانا
یہہ زخم نہین وہ کہ جو مرہم سے بہر آے

معلوم نہین آے ہین کیون ملک عدم سے
دنیا مین جگر کہانے کو داغ جگر آے

بیمار محبت کو پڑے جان کے لالے
بہتر ہے قضا لینے کو اوسکی خبر آے

جلوے سے ترے آنکہہ جہپکتی ہے فلک پر
مونہہ کیا ہے ترے سامنے شمس و قمر آے

دل دینا نہ فرخ تو خبردار کسیکو
ڈر ہے نہ کہین تیری بلا جان پہ آے

سونے دیتا ہے ہر اک کروٹ پر اک پہلو مجھے
آج ہی کہا جائیگا کیا او درد فرقت تو مجھے

عجب بت بنتا ہے تیرا ہی تصور یہان تک
سچ بتا او فتنہ گر کیا کردیا جادو مجھے

نکہت گل کا گمان ہے میرے جسم زار پہ
کر دیا ہے ضعف نے ایسا ہے رنگ بو مجھے

زندگی سے تنگ آیا ہون خدا کے واسطے
اوسکے ملنے کا بتا ناصح کوئی قابو مجھے

یون جلاتے ہین جو ملکر خال و خط زلف یار
کیا سیہ کارون نے جانا مردہ ہندو مجھے

ناتوان ہون ضعف سے ہمنشی کو طاقت نہ تہی
بس نہ کہلوا اسقدر تم سے ہجران تو مجھے

غالباً فرخ تیرا دل جل گیا ہے عشق مین
تیری آہ گرم سے آتی ہے کچھ کچھ بو مجھے

ہے کچھ پتا ہی خبر تمہین کسیکی
ہے قطع امید زندگی کی

نا حق نہ دو کہا او دل کسیکا
لگ جائے گی بد دعا کسیکی

اسپہ رخ نہ راتدن کہلا غم
کر بات کوئی ہنسی خوشی کی

آتی نہین پاتی لب تلک بہی
رہ جاتی ہے بات جی مین جی کی

پہل پایا نہ سرو نے اکڑ کر
کیون قد سے تیرے برابری کی

اک بوسہ پہ لاکہون گالیان مین
شیخی ہے یہہ حسن عارضی کی

فرخ تمہین موت یون نہ آتی
اچھا کیا تمنے عاشقی کی

ہے موت ہی سے اپنی امید شفا مجھے
کچھ ایسا لگ گیا مرض لا دوا مجھے

ہردم فزون ہین رنج و الم یاس و درد و غم
کہلتا نہین ہے کچھ بہی یہہ کیا ہوگیا مجھے

صدمے کہان تلک مین سہون ہجر یار کے
اس زندگی سے موت ہی دیگو خدا مجھے

چھٹتی ہے کوئی لاگ یہہ دل کی لگی ہوئی
کیا پند و وعظ کرتا ہے او ناصحا مجھے

کعبہ کلیسا دیر و حرم جا بجا پہرا
اب تک ملا نہ پر تیرے گہر کا پتا مجھے

مین ناتوان ضعیف ہون کچھ بوئے گل نہین
کیون ساتھہ اوڑائے پہرتی ہے باد صبا مجھے

فرخ بقول آپکے کیا فکر رزق ہے
رزاق ہے وہ جسنے کہ پیدا کیا مجھے

قتل کرتا ہے تو کرا و بت بے پیر مجھے
کشتہ عشق کی تان چاہیئے توقیر مجھے

تشنۂ آب شہادت ہون گلا سوکھ گیا
پانی پلوا تو سہی آب دمِ شمشیر مجھے

مین کہان اور کہان دشت نوردی ایسی
خاک اڑانے کو لیے پھرتی ہی تقدیر مجھے

وحشتِ دل نے یہہ رتبہ مجھی بخشا ہے جنون
پانو پڑتی ہے اگر ملتی ہے زنجیر مجھے

ہمنے لاکھون ہی کہلائے ہین بل کر جیسے
پیچ مین لائے گی کیا زلف گرہ گیر مجھے

سیر ہے کوہ و بیابان کی دن رات نصیب
حضرتِ عشق نے بخشی ہے یہہ جاگیر مجھے

عذر جور پہ ہا جھنجلا کے جھڑک دیتے ہین
بوسے لینے ہی نہین دیتے دمِ تقریر مجھے

یار جاتا ہے مگر موت نہین آتی ہے
اپنے مرنے کی نہین سوجھتی تدبیر مجھے

کھنچ گیا اور زیادہ وہ ستمگر ہمسے
واہ معلوم ہوئی آہ کی تاثیر مجھے

جی مین ہے بھیجون مصور کوئی قاصد کے عوض
جائے خط تا کہ وہ لادے تیری تصویر مجھے

ہوگا فرخ وہی جو کچھ ہے مقدر مین لکھا
خطِ تقدیر کی معلوم ہے تحریر مجھے

حق بجانب ہے نہین کوئی بھی ثانی آپ کی
نور حق سے ہے بنی تصویر جانی آپ کی

تاب و طاقت لیگئے رنج جدائی دے گئے
بس یہی دو تین باتین ہین نشانی آپ کی

مونس و غمخوار کہتے ہین یہی صورت کو یہہ
ہوگئی برباد کس پر نوجوانی آپ کی

خاطرِ محزون تمہاری یاد سے غافل نہین
رات دن رٹتا ہی رہتا ہی کہانی آپ کی

کلبۂ محزون دلمین حضرتِ غم آتے ہین
خون دل لختِ جگر مین میہمانی آپ کی

حضرتِ ناصح خدا کے واسطے رکھئے معاف
خوب دیدہ [illegible] مہربانی آپ کی

لکھتے ہین احباب خطون مین ہمکو فرخ سب یہی
یاد آتی ہے بہت وہ شعر خوانی آپ کی

خونچکان غم کی جو کچھ اپنی حکایت ہوگی
بس یہی جور کی اوس بت کی شکایت ہوگی

ترک الفت کا کوئی ذکر نہ کیجے حضرت
اور سر آنکھوں پہ ناصح جو ہدایت ہوگی

نہیں دعوے کہ ہمیشہ مجھے اپنا سمجھو
ایکباری نظر لطف کفایت ہوگی

جان پر کھیلینگے یا ہار رہینگے دیکھو
غیر پر سب سے زیادہ جو عنایت ہوگی

خونِ دل پیتے ہیں غم کھاتے ہیں عشاق مدام
مذہب عشق میں یہ کوئی روایت ہوگی

سینے رو کر کہا جب غیر کو پان اوس نے دیا
خون ہوگا جو گلوری نہ عنایت ہوگی

فکر دنیا ہے تجھے دن رات ہے فتح اب تو
عاقبت شرم بھی بے حد و نہایت ہوگی

سبزہ جنگل ہو گئے دل شاد دہقان ہو گئے
جس طرف عاشق ترے باچشم گریان ہو گئے

خاک ہو کر جائینگے باد صبا کے ساتھ ہم
دیکھنا گر صف پہ تیرے ہم بھی دربان ہو گئے

آرزوے زخم جب زیادہ ہوئی بہر نمک
شور بختی سے ہمیرے خالی نمکدان ہو گئے

ہے کنوان اس راہ میں خس پوش اہل دل دیکھنا
مت سمجھنا موے خط گرد زنخدان ہو گئے

فصل گل اودھر سے تو شیخ جی ممکن نہیں
آپ دانا ہو کے حضرت کیسے نادان ہو گئے

چشم گریان آہ سوزان سے ہمارے بارہا
خشک دریا ہو گئے دریا بیابان ہو گئے

حسرت گریہ مرے دل سے نہیں نکلی ہنوز
نوح کے طوفان سے کچھ ہفت طوفان ہو گئے

چپ ہیں فرط ضعف سے طاقت نہیں گفتار کی
جیتے جی ہم ساکن شہر خموشان ہو گئے

آرزوے بوسہ شاید دل میں باقی رہ گئی
قتل کر کے کس لئے صاحب پشیمان ہو گئے

تیغ قاتل سے ہوئے ہیں جسقدر عاشق شہید
شہر ویران ہو گئے آباد ویران ہو گئے

درہم و برہم ہوئے اور کہا ہے کیا کیا پیچ و تاب
بال زلفون کے ہوا سے جب پریشان ہو گئے

قدرتِ خالق ہوئے تم سروِ قامت گلبدن
اور بہارِ عشق کے ہم عشق پیچان ہو گئے

حضرتِ فرخ لگانا وار فانی مین نہ دل
کیا ہوا دو چار دن گر تم بھی مہمان ہو گئے

ہے سے رخصت صبر و طاقت دین ایمان ہو گئے
جب سے ہم محوِ جمالِ روئے جانان ہو گئے

جب نلے دیکھا صاف دو ٹکڑے کیا ہی دور سے
جوہر اوسکی تیغِ ابرو کے نمایان ہو گئے

کس ملاحت سے چھڑکتے تھے وہ زخموں پر نمک
لطف کم ہوتا نہ تھا خالی نمکدان ہو گئے

کھینچتے تھے بند آنکھین دل مین کیا کیا نقشے
کھل گئین جب آنکھ سب خواب پریشان ہو گئے

ہیچ ہلتے ہین جو سر پر گردشِ ایام کے
جب سے ہم وارفتۂ رفتارِ جانان ہو گئے

نالہ ہای شور لب تک بھی اگر آیا ہے سے
خاک چلکر دیکھنا گردون گردان ہو گئے

سر بھی حاضر جان بھی حاضر عذر مینے کب کیا
پھر خفا کس بات پر اے جانِ جانان ہو گئے

اب تو بس کر اے جنون زور آزمائی تا کجا
چاک دامان ہو گئے ٹکڑے گریبان ہو گئے

بوجھ [illegible] ملامت سے سر تن پر سے ٹل گیا
ہم ترے مرہون منتِ تیغِ بُرّان ہو گئے

آسمان پر ہے غبار اپنا صبا کی دوش پر
خاک ہو کر عشق مین ہم بھی سلیمان ہو گئے

وائے قسمت بوسہ اوس لب کا نصیبِ غیر ہو
اور ہم یون گالیان کھانے کے شایان ہو گئے

سنتا ہے نقار خانہ مین صدا طوطی کی کون
بند نالون سے میری مرغِ خوش الحان ہو گئے

کیا ہوا کیونکہ ہوا دل کس طرح سے کھو دیا
آپ تو دانا تھے فرخ کیسے نادان ہو گئے

فصلِ گل آئی ہے اپنے زخمِ دل آلے ہوئے
پہاڑ سے جتنے چڑھ چکے تھے سب کے منہ کھلے ہوئے

انقلاب [illegible] کیا بہت کچھ ہو گیا
کیا ہوا گر غنچے چاہنے والے ہوئے

یا الٰہی انکھین پھوٹین جس لئے تاکا ہوئے
چشم بد سے روزن دیوار مین جاتے ہوئے

او مسیحا جلد لے بیمار کی اپنے خبر
آج یہ سنتے ہین اوسکو جان کے لالے ہوئے

یا الٰہی خیر کیجو دل دہڑکتا ہے میرا
نامہ بر آتا ہے کیون گردن کو یون ڈالے ہوئے

کس طرح سے بار جور چرخ اوٹہا سکینگے وہ لا
مہر و شفقت ناز و نعمت کے جو ہین پالے ہوئے

رخ پہ چہوڑو تو ذرا زلف سیہ کو صنم
دیکھین جا ہی کہان تک ناگ یہ پالے ہوئے

کیون نہ حسرت سے گلے کو کاٹکر یہ جائے
غیر کے ملین ہاتہ گردن مین تیری ڈالے ہوئے

مژدہ باد اے جوش وحشت ناخن اپنے تیز کر
پہر بہار آئی ہی اپنے زخم دل آلے ہوئے

ساقیا مینا و صہبا سے ہین کہنا معاف
ہم کسی کی چشم کے مدت سے ہین متوالے ہوئے

دل دیا جب عشق مین فرخ نے سمجھی تہا
تہا یہی انجام جو اب جان کے لالے ہوئے

ہیہات یار آپکے اغیار بن گئے
اغیار تہے جو آپکے وہ یار بن گئے

کانٹا ہوئے ہین سوکہ کے گو در فراق
پر چشم چرخ کے لئے ہم خار بن گئے

سینہ مین سیر لالہ و گل ہو رہی ہے آگ
انگارے اپنی انکہون مین لیکے یار بن گئے

غمزے سے تیرے اہتو بچا سکینگے نقد جان
اے شوخ دلکو کہو کے ہم بیدار بن گئے

کیا کیجئے سیر لالہ و گل جاکے باغ مین
سینہ مین اپنے داغون سے گلزار بن گئے

آئے نہ فاتحہ کو پس مرگ گور پر
کیا یار چار دن ہی مین اغیار بن گئے

پہڑکے نہ کیونکہ آتش حسرت جگر مین آہ
اغیار یار اوسکے ہم اغیار بن گئے

تیر اسکے گذرے پار نہین ہو سکے یہان
اے چرخ ہم سے الہ جو دو چار بن گئے

کر لئے ہین موتی انکھون سے فرخ بجائے اشک

ہم روتے روتے ابر بہار بن بیٹھے

میری کس بن جا خبر نہیں ہوتی — پر تجھے فتنہ گر نہیں ہوتی

اپنی بیتابی کم شب فرقت — نہیں ہوتی مگر نہیں ہوتی

ڈرتے رہنا کہ آہ مظلومان — اے فلک بے اثر نہیں ہوتی

ہین کمر بستہ جور پہ ہے غلط — دلبرون کی کمر نہیں ہوتی

نیند آتی ہے اور نہ ہوتی ہے — شب فرقت سحر نہیں ہوتی

یہان تڑپتے ہین جان دیتے ہین — وہان کسیکو خبر نہیں ہوتی

لاکھ وعدہ کرو تم آنے کا — دل کو تسکین مگر نہیں ہوتی

ہے غضب جا لگا سموم آہ — شاخ غم بارور نہیں ہوتی

فائدہ کیا کمال سے نادان — آج قدر ہنر نہیں ہوتی

سخت جانی سے زندگی اپنی — دیکھین کب تک بسر نہیں ہوتی

تیرے بیمار کے سر بالین — کس کی اب چشم تر نہیں ہوتی

ہر طرف سے برستے ہین پتھر — وہ وصل اپنی کدھر نہیں ہوتی

شکر صد شکر تیری اے فرخ
اب کبھی چشم تر نہیں ہوتی

کیون شگفتہ کا کل صبا نہ ہوا ہے — ایدل تجھے کیا ہو گئی ہے دیوانہ ہوا

کب خال سیہ ہے رخ روشن پہ تمہارے — جل خاک سیہ شمع پہ پروانہ ہوا ہے

سنتا ہی نہین قصہ فرہاد کو کوئی — مشہور زلیس اپنا یہ افسانہ ہوا ہے

کیون مفت مین سر کھپاتا ہے اے ناصح نادان — دیوانہ کو سمجھاتا ہے دیوانہ ہوا ہے

دیکھا ہے حال ہی کا جب تو دم بھی
ہے ہی حسب کام یہہ مردانہ ہوا ہے

دل خون شدہ آنکھون مین بہر آئے ٹھٹھانا
ساقی ہین حاصل یہہ ہی پیمانہ ہوا ہے

نقد دل مضطر کو دبا بیٹھے ہو صاحب
کیا سود ہے بین زلفون کے بیعانہ ہوا ہے

اوس کافر بدکیش کا ہے دل مین تصور
یہان خانۂ اللہ مین بتخانہ ہوا ہے

کیا شکوہ اپنا ہے زبان سمجھے فرخ
جو اپنا یگانہ تہا وہ بیگانہ ہوا ہے

اٹکھیلیون کی چال جو وہ دلربا سے چلے
سامان موت خلق کا لیکر قضا سے چلے

صحن چمن مین وہ گل و بلبل کو باغبان
محو جمال کر کے تماشا نیا سے چلے

ہو خفتگان خاک کو محشر کا اعتبار
دو اک قدم جو ناز سے وہ دلربا سے چلے

ہووے مبارک ہمکو قدم تیرا اے اجل
عیسیٰ لیے میرے علاج سے ہو کر خفا سے چلے

ہر روز فکر جور مین رہتا تہا تو مدام
لے خوش ہوا تو دنیا سے ہم بیوفا سے چلے

آئے تہے پہلے آپ ہی گریان عدم سے آہ
ہستی سے اب چلے تو ہمین کو رلا چلے

سنتے ہی ہم تو دونو جہان سے گزر گئے
جبدم کہ اوس نے ناز سے ہنس کر کہا چلے

برباد میری خاک کو کر لی ہے کس لیئے
آہستگی سے کہدو کہ باد صبا سے چلے

مطلب ہوا نہ ایک بہی دل کا کوئی حصول
ہم بہی جہان مین فرخ کیا آئے کیا چلے

رنگ اور سیماب تہوڑا سا منگایا چاہیئے
حال بیتابی اونہین چل کر دکہایا چاہیئے

تشنہ لب ہون پیاس کی شدت ہی کا رونا ہے
اے صنم آب دم خنجر پلایا چاہیئے

چرخ کج رفتار کے کیا کیا نہین جور و ستم
آہ و نالہ اب تمہین بہی سر اٹھایا چاہیئے

پہنچے ... ہی ... ہیں ... | اور ہی الفت کا ہمیں ... کامل بنایا چاہیے

ہوں نگاہِ مست کا کشتہ کسیکو ہمدمو | شیشہ سے میری تربت پر چڑہایا چاہیے

کیا عجب ہو وہ دیکھنے آئیں تماشا جانکر | بادلوں کا سانگ ہی ایدل بنایا چاہیے

ہو رہا ہی ہو کہ چپٹ جائینگے اکدن دیکہنا | یوں نہ غیروں کو میری جان پر چڑہایا چاہیے

بے مروت ہے وفا کے پاس الفت ہی ذرا | اوس صنم کو کس توقع پر خدا یا چاہیے

ہو گیا ہے سو کہہ کر پچہتے کیا ہو گیا
نہیں اسے فرخ حبیبوں کو دکہایا چاہیے

ذکر اوس کا بزم میں کرتا ہے چہیڑا کوئی | شرم سے منہ کو چہپا لیتا ہی کیسا کوئی

ڈہونڈہتا ہو اوسکو ملاوینگے کسی دن سمجہیے | اتفاقاً ہی دل کو تسلی نہیں دیتا کوئی

ساتھ مطلب کے ہی سب ساتھی ہیں اپنے ہوشیار | خوب دیکہا تو جہان میں نہیں اپنا کوئی

ضبط جتنا ہے فغاں ذوق نگہ ظالم ... | یاد رکہہ چرخ کبہی لیوے گا بدلا کوئی

ایسا تو سب ہے جو کچہہ ... اپنا لکہی | ہم سا پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

اور کیا کیا ہیں مصیبت ابہی باقی سر پر | میری تقدیر کا پڑہ دیکہو لکہا کوئی

دل کی چہپا کے ہیں اوسکو بہی چہپا ہیں کبہی | حیف ہے دل میں نہ اتنا کبہی چہپا کوئی

فرصت عیش غنیمت ہے کوئی دم ساقی | دیر کیوں کرتا ہے لا ساغر صہبا کوئی

عاشق زار کوئی فرخ بیار کوئی
تیری الفت میں مجہے کہتا ہی کیا کیا کوئی

نہیں اتنا ہی خدا کے لئے کرتا کوئی | کیا کہے اوس سے تیری غم میں ہے مرتا کوئی

گرد سا کرنا قفس سے میرا ہوتا منظور | بال و پر کاہے سبکو اسطرح کترتا کوئی

جو کیا آپکی غفلت نے کیا ہے صاحب
تم جو جلد آتے تو کیون جان سے گذرتا کوئی

دل مضطر پہ اگر ناصح قابو ہوتا
دو کہہ یہ دو کہہ کے اسطرح سے پھرتا کوئی

واعظا حشر کے دن ہی وہی مین تو ہونگے
ایسی باتون سے میان یہان نہین ڈرتا کوئی

چین سے تم تو پڑے سوتے ہو خسخانہ مین
ٹھنڈی سانسین لیں دیوار سے پھرتا کوئی

نزع مین چھوڑا میرا دم نہ نکلتے دیکھا
ایکدو دم کے لئے اور ٹھہرتا کوئی

اعتبار اونکو اگر اپنا بڑھاتا ہوتا
نقد دل لیکے ہمارا نہ مکرتا کوئی

والہ و شیفتہ گشتہ و فرخ شیدا
عشق مین نام مجھے کیا کیا ہی دھرتا کوئی

لیا امیدان زلف یار نے گلشن مین سنبل سے
چھوڑایا دم مین رخ گلبدن نے گل کو بلبل سے

مقابل روے انور ہو کہان ہے حوصلہ اتنا
ملاوے مونہہ تو پہلے مہر اوسکی نقش کے گل سے

ہے ساغر فرقت ساقی مین چشم خونچکان ہمکو
صدا ہے آہ و نالہ آتی ہے شیشہ کی قلقل سے

مگر اس راہ سے گذری سواری حضرت دل کی
الہی کیون یہہ فوج اشک آتی ہی تجمل سے

یہہ موذی کاٹ ہی کہایگا مار آستین ہو کر
نہ الفت کیجیو زنہار اے دل اوسکی کاکل سے

مین ہون دیوانہ ناز کا فرخ ابھی چارہ گرو لیلے
نکل جائیگا دم اپنا میان زنجیر کے غل سے

نہ دل جلدی ہی دیدینا بت کافر کو اے نادان
خدا کے واسطے فرخ توقف تا تامل سے

امید ورد عشق ہے کسکو شفا کی ہے
تاثیر چارہ گر یہان اولٹی دوا کی ہے

اب سے دعا سے ہجر ہی مانگا کرینگے ہم
ضد گر یہہ ہے اثر ہے ہماری دعا کی ہے

پہرتی ہے چار سو میرے بستر کے آس پاس
مٹی خراب ضعف سے میری قضا کی ہے

اللہ رے بے نیازیاں درگاہِ عشق کی
یہاں قدر و شوکت ایک سی شاہ و گدا کی ہے

یہاں تک ہوئی ہیں جینے سے ہم ہجر میں خفا
عیسے سے التجا ہے نہ خواہش دوا کی ہے

کیونکر سہیں نہ ظلم و ستم چرخ کے دلا
تعلیم جور اوسکو بت بیوفا کی ہے

پتھر کا دل میں لاؤں کہاں سے تو ہی بتا
کچھ حد بھی اے صنم تری جور و جفا کی ہے

فرقت میں بن بلائے ہی آئی ہوئی ہے
نظر کرم یہہ حال پہ میرے قضا کی ہے

اوس بت کی جور سہتے ہیں فرخ جو ہم مدام
کسکا قصور کہئے یہہ مرضی خدا کی ہے

نظر کرم وہ پہلی سی شفقت نہیں رہی
آنکھیں بدل گئی ہیں وہ الفت نہیں رہی

جور بتاں سہیں وہ طبیعت نہیں رہی
شکر خدا کہ اپنی وہ حالت نہیں رہی

سر میرا کاٹ کر گئے فرمانے ناز سے
لو اب تو تمکو ہم سے شکایت نہیں رہی

کوچہ میں اوسکے زاہد اب ہے گذر ہوا
واللہ ہمکو خواہش جنت نہیں رہی

شک سوال بوسہ دہن لا جواب ہیں
اثبات نفی میں کوئی حجت نہیں رہی

منہ میں زبان بند رکھو گالیاں نہ دو
بیجا اوٹھائیں ناز وہ عادت نہیں رہی

تاثیر ہم دکہاتے و لے کیا کریں فلک
آہ و فغاں کی ضعف سے طاقت نہیں رہی

کی عرض سینے ملتی نہیں مدتوں سے کیوں
فرمایا ناز سے ہمیں فرصت نہیں رہی

فرخ کا دم ہے لب پہ چلو تم ہی دیکھ لو
سب کہتے ہیں کوئی بچنے کی صورت نہیں رہی

اثر اتنا نالہ کو میرے خدا دے
کہ دم میں زمین و فلک کو ہلا دے

خدا کے لئے آب خنجر سے قاتل
ذرا میرے دل کی لگی کو بجھا دے

[illegible]
[illegible]

نہین ضعف سے تاب اوٹھانے کی ساقی
تو ہی جام مے میری منہہ سے لگا دے

بہت شر اوٹھایا ہے چرخ برین نے
اثر ہان ذرا آہ سوزان دکھا دے

یہ امید ہے چشم تر سے کہ تیر سے
تن زار کوچہ مین اپنا بہا دے

شب ہجر تو ہی چلا چھوڑ ظالم
نہ اے دم مجھے بیکسی مین دغا دے

خدا کے لئے زاہد اس ہاتھ چلکر
مجھے رستہ میکدہ کا بتا دے

صدا اک بوسہ کی ہے اے شہ حسن
جو مولا دلائے تیرا تو دلا دے

گدا کر دے شہنشاہ کو دم کے دم مین
خدا جسکو اک پل مین چاہے بنا دے

سمجھے کیا یہ سودا ہوا ہائے فرخ
ارے حال دل کچھ تو اپنا سنا دے

مہربان بس اب نہ ترساؤ مجھے
ہنسکے صورت اپنی دکھلاؤ مجھے

اوس پری تک کوئی پہنچاؤ مجھے
ورنہ اپنے آپ مین لاؤ مجھے

کوئی دم کا اور دم مہمان ہے
دم کے دم آکہا دیکھہ تو جاؤ مجھے

حضرت ناصح نہ سمجھونگا کبھی
جسطرح سے چاہو سمجھاؤ مجھے

کار شیطان ہے نہ واعظ کیجیے
توبہ سے کو نہ بہکاؤ مجھے

کسکو ہے قول و قسم کا اعتبار
جھوٹے وعدون سے نہ بہلاؤ مجھے

حشر مین فرخ جو پوچھے جاؤگے
کیا کہوگے وہان یہ بتلاؤ مجھے

تپ عشق سے اسقدر ہم جلے
پڑے دست نباض مین آبلے

کہین سوزش دل کا گر حال ہم
زبانِ قلم پر پڑین ا[?] سب جلے

سلے دل ہزارون کے پانوون تلے
جو وہ اک قدم ناز سے وہ سے چلے

ہو دنیا سے بوسہ تو دلوا سئیے
نہین خوب اے جان یہ آرے بلے

جو کہتے ہین سو کہہ گزرتے ہین ہم
ہٹے ہم ہی جانباز ہین ہین چلے

ہے خشک غم سے سدا اشک خار
نہ ہم باغ ہستی مین پھولے پھلے

کرم تیرے کیا کیا رہے رات بھر
شب ہجر رخصت کہ اب ہم چلے

نہ چشم حقارت سے دیکھو ہمین
ہین عاشق تمہارے برے یا بھلے

نکلتا ہے ہر وقت شہر سے دھوان
بس اے سوز فرقت جلے ہم جلے

مین حاضر ہون سو جو ہین جان و دل
نکال آج ہان دل کے سب حوصلے

کہین باز آتے ہین ہم ناصحا
کدھر سے تیرا احسان او باد سے لے

مجھے دیکھ عیسے نے رو کر کہا
خدایا کہین اسکی آئی ٹلے

ہو قرطاس آتش زدہ یک قلم
جلین دل کی لکھین جو ہم دل جلے

یہی ہے تمنا یہی آرزو
نکلجائے جی تیرے قدمون تلے

نہ دین کے ہوئے اور نہ دنیا کے ہم
یون ہی فرخ آئے تھے یون ہی چلے

جو تیغ اوس نے ہمپر اٹھائی ہوئی ہے
تو نے بھی گردن جھکائی ہوئی ہے

رہین تیرے کوچہ مین ہم خاک ہو کر
یہہ ہی دل مین پیاری سمائی ہوئی ہے

بتا مصحف رخ تلک زلف کافر
تیری کسطرح سے رسائی ہوئی ہے

نہ ہوگی دم قتل ہم نذر قاتل
اسیواسطے جان لگائی ہوئی ہے

جو دیکھا تو شکل اس پہ حیا زدہ بھی
تیرے رخ سے آئے لجائی ہوئی ہے

خدا را تو آ جلد رشکِ مسیحا
لبون پر میری جان آئی ہوئی ہے

رولایا مجھے تمنے غیرون کو آگے
بہت اسمین میری ہنسائی ہوئی ہے

سُنا ہے جیسے عزمِ سفر یار جانی
میری جان و تن مین جدائی ہوئی ہے

کیا اوس نے پھر آج شبخون کا سامان
مسی لعل لب پر جمائی ہوئی ہے

وہ سنتا ہے کب حالِ دل میرا بد خو
رقیبون نے پٹی پڑھائی ہوئی ہے

لگی دیر کیون ہوتے فرقت مین اتنی
کہین تو نے مہندی لگائی ہوئی ہے

وہ کہتے ہین روتے ہوئے دیکھ مجھکو
کہین آنکھ تو نے لڑائی ہوئی ہے

لگی چوٹ کیا دل پہ فرخ تمہارے
جو رونی سی صورت بنائی ہوئی ہے

مین مر چکا نہ میرے درد کی دوا سوجھی
فضول حضرت عیسے کو اب یہ کیا سوجھی

امید زیست سحر تک نظر نہین آتی
شب فراق مین اپنی ہمین قضا سوجھی

ہے لطف غیرون پہ اور ہم پہ تیغ و بیداد
بتا تو اے بت کافر یہ دل مین کیا سوجھی

نشان دانت کا اوس لب پہ دیکھکر ہون خجل
شراب پی کے شرارت یہ دلکو کیا سوجھی

اوڑاے تو نے چڑہے تھے جو پھول مرقد پر
تھی یہ چھیڑ تجھے ہمسے اے صبا سوجھی

طبیب اوٹھ میرے بالین سے دم اوکھڑتا ہی
تجھے تو سوجھتی ہی ہے اپنی اب شفا سوجھی

وہ مکھڑا دیکھکے دل نے کہا تھا صل علے
جو زلف دیکھی تو کالی غضب بلا سوجھی

ہے میری قتل کا ارشاد غیر پر شاباش
ہی یہ طرز ستم تجھکو بیوفا سوجھی

اگر حرام ہے کیون خلد مین ہے جو ہو شراب
بتا تو اولٹی تجھے کیا یہ واعظا سوجھی

لو اپنی عمر تہوڑی ہین محبت کی بہت
نہ زاہد عقبیٰ کی کچھ ذرا سوجھی

ہر اک دم رولانا نہیں چاہیے
سدا دل دکہانا نہیں چاہیے

کہیں بد دعا لگ نہ جاتی نہیں
کسیکو ستانا نہیں چاہیے

لئے ساتھ آتی ہو غیر کو کیوں
جلے کو جلانا نہیں چاہیے

ابھی آکے ہو جاؤں جان سے کیا
بڑھا کر گھٹانا نہیں چاہیے

تماشا ہے قدرت دکھلا دی
نہیں منہ چھپانا نہیں چاہیے

ق

بجا ہے جو ارشاد ہو ناصحا
پہر ہنسنے بہی نا نہیں چاہیے

مگر کیا کریں دل سے مجبور ہیں
محبت سے کہنا نہیں چاہیے

قیامت ہے روشن سیلان شکستہ
انہیں سے مٹانا نہیں چاہیے

فنا ایکدن ہے یہ دار فنا
یہاں دل لگانا نہیں چاہیے

مگر نے ہوا قرار ہوتے کیوں
ہنسا کر رولانا نہیں چاہیے

ادہر ہین کچھ بہی پروا نہین تیری شیخ
تجہے بہی گنوانا نہین چاہیے

ہوئے کیا وہ اقرار پیارے تمہارے
جو باہم ہوئے تھے ہمارے تمہارے

ہر اک بات پہ منہ چڑاتے ہو صاحب
نہ اسلئے مین انداز سارے تمہارے

پہ قتل تیار ہے چین ابرو
سمجھتا ہوں پیارے اشارے تمہارے

مجھے حسرت غیروں سے تمکو الفت
بنے کسطرح پہر ہمارے تمہارے

چلے تم کہاں میری پہلو سے اوٹہکر
مین جیتا ہوں پیارے سہارے تمہارے

تو جانے ہیں ملک عدم کو ... / ... اٹھتے ہم نے پکارے تمہارے

رقیبوں سے ملتے ہو جا جا کے گھر پر / نکلنے لگے پانو بارے تمہارے

زبان شمع کی طرح رکھتا ہوں لیکن / نہیں بولتا ڈر کے مارے تمہارے

پھر ہی سے پیار الفت ہی سوچو تو ہیں / تمہارے ہی سارے ہی چاہنے تمہارے

ستاؤ نہ بس حضرت عشق [illegible] / کہاں ہم نکل جائیں مارے تمہارے

کہاں وہ تمکین جوانی کی مشفق
نشے کس نے فرخ اوتارے تمہارے

ایک دو وار میری جان لگائے جاتے / جو نہیں تیغ ہی تو کہا سنے جاتے

حال دل اونکو پھر حال سنا دیتے / لگے وہ جو آنکھ کہیں آتے جاتے

کر دیا ضعف نے کانٹا سا یہ میرا تن زار / دم او بجھتا سے میرے سینے میں آتے جاتے

مر دہ سنکر تیرے آنیکا عیادت کے لئے / دم کوئی دم کے لئے ٹھہرا ہی جاتے

مہربان آپ کے غم نہیں اسکا لیکن / ڈھنگ جینے کا نہیں ہی تو بتا جاتے

ہم الفت تھا تو تربت پہ میرے آنا تھا / گر نہ تھی پھول تو تھوڑی ہی چڑھا کے جاتے

موت کے آنے میں اب اور ہوا کم اک دم / دم سنا جاتے مرقت پہ آکے جاتے

[illegible] شم ہی کر ان شور قیامت ہو وہ چال / بخت خوابیدہ اگر اپنا جگا جاتے

اب تو منجر کا میں محتاج ہوا فرخ
وہ میرے دل کی لگی کو بجھا جاتے

حضرت موسیٰ سی طور کا جلوہ سمجھے / ہم اور سے اپنے دل زار کا سایہ سمجھے

وہ کم [illegible] کو اچھا سمجھے / الفت [illegible] ہم اپنے [illegible] سمجھے

پاس الفت سے نہ کچھ خوف خدا ہو جس مین
کہو کس بات سے کوئی ہمین اچھا سمجھے

مرض ہجر نے یہ تنگ کیا جینے سے
ملک الموت جو آیا تو مسیحا سمجھے

نہ مروت نہ وفا ہے نہ ترحم مطلق
غلطی ہے جو کوئی جان تمہین اچھا سمجھے

غیر ممکن ہے لگی جونک کبھی چھیڑ پہ
ناصحا اپنا بھلا کیا دل شیدا سمجھے

نیت کہتا ہے کوئی مست کوئی کہتا ہے
کبریا کو فتح کہو ہم کیا سمجھے

عشق مین اوسکے دلکو کہو بیٹھے
زندگانی سے ہاتھ دہو بیٹھے

تیرے در پر ہے مجمع اغیار
ایک اوٹھا تو آ کے دو بیٹھے

بل بے سیل سرشک دیدہ تر
ہم ترے ہاتھون گھر ڈبو بیٹھے

ہووے اکدم مین شاہ ہفت اقلیم
تیرے کوچہ مین آ کے جو بیٹھے

جیب و داماں کو چاک کر کے عبث
کیسے بیکار ہم بھی ہو بیٹھے

جسپے بیٹھا یار اسکو غیرون نے
جان کو ہم ہر دن کے رو بیٹھے

خاک ہو کر اوٹھینگے وہ ہی تیرے
اب تو ہونا جو ہو سو ہو بیٹھے

بنکے خاموش صورت تصویر
تیری محفل مین ہم بھی گو بیٹھے

کیون سر اپنا پھیر لے ہو فتح
کہو دل کس طرح سے کھو بیٹھے

یاد آیا نثار کیا کیجے
دل سو ہے داغدار کیا کیجے

حسرت اصح دل تو دے بیٹھے
ہو کے بے اختیار کیا کیجے

جان باقی ہے یہان نہ دل باقی
نذر اسکے پیک یار کیا کیجے

جانِ زار آ گئی ہے ہونٹھون پہ
اب ترا انتظار کیا کیجے

کم بہت ہو گئے انجمِ گردون
داغِ دل کا شمار کیا کیجے

مر ہی آئیگی اپنے وعدہ پہ
التجا بار بار کیا کیجے

لینے دیتا نہین یہہ چین اک دم
دلِ بے اختیار کیا کیجے

پیش آیا نوشتۂ تقدیر
گلۂ روزگار کیا کیجے

طلبِ بوسہ پہ وہ کہتے ہین
ق اے مرے کردگار کیا کیجے

ایک بوسہ کی ہین تمنا مین
لاکہون امیدوار کیا کیجے

رشکِ گلشن ہین داغِ دل اپنے
سیرِ گلزارِ یار کیا کیجے

آبلے آپ ٹوٹ جاتے ہین
منتِ نوکِ خار کیا کیجے

فکر دن رات ہی یہہ ہے شیخ
ہین گنہ بیشمار کیا کیجے

وہ رخِ روشن جو گہہ گلشن سے کبھی کہلا ہی
ہو گئے نادم مہرِ تابان ابر مین چھپ جاتا ہے

ناصحِ مشفق کرین کیا ہم بہت مجبور ہین
کچھہ نہین چلتا ہے بس جب دل کہین لگ جاتا ہے

مگر ہے ہوتا ہی جگر شق کتان بے اختیار
جب وہ تیرا چاند سا مکھڑا صنم یاد آتا ہے

دل مین پہلو مین جگر مین گر نہین تیرا گذر
شوخیان پہر کون طفلِ اشک کو سکھلاتا ہے

پہر بہار آئی چمن مین ہوگا پہر جوشِ جنون
داغِ دل پہلو مین اپنے پہر ہمین کھجلاتا ہے

پل بے اوس کانِ ملاحت کی محبت کا اثر
رات دن ہمکو یہہ غم کس کس مزہ سے کھاتا ہے

سوئیدہ ناکانٹون کا دیگا پانوکو ایذا ضرور
جو شریرون کو ستاتا ہی آپ وہ دکھہ پاتا ہے

دیدہ کی مانند ہوتا ہے شنیدہ بہی کہین
ذکرِ جنت سے تو زاہد کیون ہمین للچاتا ہے

ایک تو اولٹی چھری سے ذبح کرتا ہی مجھے
دیکھئے ہوتا ہے کیونکر خاتمہ بالخیر آج

مین تڑپتا ہون تو اولٹا اور وہ جھنجلای ہے
وصل کی پہلی ہی شب اور وہ بہی بیمار ہے

جو ارشد نے تہا فتح ہو چکا اوسکا ظہور
اب کفِ افسوس مل ملکر عبث پچہتاتے

تیری گردش کا باور تب دلِ افگار مین آئے
فلک گر لغفہ قدوان صحبتِ اغیار مین آئے

سبب سے آتا ہے یون تو اک نہ اکدن آجل لیکن
بڑا احسان ہو گر اب فراقِ یار مین آئے

چراغان کا تماشا تب ہی جو ہم دکہاوینگے
اگر لختِ دل اسکے چشمِ دریا بار مین آئے

یہہ جان و دل ہین حاضر جسطرح مرضی والا ہو
ہم اپنے حضرتِ عشق آپکی سرکار مین آئے

نہین ہے حسن یوسف کی طرح بازار کا سودا
کہین خوشتری گر وہ صنم بازار مین آئے

کیا کب عذر مینے قتل کیجے سر یہہ حاضر ہے
کبھو پہر کسلئے بل ابرو ئے خمدار مین آئے

گہلایا ضعف نے یہانتک کہ کیا نام تک باقی
توانائی کہان سے میرے جسمِ زار مین آئے

نکالا ہے نیا یہہ چشملا اوس شوخ پرفن نے
چہپایا دیکھکر منہ جب وہ ہمسے پیار مین آئے

صدائے نازِ خلخالِ صنم شورِ قیامت ہے
بپا ہو فتنۂ محشر وہ گر رفتار مین آئے

پریشان حال سنبل کا ہوا تو کیا تعجب ہے
کیا بیمار نرگس کو وہ جب گلزار مین آئے

کرے جور و جفا فتح وہ یا لطف و کرم اصلا
نہین کچھ عذر اپنا جو مزاجِ یار مین آئے

نہین یہان تابِ گفتگو باقی
تیر جگر آ سے جنگجو باقی

ہے قصہ سے عبث قصاد
نہین یہان جسم مین لہو باقی

دم نکلتا ہی اوسکے قدمون پر
ہی یہہ ہی ایک آرزو باقی

دیکھئے دل یہہ ہی تھا پاس اپنے | کیا رہا اور تند خو باقی
اپنا ساقی حساب ہے جبتک | ہین یہہ جام و مے و سبو باقی
گئے سب دل کے ساتھہ صبر و قرار | رہ گئی جان زار تو باقی

دل مین جو ہو سو کر گذر فرخ
رہ نجائے کچھہ آرزو باقی

ناتوانی نے نہ کچھہ جسم مین چھوڑا باقی | رہ گیا نام ہے بس صورت عنقا باقی
لے چکے دل ہے فقط جان تمنا باقی | یہہ ہی لے لیجئے جو ہو آپکا دعوے باقی
صبح مین ہونگا نہ تو اے شب فرقت ہوگی | اور دو چار گہڑی کا ہے یہہ جھگڑا باقی
قتل کر کے مجھے جاتا ہے کہان اے قاتل | ہے ابہی میرے تڑپنے کا تماشا باقی
دیکھکر مجھکو کہا اوس نے میری قسمت کے | رہ گئے تھے یہہ ہی اک عاشق شیدا باقی
دیکھنے پائے نظر بھر کے نہ سوئے قاتل | رہ گیا غمزۂ خونخوار سے شکوا باقی
اور سب کچھہ تو بد و نیک زمانہ دیکھا | اپنے مرنیکا ہی یہہ ایک بکھیڑا باقی
خاک مین مل گئے کچھہ غم نہین اسکا لیکن | اوسکے ملنے کی رہی دل مین تمنا باقی

پیش آیا وہ ہی فرخ جو مقدر مین تہا
ابہی معلوم نہین اور ہے کیا کیا باقی

کہان ارمان گریہ دیدۂ پرنم نکلتا ہے | کہ ہر اک اشک مین طوفان کا عالم نکلتا ہے
کوئی دم اور ٹھہرو دم لبون پر آن پہنچا ہے | تماشا دیکھتے جاؤ ہمارا دم نکلتا ہے
دکہا کر چشم جادو کر گئے تم بیہوش ہر اک کو | یہہ وہ بادام ہین جنسے کہ کار سحر نکلتا ہے
نہین جلدی سے دم نکلے کہین جلدی سے دم نکلے | فراق یار مین مشکل سے یہہ ہی ہمدم نکلتا ہے

نہین مشتاق تیری دید کا تو کسلئے پیارے
یہہ کیون ہر صبح مضطر نیر اعظم نکلتا ہے

یہہ خورشید سے وصل سے اوسکو کہ کردیتا ہے ٹکڑے
جو اوسکے روبرو بادام بہی توام نکلتا ہے

نہین پروا اوسے مطلق ہماری ابتک فرخ
غضب ہے جس بت کافر پہ اپنا دم نکلتا ہے

ہوئی مشہور کس کس جا نہ غم کی داستان میری
ولے انکو خبر ہے کچھہ نہ ابتک او جوان میری

ہوا ہون اسقدر مین ناتوان ایسا کہ گلشن مین
ہوئین پانو مین موج بوئے گل ہی بیڑیان میری

نہ پہنچے نامہ رخصت آپکا کیا جائیگا صاحب
ابہی تن سے نکل جائیگی یہہ روح روان میری

ہمیشہ گالیان کہانا ہی لکہا تہا مقدر مین
نصیب اوس لعل لب کا بوسہ ہو قسمت کہان میری

ہوا ہون کیا ہون سراپا مظہر سوز تپ الفت
برنگ شمع ہی ہو نہ مین میری ہمدم زبان میری

ذلیل و خوار و رسوا ہو چکا ہون تیری فرقت مین
نہ پوچھی بات ہی آکر ذرا تو نے او میان میری

نہون منت کش دونان نہون محتاج غیرون کا
دعا مقبول ہو الہی خدائے دو جہان میری

صحبت کے لائق گو نہین پر مشتاق ہی میری
اثر پیدا ہو سکے پہلا مین کیا کرون فرخ
گئی ہے لامکان تک بارہا فغان میری
یہہ مجکو سعادت ہو ویسے پیغمبر میری

نہین دل رکہنا آتا ہے نہ مین پہچانا آتا ہے
غرض دل مین کہ ہر ایک سے بیگانا آتا ہے

ہمیشہ کو دکان سے یہہ شہر بہچ ہر ہی ہولی
عجب شان تجمل سے تیرا دیوانہ آتا ہے

تصور مین کیا کرتے ہین پہرون آپ سی باتین
ہمین یون آپکی فرقت مین دل بہلانا آتا ہے

مسیحا کی ہوئی امت کو شکر سے جلاتے ہو
عجائب معجزہ یہہ آپکو جلانا آتا ہے

نہ کیجے منع رونے سے ہمین واعظ جب دل ہے
نہ کچھہ چلتا ہے بس تب گریہ بے تابانہ آتا ہے

کلیجا ہے دیکہا کہ صنم چل سب نہادٹ ہے
عجب شیطان صفت واعظ تجہی بہکانا آتا ہے

کرو گے ذکر عقبیٰ بھی کبھی یا یوں ہی اے فرخ
کفِ افسوس مل ملکر تمہیں پچھتانا آتا ہے

تمت باب الخیر فی القصائد

نامۂ شوق

اے لعبتِ یار جاں فزانی ❊ سرمایۂ عیش و کامرانی
اے باعثِ زندگانی من ❊ وے موجبِ شادمانی من
لکھتا ہوں ثنا سے پیاری ❊ پر لکھتا ہوں حالِ بیقراری
ہر چند سے لکھنا ہے مشکل ❊ لیکن نہیں مانتا ہے یہ دل
ہے شوقِ وصال اسقدر مجھکو ❊ لکھنے کی نہیں مجال مجھکو
سنئے ذرا گوشِ دل سے دلبر ❊ جو حال گذر رہا ہے دل پر
جس روز سے تجھ سے میں جدا ہوں ❊ بجلی کی طرح تڑپ رہا ہوں
ہے خواب و خورش حرام مجھکو ❊ دنیا سے نہیں ہے کام مجھکو
دریا میری آنکھوں سے رواں ہے ❊ نالہ کبھی لب پہ گہ فغاں ہے
رخصت ہوئے صبر اور طاقت ❊ بس کرتا ہے اک شورِ رفاقت
حیران ہوں کیا کروں الٰہی ❊ لگتا ہی نہیں کسی طرح جی
وحشت ہے یہ دمبدم فزوں تر ❊ جنگل سے سوا ہوا ہے گھر
ہے ہجر بدور سے خرابی ❊ ہر دم سے زیادہ اضطرابی

ہوتا ہے فزون جو رنج دلکو	پڑھتا ہوں میں کہکے یہ غزل کو

غزل

اوس گل سے جو اندنون جدا ہون
بیگانہ ہر ایک سے ہوا ہون

بے خود مین یہان تلک ہوا ہون
معلوم نہین کہان ہون کیا ہون

آ جلد کہ لب پہ جان ہے میرے
اس زیست کو کب تلک نباہون

ہے ناصحا جان عزیز سبکو
وہ جان ہے کیون اوسے نہ چاہون

ہل جاتے ہین دم مین چرخ و افلاک
سینہ سے جو آہ کہینچتا ہون

کب تک کرون انتظار تیرا
اب راہ عدم کو دیکھتا ہون

کہلتا نہین کچھ بہی بہید فرخ
مین جینے سے اپنے کیون خفا ہون

رہتا ہے سدا خیال تیرا
ابتر ہوا ہے حال میرا

فرقت مین تیرے یہ پایمالی
رنگت ہے بدن کی زعفرانی

ہے شام و پگاہ آہ و زاری
ہوتی نہین کم یہ بیقراری

گنتا ہون فلک کے شب کو تارے
دم بہرتا ہون زندگی کے بارے

غم کہاتا ہی کو اور ہم غم
مونس ہے کوئی نہ کوئی ہمدم

پیتا ہی دل کسے سنائین
بیدردی تو کسے دکہائین

کس سے کہین حال غم جگر دوز
چہوٹ بیکسی کون اوٹہائے افسوس

سمجہے کہ ہے نہ کوئی آتا جاتا
دم گہٹتا ہے اور رونا آتا

سینہ تپتا ہے جگر سا جلتا
لب پر ہے آہون کا دہوان

ہر دم جو زیادہ درد دل ہے	اب ورد زبان یہ غزل ہے

غزل

ہے کچھ ہی خبر نہیں کسی کی
ہے قطع امید زندگی کی

ناحق نہ دکھاؤ دل کسیکا
لگ جائے گی بد دعا کسی کی

اے جس سے نہ رات دن کھلا غم
کر بات کوئی ہنسی خوشی کی

آنے نہیں پاتی لب تلک ہی
نہ جاتی ہے بات جی مین جی کی

فتح نہین ہوتے یون نہ آتی
اچھا کیا تمنے عاشقی کی

ہے آہ کبھی کبھی ہے زاری
مشکل ہوئی زیست اب ہماری

گر یون ہی رہی یہ بیقراری
تو ہو چکی زندگی ہماری

کھائیگا یون ہی یہ ہمکو گر غم
مر جائینگے ایکدن یونہی ہم

جینے کا نہین ہے کوئی ڈھنگ بھی
گر یون ہی رہیگا ہمکو غم تنگ

یہ غم نے کیا ہے آہ تلپٹ
دشوار ہے لینا ہمکو کروٹ

یہ ضعف نے کی ہے مہربانی
جاتی نہین اپنی ناتوانی

بسمل کیطرح تڑپتا ہے دل
ہے سانس بھی لینا اب تو مشکل

ہوتی تھی بسر خوشی مین ہر رات
کیا جانتے تھے کہ ہائے یہ بات

یون رنج جدائی مین سہینگے
دشمن بھی سے جان پہ سہینگے

بیرحمی چرخ سفلہ پرور
پایا ہی اولٹا ہے مقدر

بیرنگی چرخ رنگ لائی
تمسے ہوئی ہائے یون جدائی

گر جانتے ہم یہ رنج ہجران | دل دیتے ہوئی مفت حیران

پھر رنج جدائی ہم نہ سہتے | دل دیتے نہ رنج مول لیتے

پائی ہے چین جان مضطر | کہتے ہیں فلک سے آہ بھر کر

ایسا رنج سے جان ہو کر | کیوں پیچھے پڑا ہی ہاتھ دھو کر

ہمنے تیرا سے رنج کیا بگاڑا | کیوں تونے یہ ملک دل اجاڑا

ہمنے تیرا سے رنج کیا لیا ہے | کیوں رنج پہ رنج دے رہا ہے

تونے ہمیں مفت میں ستایا | ظالم تیرے ہاتھ کچھ نہ آیا

بیرحمی حسن نے کئے غور | ظالم انے کیا ہے زندہ در گور

حالت ہوئی اپنی کیا یہ ہائے | دشمن کو خدا یہ دن دکھائے

فرقت تیری ایک تو غضب ہے | تس پہ یہ فراموشی عجب ہے

رہ رہ کے یہی ہے سوچ پیارے | کیوں دشمن جان ہو ہمارے

امید تھی ہمہ اور وفا کی | تونے میرے لئے دل دغا کی

بھولے ہو کیا نہ یاد ہمکو | کیا ہوتا جو کرتے شاد ہمکو

گر جانتے ہو کے رنج فرقت | کاہیکو بڑھاتے تم سے الفت

بھیجا کوئی پرچہ اور نہ نامہ | کاغذ نہ ملا کہ تمکو خامہ

اقرار یہی تھے یاد کیجے | ٹک سوچئے میری داد دیجے

کہتے تھے کہ قول لے قسم لے | بھولینگے نہ دل سے تمکو کاہے

کہتے تھے کہ یاد لائینگے ہم | دل سے نہ تمہیں بھلائینگے ہم

گھبراؤگے گر تو آئینگے ہم | فرقت میں نہ یوں ستائینگے ہم

آنا تو ہے در کنار افسوس
بھولے سے کیا نہ یاد افسوس

فرمائیے کون بھولا پیمان
کہیئے وہ کہان ہین عہد و پیمان

کہیئے وہ کہان ہین قول جناب
دو دو نہین گئے ہو بھول صاحب

دو روز مین تمنے بس بھلایا
بھولے سے بھی یاد مین نہ آیا

کیون یاد بھلائی دل سے ہماری
مین جیتا تہا بس اسی سہارے

کیا ایسی ہوئی ہے آہ تقصیر
آفت زدہ کو کیا جو دلگیر

گر ہو سے قصور بخش دیجے
مرتا ہون مین مجہکو زندہ کیجے

تہا منتظر پیام تیرا
اس آس مین دم رہا تہا میرا

اب ٹوٹ گئی ہے آس واللہ
تمکو نہین کچہہ بہی پاس واللہ

معلوم ہوا تیری محبت
ہو نہ دیکہنے کی تہی وہ ساری الفت

مرجائے اگر کوئی بلا سے
کیا تمکو غرض میری وفا سے

شادی سے نہ عیش اور نہ غم کم
جینے کی خوشی نہ موت کا غم

تمکو نہین کچہہ غرض کسی سے
مطلب غرض اپنی ہے خوشی سے

کیا ہوتا جو نامہ بہیجتے تم
حالت میری آکے دیکہتے تم

کچہہ شان مین فرق آ نہ جاتا
مین مفت مین جان سے نہ جاتا

پر سے خدا اگر لگاتا
پروانہ صفت مین اوڑکے آتا

پر کیا کرون ناتوان ہوا ہون
زندہ مردون سے بہی سوا ہون

آتا نہین تمکو میری پروا
لیکن ہو نہین دل ہے ترا شیدا

سنتے نہ ہو شوق [illegible] ار مجہکو
تن پیر یہ گل بہی کہاتا مجہکو

مین جسم ہون تو ہے جان جانی
بن تیرے ہو کیونکہ زندگانی

کب زیست جدائی مین ہو امکان
رہتا نہین جسم زندہ بے جان

ہون گو کہ گہڑی کا اب ہی مہمان
سب مرگ کے ہو چکے ہین سامان

اب بہی اگر آنا ہے تو آو
مرتا ہون مین مجھکو دیکھہ جاو

آئے تو امید زندگی ہے
بچ جاؤن تو بات کیا بڑی ہے

آ جلد کہ جان زار ٹہیرے
اپنا دل بیقرار ٹہیرے

کر رحم جو دل مین کچھہ ذرا ہے
مرتا اک بندۂ خدا ہے

گر زیست میری ہے تجھکو منظور
جلد آ کے خبر لے غیرت حور

جینے کی نہین ہے کوئی صورت
للّٰہ دکہاو آ کے صورت

آ رہتے تو زندہ پاؤ گے تم
پچتاؤ گے گر نہ آؤ گے تم

فقط کوئی دم کا اب ہی مہمان
کی دیر اگر تو حق نگہبان

کرتا ہون مین نامہ ختم اسجا
اب لیجے سلام شوق میرا

حافظ ہو تیرا خدا تعالے
عالم مین سدا ہو بول بالا

خوش شاد رہے مدام تمکو
تا حشر رہے قیام تمکو

دنیا مین رہو سدا سلامت
با حشمت و جاہ و با کرامت

قطعات و رباعیات

کہا اگر نہ ملین اوس سے دل ہی میرا جانی
خطا بخشو خدارا ہو گئی ہمسے نادانی

ادا و ناز سے ہنسکر لگے کہنے کہ او نادان
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

دیگر

دیا دل جب سے ہمنے اوس بت کافر کو ای فرخ | کوئی کہتا ہے سودائی کوئی کہتا ہے خفقانی
مین سمجھاتا ہون دلکو جبکہ بہتی ہی پشیانی | چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

دیگر

تیری ہستی رقیب رو سیہ کیا | فلک چکرا گیا ہے آہ رسا سے
نہین لاتے ولیکن لب تلک ہم | خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

قد سے چشم سے زلف دوتا سے | نگاہ و ناز و انداز و ادا سے
بچائے دل کہو کس کس سے کوئی | خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

ہوئے ہین تنگ جینے سے الٰہی | ہمین پالا پڑا کس بیوفا سے
نکلتا ہے یہہ ہی اب تو زبان سے | خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

کہو دل کس طرح عہدہ برا ہو | ستم سے ظلم سے جور و جفا سے
ستمگر سمجھہ ہرگز نہ سے تو جانے | خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

دیگر

ہائے غیرون سے کے منہ لگتے ہے | مہربان ہمسے کج ادائی کی
ذرا انصاف تو کرو دل مین | دل دیا تمکو کیا برائی کی

دیگر

بوسۂ لب جو دو تو جی جاؤن | مینے اوس سے کہا یہہ ہو بیخود
مسکرا کر لگے وہ یون کہنے | واہ کیا خوب یک انشد دو شد

دیگر

ایکدن اوس سے کہا مینے کہ او بیداد گر | راتدن ہمکو نہ یون بیرحم ستایا چاہئے
سنکے وہ کہنے لگے بس حوصلہ معلوم ہے | عاشقی مین رنج و غم سب کچھ اوٹھانا چاہئے

دیگر

مرتا ہون مجھے گلے لگالے | کی عرض یہہ مینے بیوفا سے
سنتے ہی کہا یہہ اوس نے ہنسکر | مرجائیے جو تو میری بلا سے

دیگر

تنگ کرتے ہو ہمکو کیون حضرت | تم بھی ناصح کسی پہ مر دیکھو
مزہ الفت کا اور ہی کچھ ہے | حوصلہ ہو تو عشق کر دیکھو

دیگر

مینے کہا گر یہہ رشک سے عیسیٰ | مرتا ہون مین مجھکو زندہ کیجے
سنتے ہی وہ اسکے مسکرا کر | کہنے لگے پہلے مر تو لیجے

دیگر

مینے اوس سے کہا کہ ای جانان | دل لیا میرا یہہ ہے قصہ جان
ہنسکے بولے کہ کیون نہین آو | واہ کیا خوب مفت کا احسان

دیگر

دل لیا جسکا اسی کو نہین مینے یہہ پوچھا | بکتا ہے کوئی جان سے اتنا نہین معلوم

کہنے لگے ہم کیا کرین لاچار ہین فرخ | دلداری کے انداز ہمین تو نہین معلوم

دیگر

مین وہ نہین ہون جو آؤن تمہاری دہوکہ مین | ہزار ناز و ادا و لربائیان سیکھے
جو ترک عشق ہی ٹھہرا تو پہر سے واسطہ کیا | جو چھوٹ جاؤنگا تو پہر اوسکا نا ہو گیا سلیقہ

دیگر

آشنا ہے سوا اپنے مطلب کا | خوب دیکھا تماشا قدرت کا
کوئی ہو باپ بیٹا یا بہائی | نہین ساتھی کوئی مصیبت کا

ہذا مخمس بر غزل خود

ایک طوفان سا ہے برپا دیدہ پرخون ہوا | [illegible]
اشک کا قطرہ گرا آنکہون سے جیحون ہوا | عالم [illegible] افزون ہوا
روتے روتے جب مین آنکہون سے [illegible] ہوا

دو کنارے مین بہہ دریا اوٹھی یا پلک | جوش سیل اشک ہو بہا گنبد گردان تلک
عالم بالا پہ شور و غل مچا ہے مین یا ملک | پانی پانی ہو گیا [illegible] زمین سے تا فلک
پرنم ہوئی سرشک دیدہ پرخون ہوا

کس نے دیکہا ہے کہ کیسی حور ہے کیسی پری | ذکر جنت سے لوبہاتا ہے زاہد ہر گہری
اب یہ کہنے سے لگے غافل ہو نہ اپنا جی | آنکھ بہر کے سے جنت ہی نہ دیکہون کبہی
زاہد کو یہ مین او دیکھین اگر مفتون ہوا

دل تو ہے اشتیاق گل مین آوارہ ہوا | [illegible] گردون پہ گیا [illegible] ہوا

کیا سبکدوشی ہوئی شاباش ہاں صد مرحبا
دور تو نے بار سر گردن سے میرے کر دیا

آج اسے شمشیر قاتل میں ترا ممنون ہوا

ظلم دیدہ سے نہیں ہیں آشنا لب وقف ہنوز
نام شادی بھی نہیں آیا زبان تک بھی ہنوز
ہوں گرفتار الم روز تولد سے ہنوز
ایک بھی حسرت میرے دل سے نہیں نکلی ہنوز

پھر الٰہی کس لیے دشمن سپہر گردوں ہوا

رات دن صدمہ پہ صدمہ غم پہ غم لاکھوں سہے
اس طرح کی زندگی سے موت یا رب خوب ہے
مفت میں بیٹھے بٹھائے جان کے لالے پڑے
ہے دعائے مرگ ہر دم تنگ ہو کر زیست سے

جب سے اے فرخ کسی پر اپنا دل مفتوں ہوا

یاس و حسرت رشک و حرمان رنج و غم ہم کو دیے
داغ دل درد و الم رنج و محن ہم کو دیے
واہ کیوں صدقے نہ ہوں میں اس کی تقسیم کے
جام عشرت سب کو قسام ازل تو نے دیے

اور قسمت کا ہمارے طالع واژوں ہوا

عقل کیوں حیران ہے طرفہ طلسم آیا نظر
ہیں جسم دندان میں ہیں یا صدف میں ہیں گہر
صاف کہہ دوں جیسے تم ایجان جہان پوچھو اگر
پان کی سرخی نہیں لعل لب جان بخش پر

چشمۂ حیوان پہ شاید کسی کا خون ہوا

زندگی میں تو بھلا رہتی ہی تھی حالت زبون
دم بدم لحظہ بہ لحظہ اپنی وحشت تھی فزون
مر گئے پھر بھی رہی تاثیر باقی جنون کی یون
یعنی مر کر بھی گیا اپنا نہ وہ جوش جنون

خاک سے میری بگولا جو بنا مجنون ہوا

کوئی ابجد خوان کوئی زیادہ کوئی کمتر فزو
آگے پڑھتے تھے سبق جیسے ہمیشہ دہ سبو
پوچھتے ہیں عشق کیا شے ہو وہ اور دیتے تھے رو
عشق کے مکتب کا میں استاد ہوں اب سے ہو

سب میری شاگرد مین فایق ہوا مجنون ا

مخمس دیگر بر غزل خود

اپنے بیگانون سے ظالم نے چھڑایا ہمکو　　خوار و رسوا و ذلیل اس نے بنایا ہمکو
الغرض دیکھا جو کچھہ اس نے دکھایا ہمکو　　خاک مین اس دل شیدا نے ملایا ہمکو
ہاے اس دشمن بے عقل نے ستایا ہمکو

وحشت دل کا تمہین حال سناؤن کیا کیا　　جبکہ آبادی سے جی میرا بہت گھبرایا
لیکے بی خاک اوڑانے کو یہہ سوے صحرا　　کوہ و ہامون و بیابان و جبال و دریا
الغرض کیا کہون کیا کیا نہ دکھایا ہمکو

ہاے کیا حال ہوا ہے ترے غم مین اے یار　　ضعف سے جان کا کھٹکا ہے بدن سے دشوار
لاغری نے یہہ بنایا ہے مری جسم کو زار　　آ کے بالین سے پھرا ایک اجل بھی سو بار
ناتوانی سے جو بستر پہ نہ پایا ہمکو

نکلی مونہہ دیکھنے کی الفت ہی تمہاری حیف　　مر گئے پر کسی نے بھی خبر لی صد حیف
چار ہی دن مین گئے بھول مجھے تم حیف　　فاتحہ بھی کوئی پڑھنے کو نہ آیا صد حیف
کیون بھلانے لگے سب آپ پرایا ہمکو

کیون چھپاتے ہو عبث تم رخ زیبا ہم سے　　کب تلک رکھیگا ایجان یہہ پردہ ہم سے
اسقدر شرم نہین ہے تمہین بیجا ہم سے　　ہم ترے عاشق شیدا ہین شہرا ہم سے
دیکھہ تو شوق کہان سے کہان لایا ہمکو

وقت پر سیکڑون کو بات بناتے دیکھا　　وقت پر کام کسی کو بھی نہ آتے دیکھا

آشنا ہے کسی کو بھی نہ ہمنے دیکھا | جسکو دیکھا اوسے مطلب ہی کا ساتھی دیکھا

کوئی دنیا مین نہ اپنا طلب پایا ہمکو

دل لیے تو خوب ہے آج ہنسایا ہوتا | اگر [illegible] ہنسنا [illegible] کو [illegible] ہوتا
دشمنون کو میری حالت پہ ہنسایا ہوتا | اپنے [illegible] آفت مین [illegible] ہوتا

یار سے صدمہ [illegible] کہ [illegible] ہمکو

مخمس [illegible]

چین کس طرح سے پائے دل نالان اپنا | [illegible] سے [illegible] مین درمان اپنا
ہائے ہم کس سے کہین حال پریشان اپنا | جوش سودا ہے سواد شب ہجران اپنا

نہ ہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا

لاغری کا ادہین ہم حال جتائے کیونکر | نکہت گل کی طرح سے نظر آئے کیونکر
ناتوانی سے کہ [illegible] ہم ہو لئے کیونکر | ایسے لاغر جو نہ ہوتے تو سماتے کیونکر

تنگ ہے خانہ زنجیر سے زندان اپنا

خیرہ ہو [illegible] رشک سے [illegible] سے | خیرہ کردہ ہین اوس رخ کے مقابل سارے
شعلہ طور سے بھی نور سوا ہے سارے | چونہ سیا کر ابھی کرتے ہین زمین پر تارے

کیون بنے زیر فلک کرتے ہو [illegible] اپنا

یار [illegible] چکا چرخ کو یہ نالہ دل | آج کل [illegible] ہے اپنا یہ نالہ دل
خوف ہے [illegible] اوٹھا [illegible] مین نالہ دل | [illegible] سے [illegible] مین نالہ دل

اے [illegible] اپنا

اک [illegible] روز [illegible] دیکھا [illegible] | [illegible] دیکھا [illegible] گل

چھیڑ تو دیکھو سناکر مجھے کہتا ہے وہ گل ۔۔۔ نعرہ زن مین نہین محفل مین تو کہتا ہے وہ گل

آج سے بلبل نالان ہے گلستان اپنا

ہے یہ دیوان ہی فرخ کا مرقعہ ناسخ ۔۔۔ گویا میلا ہے حسینان جہان کا ناسخ
چشم انصاف سے ٹک دیکھ خدارا ناسخ ۔۔۔ ہر ورق بال پری سے ہے مشابہ ناسخ

کہ پری زادون کی ہے وصف مین دیوان اپنا

ترجیع بند

کوئی کہتا ہے مجھے دیدہ گریان والے ۔۔۔ کوئی کہتا ہے مجھے سینۂ سوزان والے
کوئی کہتا ہے مجھے نالہ و افغان والے ۔۔۔ کوئی کہتا ہے مجھے حسرت و ارمان والے

یون پکارین ہین مجھے کوچۂ جانان والے
ادھر آ بے ابے او چاک گریبان والے

عاشق زار کوئی کہتا ہے رسوا کوئی ۔۔۔ دل زلف دادہ کوئی کہتا ہے شیدا کوئی
الغرض کیا کہون کہتے ہین جو کیا کیا کوئی ۔۔۔ اسطرح ہوگا نہ بدنام ہی مجھسا کوئی

یون پکارین ہین مجھے کوچۂ جانان والے
ادھر آ بے ابے او چاک گریبان والے

کوئی مجنون مجھے کہتا ہے کوئی آوارہ ۔۔۔ کوئی محزون کوئی غمناک کوئی بیچارہ
کوئی مفتون کوئی سودائی کوئی ناکارہ ۔۔۔ کوئی وحشی کوئی دیوانہ جگر صد پارہ

یون پکارین ہین مجھے کوچۂ جانان والے
ادھر آ بے ابے او چاک گریبان والے

کوئی وامق کوئی فرہاد مجھے کہتا ہے
اور کوئی عاشق ناشاد مجھے کہتا ہے
اور کوئی صاحب فریاد مجھے کہتا ہے
اور کوئی خانہ برباد مجھے کہتا ہے

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آبے ابے او چاک گریبان والے

والہ و شیفتہ و نال پریشان کوئی
کوئی بیدل کوئی ناکام و پشیمان کوئی
بخیہ ... مجھکو کوئی کہتا ہے حیوان کوئی
کوئی مجہول کوئی احمق و نادان کوئی

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آبے آبے او چاک گریبان والے

غمزدہ کوئی مجھے کہتا ہے کوئی رنجور
کوئی مقہور مجھے کہتا ہے کوئی مجبور
ہائے قسمت کا لکھا تہا یہہ خدا کو منظور
عشق نے سیکڑون ہی نام کیے ہین مشہور

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آبے ابے او چاک گریبان والے

سینہ صد چاک کوئی کہتا ہے بیخواب کوئی
کوئی بے صبر مجھے کہتا ہے بیتاب کوئی
سینہ پر داغ کوئی ماہی بے آب کوئی
محو دیدار کوئی دیدہ پر آب کوئی

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے
ادہر آبے ابے او چاک گریبان والے

کوئی بے ننگ کوئی خوار مجھے کہتے ہین
حیرتی نقش بدیوار مجھے کہتے ہین
بے حیا بے ہمہ یار مجھے کہتے ہین
دل مین جو آتا ہے اغیار مجھے کہتے ہین

یون پکارین ہین مجھے کوچہ جانان والے

	ادھر آ لے اے اوچاک گریبان والے
سب میں تنہا ہوں جو کچھ کہتے ہیں بیجا و بجا	نہ غرض نام سے نے ننگ کی اصلا پروا
کیا شکایت ہے کسی کی یہی قسمت کا لکھا	نام رکھوا کے مری عشق نے فرخ کیا کیا
یوں پکارے ہیں سبھی کوچہ جاناں والے	
ادھر آ لے اے اوچاک گریبان والے	

تمت بالخیر

التماس مولف

خاکسار ہیچمدان کیول کشن المتخلص بہ فرخ بعد شکرگزاری جناب خالق باری عزاسمہ خدمت میں طوطیان شکرستان سخن و عندلیبان بہارستان علم و فن کے بعد ادب و تسلیم عرض پرداز ہے کہ دعوے شاعری کا دور ہے میرا کیا منہ اور مقدور یہ بحال احباب کے شوق اور تقاضا سے برا بھلا جو کچھ سمجھ میں آیا بطور ہدیہ پیشکش کیا۔ ہاں برگ سبز است تحفہ درویش۔ منظور اور قبول ہو اور استادان دقیقہ رس سخن سنج معنی شناس کی خدمت بابرکت میں التماس ہے کہ جہاں کہیں غلطی دیکھیں براہ کرم گستری اصلاح فرماویں اور عیب پوشی کریں کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود۔ اور راقم گنہگار کو دعاء خیر یاد فقط

تقریظ

از نتایج طبع شاعر نازک خیال سخنور بے مثال منشی سمپاسنگھ لعل صاحب متخلص بہ غریب
قوم کالستہ بھٹناگر متوطن کرانہ ضلع مظفرنگر

طالبان علم و فن و شایقان شعر و سخن کو مژدہ ہو کہ دیوان فصاحت عنوان بلاغت بنیان چھپکی ہر غزل شوخی مین غزال ختن سے ہے جو مصرعہ ہے روانی مین سرو نازچمن ہے جو شعر ہے کوزہ قند ہے حلاوت مذاق مین لب شکرین ہے وہ چیز ہے ۔ ہر ردیف چشمہ شیرین ہے ۔ ہر قافیہ انگبین ہے ۔ جو وزن ہے سنجیدہ ہے ۔ جو کلام ہے پسندیدہ ہے ۔ بندش الفاظ نفیس اور چست محاورہ روزمرہ سلیس اور درست ۔ قطعات برجستہ رباعیات دلبستہ الفاظ رنگین سے رنگینی ٹپکتی ہے معانی شیرین سے شیرینی ٹپکتی ہے بول چال کا نیا ڈھنگ ۔ چہرہ چہار کا نیا رنگ ۔ طرفہ باغ پُربہار ہے معانی رنگین سے رشک لالہ زار ہے کلام بے مثال ہے لاریب رشک مقال شعرائے ماضی و حال ہے ۔ من نتایج طبع سلیم مستنبط کمالات زمن اعنی منشی کنول کشن کایستھ متوطن کرانہ ضلع مظفرنگر خلف جناب منشی نوبت رائے صاحب مولفا پوتھی پایا سا گر چو عرصہ دراز تک بملازمت سرکار ابد پایدار انگلشیہ دامت سلطنتہا بعہدہ جلیلہ ڈپٹی انسپکٹری محکمہ پولیس ضلع لاہور معزز و ممتاز رہے اور اب بحصول پنشن تارک لذات دنیوی ہوکر بیٹھے جاتے اپنے مصروف مین مرتب ہوکر فرحت بخش خواطر اہل مذاق ہوا ۔ خاص و عام اوسکی دید کا مشتاق ہوا چشم بددور اگر اسکی رعنائی مین نقد دل دیجیے تو بجا ہے اور گوہر کلام آبدار پر گوہر جان نثار کیجیے تو روا ہے سخن پختہ اوستادی کی دلیل اسحق سخنور بے عدیل ہے ۔ ماشاء اللہ کیا طبیعت

خداداد ہے اس متانت و فصاحت کی کیونکر نہ داد دیجیے ہر شعر پر لطافت سحر کیونکر نہ ہزار صاد

کیجیے واہ واہ سبحان اللہ زور طبیعت اسی کو کہتے ہین کہ ہر شعر انتخاب ہے جو کچھہ

کہا ہے لاجواب ہے مطلع سے مقطع تک ہر غزل مین ناز و نیاز ٹپکتا ہے ہر رنگ مین شاہد

معنی کا جلوہ چمکتا ہے ہر جگہ زمین شعر مین وہ گل کھلائے ہین کہ ہزارون کے رنگ اوڑ گئے

ہین کچھہ انتہا ہے جو کہئے بجا ہے ۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید جب منصف مزاج

دیکھینگے خود دیکھہ لینگے ۔ اب کسیقدر حالات مصنف کا بیان ضرور ہے جسکا دیوان ایسا

مطلع نور ہے ۔ یہہ گرامی منش ستودہ روش روشن بیان سحر زبان نازک خیال شیرین مقال

باکمال ۔ یگانہ دہر یکتائے عصر عجیب روزگار زبدہ کملائے ہر دیار و امصار والی اقلیم سخنوری

مالک ملک معنی پروری سپہر علوم کے ماہ دو ہفتہ منشی ہرگوپال صاحب تفتہ سکندر آبادی

شاگرد رشید جناب معلی القاب شہ نشین شبستان سخنوری بیشہ معنی گستری یکہ تاز عرصہ کمال

سے آسا کشور افتخار نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان صاحب بہادر نظام جنگ

معروف بہ مرزا نوشہ دہلوی متخلص بہ غالب کا شاگرد ہے ۔ فن شاعری کے سوای صنعت

تحریر و نقاشی مین وہ جوہر کمال جسکا اظہار اک امر محال ہے طغرا ۔ توام غبار ریحان گلزار

جوہر شعاعی ناخنی وغیرہ کی تحریر مین یاقوت رقم اور جواہر نگار ہے ۔ بہرحال یہہ جوہر کمال

قابل دید ہین لائق شنید ہے دو نسخہ عجوبہ روزگار کے موسوم بہ پنجہ فتح ۔ اور دوسری بہ

بہ خیالات فتح اس صاحب کمال کی ترتیب و تالیف سے راقم تحریر ان کی نظر سے

گذرے ہین واقعی یہہ ہر دو کتاب لاجواب جسکو دیکھکے بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے

مصرعہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ اگرچہ ان کا [illegible] ان کی تصانیف کا بیان بھی

اک طول طویل داستان ہے پیچ تو یہ ہے کہ یہہ سب کچھہ خداداد ہے ۔ اوسی کے فضل و کرم

امداد ہے - اب خاتمہ پر کلام ہے یہ دعا ورد زبان صبح و شام ہے کہ جبتک زمین و آسمان قایم ہین قادر ذو الجلال ہمیشہ اپنا فضل و کرم اوس نیک خصال صحیح اخلاق و معدن اشفاق کے شامل حال رکھے اور اوسکی کلام کو رونق اور اوسکی حرمت و عزت کو یوماً فیوماً ترقی بخشے آمین آمین ثم آمین

قطعہ تاریخ

از طبع سلیم شاعر شیرین مقال منشی دیندیال صاحب متخلص عاجز کایستھ بھٹناگر طالب علم گورنمنٹ کالج لاہور متوطن کرانہ ضلع مظفر نگر۔

جب فرخ نے لکھا دیوان فرخ
کہا دل نے خوشا دیوان فرخ

ہر اک شعر اسکا مصرعی کی طرح ہے
ہے نسخہ دلکشا دیوان فرخ

ہر اک مصرع ہے اوسکا سرو شمشاد
ہے گلشن پر فضا دیوان فرخ

لکھی عاجز نے یون تاریخ تکمیل
بشارت ہو چھپا دیوان فرخ

۱۸۷۶ع

قطعہ تاریخ

از طبع رسا و ذہن رسا شاعر روشن ضمیر منشی جہانگیر لال صاحب متخلص بہ جہانگیر شاگرد رشید منشی ہرگوپال صاحب تفتہ سکندر آبادی کایستھ بھٹناگر متوطن سکندر آباد۔

بوقت ختم سخن خبر داد
کہ در لاہور دیدم جام جمشید

پئے تاریخ طبع گفتا جہانگیر
زہے دیوان فرخ طبع گردید

۱۲۹۲ھ

دیگر

از نتایج طبع سلیم منشی کیول کشن صاحب المتخلص بہ منعم خلف منشی جہانگیر لعل صاحب

ممدوح کایستھ بھٹناگر متوطن سکندرآباد۔

جب چھپا دیوان فرخ باخوشی ‖ جستجو تاریخ کی دل کو ہوئی

یون لکھا منشی نے تب از راہِ شوق ‖ سن اٹھارہ سو چھہتر عیسوی ١٨٧٦

قطعہ تاریخ

از نتائج طبع بلند منشی لچھمن نراین صاحب متخلص ارجمند تلمیذ دلبند مولف

ہان نہ کیون اسے دل زمانہ شاد ہو ‖ چشم مشتاقان ہوئی اب بہرہ مند

یعنی وہ فرمودہ فرخ کہ ہے ‖ راحت افزائے دلِ ہر دردمند

گشت چون طبع بطبع کوہ نور ‖ روح پرور جان عشاق و دل پسند

شوق گر و آمد کہ تاریخش بگو ‖ طبع نے مضمون بنائے چند چند

پسند آئی یہ ہاتف کی صدا ‖ کیا چھپا دیوان فرخ ارجمند ١٢٩٢

قطعہ تاریخ

از نتیجہ طبع رسا منشی گوپی ناتھ صاحب خوشتر ساکن قصبہ بلوپورہ ضلع بلندشہر برادر بزرگوار فرخ

چو دیدم این گلستان گشت مطبوع ‖ پئے تاریخ سال آمد بخاطر

ز ہاتف ناگہان خوشتر شنیدم ‖ کہ بس دیوان فرخ خوب نادر ١٨٧٦

قطعہ تاریخ

طبعزاد جناب میر ولایت علی صاحب علاقہ دار نہر گنگ ضلع بلندشہر

کیا دلنشین کلام ہی فصیح کا واہ واہ
کہتا ہے دل جو دیکھتی ہیں یہہ کتاب دیکھہ

دیوان میر و ناسخ و سودا و ذوق سب
بالائے طاق رکھتے ہیں یہہ لاجواب دیکھہ

دلکو ہوئی امنگ جو تاریخ سال کی
یہہ جو ہی بکمال فضیلت مآب دیکھہ

بیساختہ وہین بصدائے نوید لطف
بولا سروش یون کہ نفیس انتخاب دیکھہ ١٢٩٢

قطعہ تاریخ

از تراوش خامہ جادو نگار شاعر شیرین زبان منشی امراو سنگہ صاحب تخلص حیران
خلف الرشید منشی نہال سنگہ صاحب کالستہہ بہٹناگر رئیس قصبہ کرانہ ضلع مظفر نگر

عجب سامان عشرت آج عالم مین ہوا پیدا
سنا تو نے یہہ مژدہ جان عید الابدال کا

کہی تاریخ جسکی اسطرح ہاتف نے ای حیران
چھپا دیوان فصیح بے بہا ابدال مبارک ہو ١٢٩٢

تمام شد

بدستخط گمنام عاصی خلائق غلام قادر

صورت اتمام پذیرفت

فہرست صحت دیوان حرج

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۳	میرا	اپنا	۳۴	۱۲	وعدہ وصل	وعدۂ وصل کا
"	۱۴	ایضاً	ایضاً	۳۷	۱۸	اتر تک	اثر تک
۲	۱۵	برقہ	برقع	۳۹	۳	شودش	شورش
۳	"	شرشک	سرشک	۴۰	۱	ناپایدار کا	ناپایدار ہے
۵	۴	بیٹھیگی	بیٹھینگے	"	۱۲	جمہورا	جمہورا
"	"	آپکی	آپکے	۴۴	۱	دلدکی سچا	دل دیکے سچا
"	۱۱	اوٹھیگی	اوٹھینگے	۶۲	۸	ہوش ہیتی	ہوش ہینے
۹	۲	اہ سے عالم	آہ میں گیہ دان	۷۱	۱۰	ہرکے	سدی
۱۰	۵	گل آتی ہے	گل آتے ہی	۷۴	۱۱	پیٹا	لپیٹا
۱۱	۱۳	پہر	پہر	۷۸	۱۳	ارتہا	یار تہا
۱۷	"	بالین میرے	بالین پر میرے	۸۰	۱۹	کہلایا	کہلایا
۱۸	"	پوجہ	پوچہہ	۹۰	۹	سب ہجر	شب ہجر
۱۹	۲	کہلتی	کہٹکتے	"	۱۰	آکے	یعنی
۲۱	۱۹	مین	ہین	۹۲	۱۵	بہرجاہے	بہرجانے
۲۳	۸	عمر بہر	عمر بہر	۹۹	۳	بلبل نادان	بلبل نالان
"	۱۰	سنکے	ہنسکے	۱۰۰	۴	مو بیگے	مونہ پیگے
۲۴	۵	پی جاسنے	پی جاہے	"	"	چاہیے جو جتنا	چاہیے جتنا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۰	۵۶	سر تا گردن پچ	سر سے تا گردن پہ	۱۲۵	۹	جب آئے	جب آتے ہیں
۱۰۱	۱۶	دہن تنگ یا اور کمر	دہن تنگ اور کمر	۱۳۰	۳	پہلو میری	پہلو میں میرے
۱۰۹	۵	ٹکڑا کی چرخ	ٹکڑا ہی چرخ	۱۳۶	۴	بیغانہ	بت خانہ
۱۱۰	۱۶	دل کا ہارا	دل کا پارا	۱۴۰	۱	ہاتھ	وار
۱۱۷	۱۰	چاہتے ہیں	جانتے ہیں				

CALL No. { ۸۹۱۲۳۳۱
ف ۲۳ د
ACC. No. ۲۴۸۱۴
AUTHOR زخ
TITLE دیوان زخ

ف ۲۳ د ۸۹۱۲۳۳
۲۴۸۱۴
زخ
دیوان زخ

Date	No.	Date	No.
APR 04 1981	2971		

AT THE TIME

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The Book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.